المسائل المهمة

فیما ابتلت به العامة

اہم مسائل

جن میں ابتلاء عام ہے

جلد اول

پسند فرمودہ :

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہ العالی

رئیس: جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا نندربار

تحریک وتحریض :

حضرت مولانا محمد حذیفہ صاحب وستانوی

ناظم تعلیمات ومعتمد جامعہ

ترتیب :

مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی

صدر دار الافتاء جامعہ اکل کوا

تحقیق وتخریج :

طلباء افتاء

ناشر :

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم

اکل کوا ، نندربار ، مہاراشٹر

تقسیم کار

نام کتاب	:	المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة
پسند فرمودہ	:	حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم
تحریک وتحریض	:	حضرت مولانا محمد حذیفہ صاحب وستانوی
ترتیب	:	حضرت مولانا مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی
تحقیق وتخریج	:	طلباء افتاء
کمپوزنگ وتصحیح	:	شمشیر احمد بستوی وعبد المتین کانڑ گانوی
طبع چہارم	:	۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء
صفحات	:	۱۸۹
قیمت	:	
باہتمام	:	ابوحمزہ وستانوی
ناشر	:	جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

ملنے کا پتہ

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع نندربار مہاراشٹر

Phone: 02567,252556,252256

E-mail jafarmilly@gmail.com

fatawaakkalkuwa@gmail.com

http://jamiyaakkalkuwa.com/fatawa/

فہرست عناوین

انتساب

۞ مادرِ علمی جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے نام، جس کی آغوش میں میں رہ کر ہم علومِ اسلامیہ سے ایک گونہ آشنا ہوئے۔

۞ ان فقہاء، محدثین، مفسرین، اصولیین، اور متکلمین، کے نام جنہوں نے اپنے خون جگر سے شجرۂ علوم اسلامیہ کی آبیاری کی، اور کررہے ہیں۔

۞ رہبرِ قوم وملت، مفکرِ اسلام، خادمِ قرآن وسنت، بانیٔ مساجد ومدارس، حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم کے نام، جن کی شفقتوں، عنایتوں اور توجہات ہی سے ہم نے یہ منزل پائی ہے۔

۞ محترم وبزرگ اساتذۂ کرام کے نام، جن کی شبانہ روز محنتوں، کاوشوں اور تربیت ہی سے ہم نے قلم تھامنا اور کتابوں کی ورق گردانی سیکھی ہے۔

۞ مشفق ومربی والدین کے نام، جن کی دعائے نیم شبی وآہِ سحر گاہی سے، ہمارے دلوں میں علومِ اسلامیہ کی محبت پیدا ہوئی ہے!

ہم سب دعاء گو ہیں: اے آسمان وزمین کے مالک!

ہماری مادرِ علمی کو تا قیامت اسلام اور ملتِ اسلامیہ کی خدمت کے لئے قبول فرما!

فقہاءِ کرام کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما!

خادمِ قرآن وسنت کو تا عمر صحت وعافیت عطا فرما!

ہمارے اساتذۂ کرام کے علوم میں برکت عطا فرما!

ہمارے والدین کے سایہ کو تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھ!

ہم سب کو اپنی رضا نصیب فرما! آمین ثم آمین

طلباء دار الافتاء- جامعہ اکل کوا

۱۱/۷/۱۴۲۹ھ

کلماتِ تمہید

اسلام جناب نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والا ایسا دین ہے، جو پورے عالم انسانی کی دنیوی کامیابی اور اخروی نجات کا ضامن ہے، ہم مسلمان ہونے کے ناطے زندگی کے ہر شعبے میں اس کے احکام کے مکلّف و پابند ہیں، اور احکامِ اسلام پر عمل اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ احکامِ شرعیہ کی معرفت و واقفیت حاصل ہو۔

احکامِ شرعیہ کو جاننے کے دو طریقے ہیں:

(۱) اجتہاد: جو مجتہد کے ساتھ خاص ہے۔(۲) تقلید وفتویٰ: جو ان لوگوں کے لیے لازم ہے جنہیں مقامِ اجتہاد حاصل نہ ہو، اگر ایسے لوگ کسی مسئلہ میں حکمِ شرعی کے محتاج ہوں، تو ان پر واجب ہے کہ وہ اہلِ علم سے اس کا حکمِ شرعی معلوم کریں، کیوں کہ ارشادِ ربانی ہے: ﴿فسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون﴾ ''سو اگر تم کو معلوم نہ ہو تو اہلِ کتاب سے دریافت کرلو''۔(الأنبياء: ۷)

چنانچہ کسی مسلمان کے لیے کوئی تصرف یا کوئی فعل اس وقت تک جائز نہیں، جب تک کہ اسے اس تصرف یا فعل کی بابت حکمِ خداوندی معلوم نہ ہو، اسی لئے فقہ کا قاعدہ ہے:'' لا يجوز لمسلم أن يتصرف أو يفعل فعلاً إلا بعد معرفة حكم الله فيه '' . (موسوعة القواعد الفقهية: ۸/۱۵)

فرائضِ خمسہ: کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور علمِ اخلاص کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، کیوں کہ صحتِ عمل اسی پر موقوف ہے، اسی طرح علمِ حلال وحرام، اور علمِ ریاء کا حاصل کرنا بھی فرض ہے، کیوں کہ عابد ریاء کے سبب اپنے عمل کے ثواب سے محروم ہوتا ہے، علمِ حسد وعُجب کا حاصل کرنا بھی فرض ہے، کیوں کہ یہ دونوں چیزیں نیک عمل کو ایسے ہی کھا جاتی ہیں، جیسے آگ لکڑی کو، خرید وفروخت، نکاح وطلاق کا علم اس شخص پر حاصل کرنا فرض ہے، جو ان امور میں داخل ہونا چاہتا ہے، اُن الفاظ وکلمات کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے، جس سے انسان اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، جیسا کہ شامیہ میں ہے:

'' وفي تبيين المحارم: '' لا شك في فرضية علم الفرائض الخمس، وعلم الإخلاص، لأن صحة العمل موقوفة عليه، وعلم الحلال والحرام، وعلم الرياء، لأن العابد

محروم من ثواب عمله بالرياء، وعلم الحسد والعجب؛ إذ هما يأكلان العمل كما تأكل النار الحطب؛ وعلم البيع والشراء، والنكاح والطلاق لمن أراد الدخول في هذه الأشياء، وعلم الألفاظ المحرمة أو المكفرة". (۱۲٦/۱)

زیرِ نظر کتاب ﴿**المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة**﴾ یعنی وہ اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے، ان دوسوتین "**۲۰۳**" محقق و مدلل، آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ سے مزین مسائل کا مجموعہ ہے، جسے دارالإفتاء کے طلباء ہر روز بعد نمازِ ظہر بعنوان "**مسئلہ**" جامعہ کی مسجد (مسجد میمنی) میں پڑھتے رہے، درحقیقت یہ مسائل نہیں بلکہ فتاویٰ ہیں، کیوں کہ جب بھی مدیر شاہراہ وناظم تعلیمات "ابوحمزہ" وستانوی زید مجدہٗ، یا کسی استاذِ محترم، یا کسی طالبِ جامعہ نے کسی مسئلہ میں ابتلائے عام دیکھا، تو دارالإفتاء کو اس جانب متوجہ کیا، اور دارالإفتاء نے پوری صورتِ مسئلہ قلمبند کرکے اس پر آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، عباراتِ فقہیہ اور قواعدِ فقہ کی روشنی میں، احکامِ شرعیہ کی تخریج وتطبیق کی۔

الحمدللہ! طلباء، اساتذہ، ٹیچرس (Teachers) پروفیسرس (Professors) حضرات کی طرف سے حوصلہ افزاء کلمات، اور اس کی افادیت کی اطلاعات ملتی رہیں، تو دارالإفتاء نے یہ سلسلہ احاطۂ جامعہ (Campus) میں واقع تمام مسجدوں میں جاری کیا، اب اس کی افادیت کو مزید عام کرنے کی خاطر اسے کتابی شکل دی جارہی ہے، اگر ائمۂ مساجد کسی بھی نماز کے بعد اس کتاب سے روزانہ ایک مسئلہ اپنے مقتدیوں کو سنانے کا اہتمام کرلیں، تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ دینی اعتبار سے بڑا فائدہ ہوگا، اور لوگوں کو دین کے اہم مسائل نہ صرف معلوم ہونگے بلکہ ان کی عبادتوں، معاشرتوں اور معاملات میں کافی حد تک سدھار واصلاح ہوگی، جو دینِ اسلام کا عظیم مقصد ہے۔ وما توفیقی إلا باللہ۔ فقط

محمد جعفر ملی رحمانی

صدر دار الإفتاء

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، نندربار

۹/۷/۱۴۲۹ھ/م ۱۳/۷/۲۰۰۸ء

کلماتِ دعائیہ

بانئ جامعہ، خادم قرآن وسنت
حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی
دامت برکاتہم وفیوضہم

قال النبي ﷺ : " لكل شيء دعامة ، ودعامة الإسلام الفقه في الدين "

"ہر چیز کے لیے ایک ستون ہے جس پر اس کا مدار ہوتا ہے، اور اس دین کا ستون فقہ ہے۔"
(کنز العمال: ۱۰/ ۷۷، رقم الحدیث: ۲۸۹۲۰)

ہر زمانہ میں فقہ وفتاوی کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا، اور سماج ومعاشرہ کی اصلاح وانقلاب کا اسے ایک مؤثر ذریعہ سمجھا گیا۔

آج کے اس پُر فتن، خدا بیزار، علوم اسلامیہ سے نہ صرف عدم واقفیت، بلکہ ایک حد تک اسلامی اقدار کے باغی معاشرہ اور سماج میں، بڑی حیرت انگیز تبدیلیاں اور زبردست انقلابات رونما ہوئے، سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی نے نئے نئے اُفق پیدا کیے، اور اب دنیا گلوبلائزیشن (Globalization) کی دنیا کہی جانے لگی، معاشی اور اقتصادی امور میں، نت نئی ترقیات نے جہاں نئے نئے مسائل لا کھڑے کر دیئے، وہیں ذرائع ابلاغ کی نئی نئی ایجادات نے فکری ونظری، تہذیبی وثقافتی جنگوں کے محاذ کھول دیئے، اب جو لوگ شریعت اسلامیہ کو اپنی معاشرت، تجارت، اور زندگی کے دوسرے میدانوں میں معیار ہدایت قرار دے کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں، ان کے سامنے ایسے سینکڑوں مسائل آ کھڑے ہیں، جن کے بارے میں وہ علماء اسلام واصحابِ افتاء کی طرف نظریں جمائے ہوئے ہیں، کہ کیا یہ جائز ہیں یا ناجائز؟

اس اہم موڑ پر ان کی رہنمائی ورہبری علماء شریعت پر فرض ہے، اسی فرض کی انجام دہی کے لیے جامعہ نے ۱۴۲۹ھ میں "قسم الإفتاء ودار الإفتاء" قائم کیا، تاکہ امت کو موجودہ حوادث ومسائل کا شرعی حل مل جائے، اور اس عظیم ذمہ داری کے بارِ گراں کو اٹھانے کے لیے، ملک

ہندوستان کی مختلف ریاستوں کے علماء بھی تیار ہوں۔

الحمدللہ! اس سال (۱۴۳۱ھ) اس شعبہ میں نو (۹) فضلاء جامعہ زیر تعلیم وتربیت رہے، اس شعبہ کے طلباء کی، دیگر تعلیمی وتربیتی مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ، پورے سال ایک مصروفیت یہ بھی رہی کہ جن مسائل میں لوگوں کا ابتلاء عام ہے، ان میں سے کسی ایک مسئلہ کی پوری صورت قلمبند کرکے، ان پر آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، عباراتِ فقہیہ، اور قواعد کی روشنی میں احکام شرعیہ کی تطبیق کے بعد، جامعہ کی مسجد (مسجد میمنی) میں بعد نماز ظہر اس کو سناتے رہے۔

اب انہیں مسائل کا مجموعہ: ﴿**المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة**﴾ کے نام سے منظر عام پر آرہا ہے، میں نے ان مسائل کو مسجد میمنی میں سنا، ان کو عوام وخواص کے لیے بے انتہاء مفید پایا، اور ان کو شائع کرنے کی اجازت دی، میری دعاء ہے اللہ رب العزت اسے قبولیت عطاء فرمائے، امت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے، ان طلباء عزیز کو دنیا وآخرت میں فلاح ونجاح نصیب فرمائے، علومِ نافعہ سے بہرہ ور فرما کر خدمتِ دین کے لئے تاعمر قبول فرمائے، اور جامعہ کے تمام شعبہ جات کے ساتھ ساتھ، اس نو خیز شعبہ کو بھی خوب خوب پروان چڑھا کر بافیض بنائے۔

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم . (آمين)

غلام محمد وستانوی

۱۲/۷/۱۴۲۹ھ

ایک اہم وضاحت

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿اتبعوا ما أنزل إليكم من ربكم﴾ . ''تم لوگ اس (کتاب) کی پیروی کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے۔'' (الأعراف : ٣)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:" لا يؤمن أحدكم حتى يكون هواه متبعا لما جئت به " .
(کنز العمال:۱/۱۲۱)

آیتِ مبارکہ میں "ما" عموم کے لیے ہے، جو تمام مصادرِ شرعیہ (قرآن، حدیث، اجماع وقیاس وغیرہ) کو شامل ہے، ہمارے فقہاء کرام کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا کہ وہ کتاب، سنت، اجماع اور قیاسِ صحیح ہی سے مسائل کا استخراج واستنباط کرتے رہے، اور پچھلی چودہ صدیوں سے اسی طرح حلال وحرام کی معرفت حاصل کیجاتی رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ پوری امت کی طرف سے جزائے خیر دے۔

۞ رسولِ عربی، آقا مدنی ﷺ کو جن کے ذریعہ ہمیں مصادرِ شرعیہ عطا ہوئے۔

۞ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو جنھوں نے علومِ وحی کو پوری امانتداری کے ساتھ اپنے بعد والوں تک پہنچادیا۔

۞ حضرات فقہاء، مفسرین، محدثین اور علماء دین کو جنھوں نے کمالِ احتیاط اور نظم وضبط کے ساتھ اصول وقواعد کو مدِ نظر رکھ کر بے شمار مسائل کو حل فرمایا۔

الحمد للہ! جامعہ میں اس سال دار الإفتاء کا قیام عمل میں آیا تو اول یوم سے ہی یہ کوشش کی گئی کہ اس سے امت کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے، اور ہر ممکن طریقہ سے امت کو حلال وحرام سے واقف کرایا جائے، اسی کے پیشِ نظر یہ کتاب ﴿المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة﴾ کی طباعت عمل میں آرہی ہے، امید ہے کہ ائمۂ مساجد اس جانب متوجہ ہوں، اور فضائل کے ساتھ ساتھ مسائل سے بھی امت کو آگاہ کریں۔

اس کتاب میں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی کہ ہر مسئلہ کو خوب سے خوب مدلل کیا جائے، اور مسئلہ کے لیے بطورِ دلیل قرآنِ کریم اور حدیثِ رسول ﷺ کو بعد از تتبع پیش کیا جائے، اور ساتھ

ہی ساتھ فقہاء امت کی تصنیفات وتالیفات سے بھرپور تعاون حاصل کرتے ہوئے، جزئیاتِ فقہیہ سے بھی تقویت دیجائے، تاکہ مسئلہ بالکل منقیٰ ومجلیٰ ہوکر سامنے آجائے۔ اللھم وفقنا لماتحب وترضی . آمین

ابوحمزہ وستانوی
معتمد تعلیمات ومدیر شاہراہ علم
جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، نندربار
۱۲/۷/۱۴۲۹ھ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

”من یرد اللہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین“

(صحیح البخاری)

کتاب العقائد

عقائد کے مسائل

کلائی پر کالا دھاگا باندھنا

مسئلہ(۱): آج کل بہت سے مسلم نوجوان اپنی کلائی پر کالا دھاگا یا زنجیر یا کڑا باندھتے اور پہنتے ہیں، اگر ان چیزوں کا پہننا یا باندھنا کسی غلط عقیدہ پر مبنی ہے، یعنی ان سے فائدہ پہنچتا ہے، تو یہ حرام ہے، اور اگر محض زینت کے طور پر ہے تو یہ مکروہِ تحریمی ہے۔[۱]

''ستاروں کی دنیا'' نامی کالم سے بھوشّیہ معلوم کرنا

مسئلہ(۲): آج کل معیاری اخبارات ورسائل میں'' ستاروں کے کھیل'' یا ''ستاروں کی دنیا'' کے نام سے کالم جاری ہوتے ہیں، جن میں غیبی حالات اور بھوشّیے بتلائے جاتے ہیں، ہزاروں لوگ اس سے اپنی قسمت کا حال معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بعض نجومی اور جوتشی لوگوں کے ہاتھ کی ریکھا یعنی لکیر میں دیکھ کر بھوشّیے بتلاتے ہیں، یہ سب من گھڑت، اٹکل اور بے بنیاد باتیں ہیں، اور شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ کا باعث ہے، نبی

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' القرآن الكريم '' : قوله تعالیٰ :﴿ قل لا املک لنفسي ضرًّا ولا نفعًا إلا ما شاء الله﴾ .
(سورة هود : ۴۸)

ما في '' مشكوة المصابيح '' : قوله عليه السلام : '' أبغض الناس إلى الله ثلثة: مُلحدٌ في الحرم ، ومُبتغ في الاسلام سنة الجاهلية ، ومطلب د م امرئ مسلم بغير حق ليهريق دمه '' . رواه البخاري
(ص/۲۷ ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الأول)

ما في '' الأشباه والنظائر لإبن نجيم '' : '' الأمور بمقاصدها '' . (۱/۱۱۳)

ما في '' رد المحتار '' : قال الزيلعي : '' ثم الرتيمة قد تشتبه بالتميمة على بعض الناس، وهي خيط كان يربط في العنق أو في اليد في الجاهلية لدفع المضرة عن أنفسهم على زعمهم وهو منهي عنه وذكر في حدود الإيمان أنه كفر '' .
(۹/۵۲۳ ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في اللبس ، البحر الرائق : ۸/۳۵۱ ، كتاب الكراهية)

کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جو آدمی کاہن یا عرّاف کے پاس آکر کچھ پوچھے، اور اس کی بات پر یقین کرلے، تو وہ محمد ﷺ پر نازل شدہ دین وقرآن سے مکمل طور پر تہی دست رہ گیا، اور اگر پوچھ لے اور یقین نہ بھی کرے، تب بھی اس جرم کی نحوست سے چالیس دن تک اس کی کوئی نماز مقبول نہ ہوگی۔ (۱)

بدشگونی اور بدفالی جیسے قبیح توہمات

مسئلہ (۳): آج کل بدشگونی اور بدفالی کے بعض قبیح توہمات معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیں، جیسے ماہ صفر میں شادی کرنے کو منحوس سمجھنا، شادی کے وقت ''قمر درعقرب'' والی تاریخ کو منحوس سمجھنا، سنیچر یا بدھ کو منحوس سمجھنا، غیر شادی شدہ لڑکا یا لڑکی کے دیگچی یا بھگونے میں کھانے سے ان کی شادی میں بارش ہونے کا شگون لینا، اسی طرح رات کے وقت، یا پیر وجمعرات کے دن ناخن کاٹنے کو منحوس سمجھنا، ایسے ہی کوے کے چیخنے سے مہمان کے آنے، اور بلی کے راستہ کاٹنے سے کام کے بگڑنے کا شگون لینا، اور علم رمل وجفر سے اپنی قسمت کا حال معلوم کرنا وغیرہ، محض اٹکل پچو اور من گھڑت باتیں ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، لہٰذا اس طرح کے تمام توہمات سے کلی اجتناب برتا جائے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير للسيوطي " : قوله عليه السلام : " من أتىٰ كاهنا فصدقه بما يقول فقد برئ بما انزل على محمد " . (۲/۵۰٦ ، رقم الحديث : ۸۲۸۸)

ما في " الصحيح لمسلم " : قوله ﷺ : " من أتى عرافا فسأله عن شيء لم تقبل له صلوٰة أربعين ليلة " . (۲/۲۳۳ ، كتاب السلام ، باب تحريم الكهانة واتيان الكهان)

ما في " المبسوط للسرخسي " : قال رسول الله ﷺ : " من أتى امرأته الحائض أوأتاها فى غير ما أتاها أو أتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما أنزل الله على محمد ﷺ ومراده إذا استحل ذلک الفعل " . (۳/۱۵۲ ، كتاب الحيض)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الكريم " : قال الله تعالى : ﴿وماتشاء ون إلا أن يشاء الله﴾ . (الدهر : ۳۰)

ما في " الإبانة عن أصول الديانة " : فأخبر تعالى : إنا لا نشاء شيئا إلا قد شاء الله أن يشاءه ..... =

مکان، دکان اور گاڑیوں کے اندر تعویذات

مسئلہ (۴): آج کل بہت سے لوگ اپنے مکانوں، دوکانوں اور گاڑیوں کے اندر یا باہر بدنظری یا حسد سے بچنے کے لئے تعویذات لٹکاتے ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں: قسم اول جائز، قسم دوم ناجائز۔

قسم اول: (۱) تعویذ کلام الٰہی، اسماء الٰہی اور صفات الٰہی سے ہو۔

(۲) عربی زبان میں ہو، اور ایسے کلمات سے ہوں جن کے معانی معلوم ومعروف ہوں۔

(۳) اعتقاد یہ ہو کہ تعویذات خود مؤثر نہیں، مؤثر حقیقی اللہ کی ذات ہے، اگر وہ چاہے تو اسے اثر انداز بنا سکتا ہے۔

قسم ثانی: جن تعویذات میں جن وغیرہ کی پناہ طلب کی گئی ہو، یا ایسے کلمات لکھے گئے ہوں کہ ان کے معانی معلوم ومعہود نہ ہوں، یا ان میں کلمات شرکیہ ہوں، ایسی تعویذات شرعاً ناجائز ہیں۔[۱]

= أجمع عليه المسلمون من أن ما شاء الله كان ، وما لم يشأ لم يكن . (ص/۱۲)

ما في " مشكوة المصابيح " : عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ : " لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر " . رواه البخاري . (ص/۳۹۱ ، باب الفال والطيرة)

ما في " قواعد الفقه " : " لا عبرة بقول المنجمين " . (ص/۱۰۸ ، رقم القاعدة : ۲۵۷)

ما في " الفتاوى الهندية " : حكى أن هارون الرشيد سأل أبا يوسف عن قص الأظافير في الليل ، فقال : ينبغي ، فقال : ما الدليل على ذلك ؟ فقال : قوله عليه السلام : " الخير لا يؤخر " . كذا في الغرائب . (۳۵۸/۵ ، كتاب الكراهية ،الباب التاسع عشر في الختان والخصاء وقلم الأظافير)

ما في " مشكوة المصابيح " : عن ابن عباس قال : أخبرني رجل من أصحاب النبي ﷺ من الأنصار أنهم بينا هم جلوس ليلة مع رسول الله ﷺ رمي بنجم واستنار ، فقال لهم رسول الله ﷺ : ماكنتم تقولون في الجاهلية إذا رمي بمثل هذا ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم .... فقال رسول الله ﷺ : فإنها لا يرمى لموت أحد ولا لحياته " . اهـ . رواه مسلم . (ص/۳۹۳ ، باب الكهانة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مرقاة المفاتيح " : وعن عوف بن مالك الأشجعي قال : كنا نرقى في الجاهلية ، فقلنا : يا رسول الله ! كيف ترى في ذلك ؟ فقال : " اعرضوا علي رقاكم ، لا بأس بالرقى ما لم يكن =

کتاب الطهارة

طہارت کے مسائل

وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھانا

مسئلہ (۵): وضو سے فراغت کے بعد دعاء پڑھنا: " أشهد أن لا إله إلا الله ، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله ، أللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين " وغیرہ احادیث نبویہ صحیحہ سے ثابت ہے[1]، البتہ بوقتِ دعا نظر الی السماء یعنی آسمان کی طرف دیکھنا اور اشارہ بالسبابہ یعنی شہادت کی انگشت سے اشارہ کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں، صرف مسند احمد، اور ابوداؤد کی روایت میں " ثم رفع نظره إلى السماء" کا اضافہ ملتا ہے، مگر حدیث کے راویوں میں ایک شخص "ابن عمہ" کے متعلق ابوداؤد کے محشی، حضرت مولانا محمد حیات سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قال المنذري : " هو رجل مجهول " ۔ نیز صاحب "بذل المجهود" علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (عن ابن عمه) " مجهول لا يعرف " ۔[2]

= فيه شرک " . رواه مسلم . قال الشيخ الملا علي القاري رحمه الله تعالى : " ان الرقى يكره منها ما كان بغير اللسان العربي ، وبغير أسماء الله تعالى ، وصفاته ، وكلامه في كتبه المنزّلة ، وإن اعتقد أن الرقية نافعة لا محالة فيتكل عليها وإياها " . (۳۵۸/۸ ، ۳۵۹ ، كتاب الطب والرقى)

ما في " فتح الباري " : وقد أجمع العلماء على جواز الرقية عند اجتماع ثلاثة شروط : أن يكون بكلام الله تعالى ، أو بأسمائه ، وصفاته ، وباللسان العربي ، أو بما يعرف معناه من غيره ، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى .

(۲۴۰/۱۰ ، كتاب الطب ، باب الرقى بالقرآن والمعوذات)

ما في " رد المحتار " : وإنما تكره المعوذة إذا كانت بغير لسان العرب ، ولا يدري ما هو ، ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلک ، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به .

(۵۲۳/۹ ، كتاب الحظر والإباحة) =

اسی طرح ''منیۃ المصلی'' کے محشی مولانا محمد اسحاق نہٹوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' لم أجد هذه العبارة في الشرحين الكبيري والصغيري ولا في نسخة مكتوبة بالقلم كانت عندي، ولم اطلع على حديث فيه هذه العبارة، فلعلها لا يكون لها أصل معتمدٌ '' ۔(۳)

اسی طرح ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: '' وهذه الزيادة منكرة، لأنه تفرد بها ابن عمه إلى عقيل هذا، وهو مجهولٌ '' ۔(۴)

اس لیے بوقت دعا قبلہ کی طرف رخ کرنا ہی اولیٰ اور بہتر ہوگا، کیوں کہ احناف کے نزدیک ہر دعا میں استقبالِ قبلہ مستحب ہے۔(۵)

الحجة على ما قلنا :

= (۱) ما في '' جامع الترمذي '' : عن عمر بن الخطاب قال : قال رسول الله ﷺ : '' من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال : '' أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله ''. '' اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين ''. فتحت له ثمانية أبواب من الجنة يدخل من أيها شاء ''. (۱/۱۸، أبواب الطها رات، باب ما يقال بعد الوضوء)

ما في '' سنن أبي داود '' : قوله عليه السلام : '' ما منكم من أحد يتوضأ فيحسن الوضوء ثم يقول حين يفرغ من وضوئه : '' أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله إلا فتحت له أبواب الجنة الثمانية يدخل من أيها شاء ''.

وفيه أيضًا :وحدثنا الحسين بن عيسى قال : حدثنا عبد الله بن يزيد المقري، عن حيوة بن شريح، عن أبي عقيل، عن ابن عمر، عن علقمة بن عامر الجهني، عن النبي ﷺ نحوه، ولم يذكر أمر الرعاية، قال عند قوله : '' فأحسن الوضوء ثم رفع نظره إلى السماء ''. (۱/۲۳، كتاب الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا توضأ، المسند للإمام أحمد بن محمد بن حنبل : ۱/۲۱۸، ۲۱۹، رقم الحديث : ۱۲۱، الصحيح لمسلم : ۱/۱۲۲، كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء)

ما في '' سنن النسائي '' : عن عمر بن الخطاب قال : قال رسول الله ﷺ : '' من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال : أشهد أن لا اله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله فتحت له ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيهاشاء ''. (۱/۱۹، كتاب الطهارة، القول بعد الفراغ من الوضوء)

ما في '' سنن ابن ماجة '' : عن انس بن مالک، عن النبي ﷺ قال : '' من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال ثلث مرات : أشهد أن لا اله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله فتح =

....

= له ثمانية أبواب الجنة من أيها شاء دخل الجنة ". (ص/٣٦، كتاب الطهارة، باب ما يقال بعد الوضوء، نيل الأوطار للشوكاني : ١/ ١٨٩، أبواب صفة الوضوء فرضه وسننه، باب ما يقول إذا فرغ من وضوئه)
ما في " حلبي كبير " : (وأشهد أن محمدًا عبدک ورسولک) وفيه معنىٰ ما رواه مسلم عن عُمر بن الخطاب قال : قال رسول الله ﷺ : " من توضأ فقال : أشهد أن لا اله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله فتحت له أبواب الجنة الثمانية يدخل من أيها شاء ".
رواه الترمذي وزاد فيه : " اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين ". وقد روى النسائي وابن السني من كتابيهما " عمل اليوم والليلة " بإسناد صحيح عن أبي موسىٰ الأشعري قال : أتيت رسول الله ﷺ بوضوء فتوضأ فسمعته يدعو يقول : " اللهم اغفرلي ذنبي ووسع لي في داري وبارک لي في رزقي ". فقلت : يا نبي الله ! سمعتُک تدعو بكذا وكذا ". (ص/٣٥، ٣٦، ومن الآداب أن يستاک)
ما في " منية المصلي " : " وأن يقول عند تمامه أو في خلاله : " أللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين، واجعلني من عبادک الصالحين، واجعلني من الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون، وأن يقول بعد فراغه : " سبحانک اللهم وبحمدک أشهد أن لا اله إلا أنت وحدک، لا شريک لک، أستغفرک وأتوب إليک، وأشهد أن محمدا عبدک ورسولک ناظرًا إلى السماء ". (ص/٨، ٩)
ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : (وأن يقول بعده) أي الوضوء (اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين) . " التنوير وشرحه ". وفي الشامية : قوله : (وأن يقول بعده) زاد في المنية وغيرها : أو في خلاله، لكن قال في الحلية : إن الوارد في السنة بعده متصلا بما تقدم من ذكر الشهادتين كما هو في رواية الترمذي " اهـ. وزاد في المنية : وأن يقول بعد فراغه : " سبحانک اللهم وبحمدک، أشهد أن لا اله إلا أنت، استغفرک وأتوب إليک، وأشهد أن محمدا عبدک ورسولک ناظرًا إلى السماء ".
(١/ ٢٥٣، كتاب الطهارة، قبيل مطلب في بيان ارتقاء الحديث الضعيف إلى مرتبة الحسن)
ما في " الفتاوى الهندية " : " وأن يقول بعد الفراغ من الوضوء : " سبحا نک اللهم وبحمدک، أشهد أن لا اله إلا أنت، استغفرک وأتوب إليک، وأشهد أن لا اله إلا الله وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله ". (١/ ٨، كتاب الطهارة، الفصل الثالث في المستحبات)
(٢) (بذل المجهود في حل سنن ابي داود : ٢/ ١٩، كتاب الطهارة، باب مايقول الرجل إذا توضأ، رقم الحديث: ١٧٠)
(٣) (حاشية منية المصلي:ص/ ٩، رقم الحاشية : ١)
(٤) (ارواء الغليل : ١/ ١٣٥، عمل اليوم والليلة لإبن السني : ١/ ١٥، باب ما يقول عقب الوضوء)
(٥) ما في " تعليق بذل المجهود " : قال أصحابنا : " يستحب الذكر كله مستقبل القبلة ".
(٢/ ١٩، كتاب الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا توضأ، رقم الحديث : ١٧٠)

نماز میں گھموری یعنی گرمی کا دانہ کھجلانا

مسئلہ (۶): اگر کسی شخص کو گھموری نکل آئے، اور وہ بحالت نماز اسے کھجلائے، جس کی وجہ سے اس سے پانی نکل کر، جسم کے ایسے حصہ کی طرف بہہ جائے، جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے، تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اور دوبارہ وضو کرنا بھی لازم ہوگا۔ (۱)

بارش میں راستوں اور سڑکوں کا پانی اور کیچڑ

مسئلہ (۷): بارش میں سڑکوں اور راستوں پر جو کیچڑ یا پانی موجود ہوتا ہے، وہ عموماً ناپاک نہیں ہوتا، اس لیے اگر وہ بدن یا کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو بدن یا کپڑا ناپاک نہیں ہوگا، ہاں اگر اس کا ناپاک ہونا غالب ہو، مگر ناپاکی کا کوئی اثر دکھائی نہ دے، اور اس طرح کا پانی یا کیچڑ بلاقصد وارادہ بدن یا کپڑے پر لگ جائے، اور وہ شخص ایسا ہو کہ اس کو عام طور پر بازار آنا جانا پڑتا ہو، اور پانی وکیچڑ سے بچنا بھی مشکل ہو، تو اس کی نماز بدن یا کپڑے کو دھوئے بغیر بھی صحیح ہوگی، اور اگر وہ ایسا نہیں تو بدن اور کپڑے کو دھونا ضروری ہوگا۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " البحر الرائق " : وأما الخارج من غير السبيلين فناقض بشرط أن يصل إلى موضع يلحقه حكم التطهير ، كذا قالوا ، ومرادهم أن يتجاوز إلى موضع تجب طهارته " .
(۱/۶۲ ، كتاب الطهارة ، هدايه : ۱/۸ ، كتاب الطهارة)

ما في " الفتاوى الهندية " : " وإن قشرت نفطة وسال منها ماءٌ أو صديدٌ أو غيره ، إن سال عن رأس الجرح نقض ، وإن لم يسل لا ينقض ، هذا إذا قشرها بنفسه ، وأما إذا عصرها فخرج بعصره لا ينقض لأنه مخرج وليس بخارج . كذا في الهداية " . (۱/۱۱ ، كتاب الطهارة ، الفصل الخامس في نواقض الوضوء ، كذا في تبيين الحقائق : ۱/۴۹ ، كتاب الطهارة) (فتاویٰ محمودیہ:۶/۲۰۵)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وما جعل عليكم في الدين من حرج﴾ . (سورة الحج : ۷۸)

ما في " الشامية " : وفي الفيض : طين الشوارع عفو ، وإن ملأ الثوب للضرورة ولو مختلطا بالعذرات وتجوز الصلاة معه ، والحاصل أن الذي ينبغي أنه حيث كان العفو للضرورة وعدم إمكان الاحتراز أن يقال بالعفو وإن غلبت النجاسة ما لم ير عينها ، لو أصابه بلا قصد وكان =

کتاب الصلاۃ

نماز کے مسائل

اذان کے بعد ادھر ادھر کھڑے ہوکر باتیں کرنا

مسئلہ (۸): اذان کے بعد نماز کے لیے مسجد کی طرف چل دینا واجب ہے، کیوں کہ عام مشائخ کے نزدیک نماز با جماعت واجب ہے (۱)، اور ہر ایسا کام جو ترکِ واجب کا سبب ہو وہ مکروہ تحریمی ہوتا ہے، اس لئے اذان کے بعد اِدھر اُدھر کھڑے ہوکر، اس طرح باتوں میں مشغول ہونا کہ نماز با جماعت چھوٹ جائے، شرعاً مکروہِ تحریمی ہے۔ (۲)

= ممن يذهب ويجيئ ، وإلا فلا ضرورة .

(۱/۵۳۰ ، ۵۳۱ ، کتاب الطهارة ، باب الأنجاس ، مطلب في العفو عن طين الشارع ، الفتاوى العالمكيرية المعروف بالفتاوى الهندية : ۱/۱۷ ، كتاب الطهارة ، الباب الثالث في المياه)

ما في " قواعد الفقه " : " الضرر يزال " . (ص/۸۸ ، رقم القاعدة : ۱۶۹)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " بدائع الصنائع " : أما الأول فقد قال عامة مشايخنا : أنها واجبة ، .... وجه قول العامة الكتاب ، والسنة وتوارث الأمة ، أما الكتاب فقوله تعالى : ﴿واركعوا مع الراكعين﴾ . [سورة البقرة : ۴۳] . أمر الله تعالى بالركوع مع الراكعين ، وذلک يكون فى حالة المشاركة فى الركوع ، فكان أمرا بإقامة الصلاة بالجماعة ، ومطلق الأمر لوجوب العمل . (آیت مذکورہ میں " اركعوا " صیغۂ امر مطلق ہے، اور مطلق امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ مرتب) وأما السنة : فماروي عن النبي ﷺ أنه قال : " لقد هممتُ أن آمر رجلا يصلي بالناس ، فأنصرفُ إلى أقوام تخلّفوا عن الصلاة فأحرِّق عليهم بيوتهم " . ومثل هذا الوعيد لا يلحق إلا بترک الواجب . وأماتوارث الأمة : فلأن الأمة من لدن رسول الله ﷺ إلى يومنا هذا واظبت عليها ، وعلى النكير على تاركها ، والمواظبة على هذا الوجه دليل الوجوب اهـ . (یعنی جو لوگ نماز با جماعت نہیں پڑھتے، میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان کے گھروں کو جلا دوں، اور اس طرح کی سخت وعید ترکِ واجب پر ہی ہوتی ہے۔ مرتب)

(۱/۳۸۴ ، کتاب الصلاة ، صلاة الجماعة وأحكامه ، ۱/۲۶۱ ، ۲۶۲ ، فصل فيما يجب على السامعين)

(۲) ما في " البحر الرائق " : عن عائشة رضي الله عنها قالت : " إذا سمع الأذان فما عمل بعده فهو حرام " . (۱/۵۱۴ ، کتاب الصلاة ، باب الأذان ، ۱/۵۱۲)

اذان کے وقت ذکر یا تلاوت کرنا

مسئلہ (۹): جو شخص بوقتِ اذان مسجد میں تلاوت یا ذکر میں مشغول ہو، اس کے لئے تلاوت یا ذکر کو چھوڑ کر اذان کی طرف متوجہ ہونا، اور اس کا جواب دینا مستحب ہے۔ (۱)

اذان کے وقت سلام کا جواب دینا

مسئلہ (۱۰): اذان کے وقت سلام کا جواب دینا واجب نہیں، کیوں کہ اذان کا جواب ذکر ہے، اور ذکر ودعا اور تسبیح وغیرہ کی حالت میں اگر سلام کیا جائے، تو اس کا جواب دینا واجب نہیں ہوتا، لیکن جوابِ اذان سے فارغ ہوکر سلام کا جواب دینا مناسب ہے، اور جو شخص جوابِ اذان میں مشغول ہو، اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " تبيين الحقائق " : ولا ينبغي أن يتكلم السامع فى الأذان والاقامة ، ولايشتغل بقراءة القرآن، ولا بشيء من الأعمال سوى الإجابة ، ولو كان فى القرآن ينبغي أن يقطع ويشتغل بالاستماع والإجابة . (۱/۲۳۹ ، كتاب الصلاة ، باب الأذان)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وأما عندنا فيقطع بلسانه مطلقا. (۲/۶۹ ، كتاب الصلاة ، باب الأذان ، البحر الرائق : ۱/۵۱۳ ، كتاب الصلاة ، باب الأذان)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " الشامية " : صرح الفقهاء بعدم وجوب الرد فى بعض المواضع : القاضى إذا سلم عليه الخصمان ، والأستاذ الفقيه إذا سلم عليه تلميذه أو غيره أوان الدرس ، وسلام السائل والمشتغل بقراءة القرآن ، والدعاء حال شغله ، والجالسين فى المسجد لتسبيح أو قراءة أو ذكر حال التذكير . (۲/۳۷۶ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب : المواضع التى لا يجب فيها رد السلام)

ما في " الفتاوى الهندية " : ويكره السلام عند قراءة القرآن جهراً ، وكذا عند مذاكرة العلم ، وعند الأذان والإقامة ، والصحيح أنه لا يرد فى هذه المواضع أيضاً . كذا فى الغياثية .

(۵/۳۲۵ ، كتاب الكراهية ، الباب السابع فى السلام وتشميت العاطس)

باب القراء ة
قرأت کے مسائل

نماز میں جہر وسِرّ کی حد

مسئلہ(۱۱): اگر کوئی شخص نماز میں اتنا آہستہ قرآن کریم پڑھے کہ حروف صحیح ادا ہوجائیں، لیکن وہ خود نہ سن سکے تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق، اس کی نماز درست نہیں ہوگی، کیوں کہ سِرّ کی حد یہ ہے کہ آدمی ایسی آواز میں قرأت کرے کہ وہ خود اسے سن سکے، محض زبان کی حرکت، بدونِ آواز قرأت کے حکم میں نہیں ہے۔(۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن عطاء أنه سمع أبا هريرة يقول : " في كل صلوٰة يقرأ فما أسمعنا رسولُ الله ﷺ أسمعناكم ، وما أخفىٰ عنا أخفينا عنكم " .

(۱/۱۰٦ ، كتاب الأذان ، باب القراء ة فى الفجر ، اعلاء السنن : ۸/۴ ، أبواب القراء ة ، باب وجوب الجهر فى الجهرية والسر في السرية)

ما في " السعاية في كشف ما في شرح الوقاية " : فإنه صريح فى أن حد الجهر إسماع الغير ، وحد السر إسماع نفسه . (۲/۲۷۲ ، فصل فى القراء ة ، حد الجهر والمخافة)

ما في " البحر الرائق " : وأكثر المشائخ على أن الصحيح أن الجهر أن يسمع غيره ، والمخافتة أن يسمع نفسه ، وهو قول الهندواني . (۱/۵۸۸ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة)

ما في " حاشية الهداية " : عن أبي معمر قلت لخباب بن الأرت : " أكان رسول الله ﷺ يقرأ في الظهر والعصر ؟ قال : نعم ؛ قلنا له : من أين علمت ؟ قال : بإضطراب لحيته ، فقد استدل البيهقي بهذا الحديث على أن الإسرار بالقراء ة لا بد فيه من إسماع المرء نفسه ، فإن ذلك لا يكون إلا بتحريك اللسان بالشفتين بخلاف ما لو أطبق شفتيه وحرك لسانه فإنه تضطرب لحيته . كذا في فتح الباري . (۱/۹۸ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، فصل فى القراء ة ، رقم الحاشية : ۱۳ ، السعاية فى كشف ما فى شرح الوقاية : ۲/۲۷۱ ، فصل فى القراء ة ، حد الجهر والمخافة)

مسئلۂ مذکورہ کی وضاحت

قرأت کے معنی ہیں پڑھنا، اور قرأت کی دو قسمیں ہیں: (۱) جہری (۲) سرّی۔

قرأت جهری: اتنے بلند آواز سے پڑھنا کہ دوسرا شخص سن سکے۔

قـرأت سـرّی: آہستہ پڑھنا، اس کا اطلاق کس کیفیت پر ہوگا، اس سلسلے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

(۱) قولِ اول: علامہ فقیہ ابو جعفر ہندوانی، علامہ فضلی اور امام شافعی رحمہم اللہ کا ہے، وہ فرماتے ہیں: سر کی حد یہ ہے کہ آدمی ایسی آواز میں قرأت کرے کہ وہ خود اسے سن سکے۔

(۲) قولِ ثانی: بِشر مُریسی اور امام احمد رحمہما اللہ کا ہے، وہ فرماتے ہیں: سر کی حد یہ ہے کہ ایسی آواز میں قرأت کرے، کہ اگر کوئی شخص اپنا کان اس کے منہ سے لگائے تو وہ سن سکے، یعنی منہ سے آواز کا نکلنا کافی ہے، خواہ کان تک نہ پہنچ پائے۔

(۳) قولِ ثالث: امام کرخی اور ابو بکر بلخی رحمہما اللہ کا ہے، وہ فرماتے ہیں: سر کی حد یہ ہے کہ حروف صحیح ہو جائے اور بن جائے، نہ خود سنے اور نہ کوئی دوسرا کان لگائے تو وہ سن سکے۔

اکثر مشائخ نے قولِ اول کو اختیار کیا ہے، یعنی اس قدر آواز سے قرأت کرے کہ خود سن سکے، اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے، کیوں کہ محض زبان کی حرکت بغیر آواز کے قرأت کے حکم میں نہیں ہے اور نہ اس کو قرأت کہا جا سکتا ہے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الشامية " : (و)أدنى (المخافتة إسماع نفسه) ومن بقربه " . " الدر المختار " . قوله : (وأدنى الجهر إسماع غيره الخ) اعلم أنهم اختلفوا في حد وجود القراءة على ثلاثة أقوال : فشرط الهندواني والفضلي لوجودها : خروج صوتٍ يصل إلى أذنه ، وبه قال الشافعي. وشرط بشر المريسي وأحمد : خروج الصوت من الفم وإن لم يصل إلى أذنه ، لكن بشرط كونه مسموعا في الجملة ، حتى لو أدنى أحد صماخه إلى فيه يسمع. ولم يشترط الكرخي وأبو بكر البلخي السماع ، واكتفيا بتصحيح الحروف ، واختار شيخ الإسلام وقاضي خان وصاحب المحيط والحلواني قول الهندواني ، كذا في معراج الدرايه . ونقل في المجتبىٰ عن الهندواني أنه لا يجزيه ما لم تسمع أذناه ومن بقربه ، وهذا لا يخالف ما مر عن الهندواني ، لأن ما كان مسموعا له يكون=

باب الجماعة

جماعت کے مسائل

بلا عذرِ شرعی ترکِ جماعت

مسئلہ (۱۲): بلا عذرِ شرعی جماعت کی نماز کوترک کرنا بہت بڑی محرومی ہے،اوراسلام کے بڑے شعارکوترک کرنا ہے،فقہاء کرام کے نزدیک اس جماعت چھوڑنے والے کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور وہ گنہگار رہوگا(۱)،حدیث شریف میں اس پرسخت وعیدیں واردہوئی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لم تقبل منه الصلوة التى صلّٰى “۔(۲)

= مسموعا لمن فى قربه كما في الحلية والبحر . ... وأن ما قاله الهندواني أصح وأرجح لاعتماد أكثر علمائنا عليه........... وهذا معنىٰ قوله : أدنىٰ المخافتة إسماع نفسه .

(۲/۲۵۲ ، ۲۵۳ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب فى الكلام على الجهر والمخافتة ، الهداية : ۱/۹۸ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، فصل فى القراءة ، حلبي كبير ”غنية المستملى“ :ص/۲۷۵ ، سنن الصلاة ، السعاية فى كشف ما فى شرح الوقاية : ۲/۲۷۰ ، حد الجهر والمخافتة ، تبيين الحقائق : ۱/۳۲۸ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، فصل وإذا أراد الدخول كبر)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في ” حلبي كبير “ : قال في شرح المنية : وكذا الأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها من غير عذر يعزر ، وترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه ، وهذه كلها أحكام الواجب .

(ص/۵۰۹ ، فصل فى الإمامة)

(۲) ما في ” سنن أبي داود “ : عن ابن عباس قال : قال رسول الله ﷺ : ” من سمع المنادي فلم يمنعه من اتّباعه عذرٌ ، قالوا : وما العذر ؟ قال : خوفٌ أو مرضٌ لم تقبل منه الصلاة التي صلى “ .

(۱/۳۷۴ ، ط : عزت عبيد دعاس ، سنن الدار قطني : ۱/۴۲۰ ، ۴۲۱ ، ط : شركة الطباعة الفنية المتحدة ، المستدرك للحاكم : ۱/۲۴۵ ، ۲۴۶ ، كذا في سنن ابن ماجه : ۱/۲۶۰ ، ط : عيسى الحلبي ، المهذب للشيرازي : ۱/۹۴ ، ط : عيسى الحلبي ، الموسوعة الفقهية : ۲/۲۷۶)

جس فرض نماز کی جماعت کھڑی ہوا سے تنہا پڑھنا

مسئلہ (۱۳): جب فرض نماز با جماعت صحیح طریقہ پر ہو رہی ہے، تو اسی نماز کو علیحدہ پڑھنا شرعاً نہایت ممنوع اور ناپسندیدہ ہے، کیوں کہ اس میں جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے۔[1]

جماعت کے وقت سنن میں مشغول ہونا

مسئلہ (۱۴): جب جماعت کھڑی ہو تو سنتوں میں مشغول ہونا درست نہیں، کیوں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''جب جماعت کھڑی ہو تو فرض کے علاوہ دوسری نماز نہیں'' ہاں اگر سنتِ فجر کی ادائیگی میں فجر کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو، یعنی اس کو امام کے ساتھ ایک رکعت مل سکتی ہے، یا امام کو قعدہ میں پا سکتا ہے، تو سنتِ فجر ادا کرلے۔[2]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " اعلاء السنن " : عن أبي الدّرداء رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : " ما من ثلثةٍ في قريةٍ ولا بدوٍ ولا تقام فيهم الصلاة إلا قد استحوذ عليهم الشيطان ، فعليكم بالجماعة ، فإنما يأكل الذئب القاصية " . (۱۷٦/۴ ، أبواب الإمامة ، باب وجوب إتيان الجماعة فی المسجد عند عدم العلة وعدم كونها شرطا لصحة الصلاة ، مشكوة المصابيح : ۹٦/۱)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : (والجماعة سنة مؤكدة للرجال) قال الزاهدي : أرادوا بالتاكيد الوجوب ، إلا في جمعة وعيد . " الدر المختار " . وفي الشامية : قال ابن عابدين الشامي : وفی النهر عن المفيد : الجماعة واجبة ، وسنة لوجوبها بالسنة اهـ . (۲/ ۲۸۷ ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، قُبيل مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد) (فتاویٰ محمودیہ: ٦/۴۱۵)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " جامع الترمذي " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة " . (۹٦/۱ ، أبواب الصلاة ، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة فلا صلا ة إلا المكتوبة)

ما في " الحواشي المفيدة القديمة على الترمذي " : وأما إذا اُقيمت فلا يشرع فی صلاة إلا في سنتي الفجر عند الأحناف والموالک ، ومذهب الأحناف أن يأتي بهما بشرط وجدان الركعة ، وأدائهما خارج الصلاة " . (۹٦/۱)

ما في " حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح " : والحاصل أن مصلي السنة أو النافلة إن كان =

باب شروط الصلاة

شرائطِ نماز

نماز میں ستر چھپانے کی مقدار

مسئلہ(۱۵): آدمی کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے[۱]، جس کا نماز میں اور نماز کے باہر چھپانا واجب ہے[۲]، آدمی کے ستر کی جو مقدار بیان کی گئی ہے فقہاء کے نزدیک یہ آٹھ اعضاء پر مشتمل ہے[۳]، اگر ان میں سے کسی ایک عضو کا چوتھائی حصہ ایک رکن، یعنی تین تسبیحات پڑھنے کی بقدر کھلا رہا تو نماز فاسد ہوگی۔[۴]

= قبل إقامة المؤذن فله أن يأتي بهما في أي موضع شاء من المسجد أو غيره إلا في الطريق وإن كان وقت الإقامة يكره له التطوع بغير سنة الفجر على قول العامة ، وكذا يأتي بها بعد شروعه إذا علم أنه يدرك ولو في تشهد . (ص/۱۰۲ ، فصل في الأوقات المكروهة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن الدار قطني " : عن عقبة بن علقمة قال : سمعت عليا يقول : قال رسول الله ﷺ : " الركبة من العورة " . إسناده ضعيف . [أخرجه أحمد : ۲/۱۸۷ ، وابن الجوزي في التحقيق : ۱/۳۲۲] . (۱/۲۳۷ ، باب الأمر بتعليم الصلاة والقرب عليها وحد العورة التي يجب سترها)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : (وستر العورة) وأما ستر العورة فلقوله تعالى : ﴿يٰبني آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ . (سورة الأعراف : ۳۱)

ما في " الاختيار لتعليل المختار " : (وعورة الرجل ما تحت سرته إلى تحت ركبته) لقوله عليه السلام : " عورة الرجل ما دون سرته حتى يجاوز ركبتيه " . (۱/۶۸ ، ۶۹ ، باب ما يفعل قبل الصلاة)

ما في " منية المصلي " : وأما الشرط الثالث : " فهو ستر العورة " . (ص/۷۳)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : والرابع ستر عورته .... ووجوبه عام ، ولو في الخلوة على الصحيح . " الدر المختار " . (۲/۷۵ ، كتاب الصلاة ، باب شروط الصلاة ، مطلب : في ستر العورة)

(۳) ما في " الشامية " : **تتمة** : أعضاء عورة الرجل ثمانية : الأول : الذكر وما حوله ، الثاني : الأنثيان وما حولهما ، الثالث : الدبر وما حوله ، الرابع والخامس : الإليتان ، السادس والسابع :=

بیل بوٹم پینٹ اور شارٹ شرٹ پہن کر نماز

مسئلہ (۱۶): آج کل بیل بوٹم پینٹ (پتلون) اور شارٹ شرٹ (چھوٹے قمیص) کا رواج عام ہو چلا ہے [۱]، جب اس کو پہننے والا سجدہ اور رکوع میں جاتا ہے تو شرٹ اوپر کی طرف اور پینٹ نیچے کی طرف کھسک جاتی ہے، اور ان آٹھ اعضاء [۲] میں سے ایک عضو کا اکثر حصہ کھل جاتا ہے، جس کا چھپانا شرعاً واجب ہے، جس کی وجہ سے خود اس کی نماز فاسد اور دوسرے کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے، اس لیے اس طرح کا لباس پہننا شرعاً مکروہِ تحریمی ہوگا۔ [۳]

= الفخذان مع الركبتين ، الثامن : ما بين السرة إلى العانة مع ما يحاذي ذلك من الجنبين والظهر والبطن . (۲/ ۸۲ ، ۸۳ ، كتاب الصلاة ، باب شروط الصلاة ، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد)

(۴) مـا فـي " مـنية المصلي " : وإن انكشف عضو فستر من غير لبث لا يضره ، وإن أدى معه ركنا يـفسـد صلاته ، وإن لم يؤد لكن مكث فيه ركنا بسنة فلم يستر فسدت صلاته عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالى . (ص/۷۵)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ . (سورة الأعراف : ۳۱)

ما في " نصب الراية للزيلعي " : قوله عليه السلام : " عورة الرجل ما بين سرته إلى ركبتيه " .

(۱/ ۳۷۱ ، سنن الدار قطني : ۱/ ۲۳۷ ، باب الأمر بتعليم الصلاة والقرب عليها الخ)

(۲) مـا في " الشامية " : **تتمة** : أعـضـاء عـورـة الـرجل ثمانية : الأول : الذكر وما حوله ، الثاني : الأنثيـان ومـا حـولهما ، الثالث : الدبر وما حوله ، الرابع والخامس : الإليتان ، السادس والسابع : الـفـخـذان مـع الركبتين ، الثامن : ما بين السرة إلى العانة مع ما يحاذي ذلك من الجنبين والظهر والبطن . (۲/ ۸۲ ، ۸۳ ، كتاب الصلاة ، باب شروط الصلاة ، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد)

(۳) مـا فـي " مـنية الـمصلي " : وإن انكشف عضوه فستر من غير لبث لا يضره وإن أدّى معه ركنًا يفسد صلاته، وإن لم يؤد لكن مكث مقدار ما يؤدى فيه ركنه بسنة فلم يستر فسدت صلوته .

(ص/۷۵ ، رد المحتار : ۲/ ۷۲ ، كتاب الصلاة ، باب شروط الصلاة)

ما في " اعلام الموقعين " : " وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود " .

(۳/ ۱۷۵ ، فصل فى سد الذرائع)

تنگ اور چست پتلون پہن کر نماز

مسئلہ (۱۷): عام حالات میں اتنی تنگ اور چست پتلون پہننا کہ اعضاء ستر کی بناوٹ ظاہر ہو، اورنماز میں رکوع وسجدہ کی حالت میں حصۂ سرین کی ساخت بالکل نمایاں ہو، جو پیچھے کے مقتدیوں کی نماز مکروہ ہونے کا سبب بنے ، یہ شرعاً ناپسندیدہ ومکروہِ تحریمی ہے، نیز یہ فساق وفجار کا طریقہ ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿يٰبني آدم قد أنزلنا عليكم لباسًا يُواري سوا'تكم وريشًا﴾ . (الأعراف : ۲٦)

ما في " سنن أبي داود " : قوله عليه السلام : " من تشبه بقوم فهو منهم " . (ص/ ۵۵۹ ، کتا ب اللباس ، باب لباس الشهرة)

ما في " تكملة فتح الملهم " : إن اللباس الذي يتشبه به الإنسان بأقوام كفرة لا يجوز لبسه لمسلم إذا قصد بذلک التشبه بهم . (۱۰ / ۷۷ ، کتاب اللباس والزينة)

ما في " اعلام الموقعين " : وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود .

(۳/ ۱۷۵ ، فصل في سد الذرائع)

باب صفة الصلاة

صفتِ صلوۃ

قومہ اور جلسہ میں تعدیل واطمینان

مسئلہ (۱۸): رکوع سے سر اٹھانا اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا، اور ان دونوں میں تعدیل واطمینان امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فرض ہے، اور حضراتِ طرفین یعنی امام ابوحنیفہ وامام محمد رحمہما اللہ سے مشہور روایت سنیت کی ہے، اور دوسری روایت وجوب کی ہے، اور وجوب کی روایت دلائل کے موافق ہے، کیوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے قومہ اور جلسہ پر مواظبت ثابت ہے، لہٰذا قومہ، جلسہ اور ان دونوں میں تعدیل واطمینان واجب ہے۔[۱]

رکوع سے سر اٹھانا اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا نیز قومہ وجلسہ میں دعا کا پڑھنا

مسئلہ (۱۹): رکوع سے سر اٹھانا اور ان دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور ان دونوں میں تعدیل واطمینان واجب ہے[۲]، نیز قومہ میں " ربنا ولك الحمد ملأ السمٰوٰت والأرض وملأ ما بينهما وملأ ما شئت من شيء بعد "[۳]، اور جلسہ میں " اللهم اغفرلي وارحمني واجبرني واهدني وارزقني "[۴] کا پڑھنا مستحب ہے، خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔[۵]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : وأما القومة والجلسة وتعديلهما فالمشهور في المذهب السنّية، وروي وجوبها، وهو الموافق للأدلة، وعليه الكمال من بعده من المتأخرين، وقد علمت قول تلميذه : انه الصواب، وقال أبو يوسف بفرضية الكل، واختاره فى المجمع والعيني، ورواه الطحاوي عن أيمتنا =

قعدۂ اخیرہ میں مسبوق صرف التحیات پڑھے

مسئلہ (۲۰): مسبوق امام کے قعدۂ اخیرہ میں صرف التحیات پڑھے، درود شریف اور دعاء ماثورہ نہ پڑھے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ التحیات کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے، تاکہ امام کے سلام پھیرنے تک فارغ ہو، یا پھر التحیات سے فارغ ہو کر خاموش رہے۔[1]

= الثلاثة ، وقال في الفيض : إنه الأحوط . (۲/۱۵۸ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب لا ينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية)

الحجة على ما قلنا :

(۲) (ردالمحتار : ۲/۱۵۸ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب لا ينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية)

(۳) (جامع الترمذي : ۱/۶۱)

(۴) (جامع الترمذي : ۱/۶۳)

(۵) (احسن الفتاویٰ: ۳/۲۸)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وأما المسبوق فيترسل ليفرغ عنه سلام إمامه وقيل : يتم وقد يكره كلمة الشهادة " . " الدر المختار " . وفي الشامية : قوله : يترسل) أي يتمهل وهذا ماصححه في الخانية وشرح المنية في بحث المسبوق من باب السهو وباقي الأقوال مصحح أيضًا . قال في البحر : وينبغي الإفتاء بما في الخانية كما لا يخفى ، ولعل وجهه كما في النهر أنه يقضي آخر صلاته في حق التشهد ويأتي فيه بالصلاة والدعاء وهذا ليس آخرًا . (۲/۲۲۰ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب مهم في عقد الأصابع عند التشهد)

ما في " الفتاوى التاتارخانية " : سئل شيخ الإسلام محمد الطيان عن هذا ، فقال : يقرأ المسبوق التحيات كلمة كلمة ، ويقف عند كل كلمة حتى إذا بلغ التشهد بلغ الإمام السلام فيقوم إلى قضاء ما سبق لكيلا يكرر التشهد ولا يسكت ولا يجاوز قدر التشهد ، وهذا أولى الوجوه .

(۱/۵۶۰)

سجدوں میں پیروں کا زمین سے اٹھانا

مسئلہ (۲۱): سجدہ میں دونوں پیروں کا زمین سے اس طرح اٹھالینا، کہ ایک انگلی بھی زمین پر نہ ٹکی رہے، اور یہ حالت ایک رکن کی ادائیگی کے بقدر، یعنی تین مرتبہ تسبیح پڑھنے تک باقی رہے تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

نماز کے بعد دعا کا ثبوت

مسئلہ (۲۲): فرض نمازوں کے بعد دعا کی ترغیب بھی ہے (۲)، فضیلت بھی ہے، نفسِ دعا مطلقاً مامور بہ بھی ہے (۳)، اور نماز کے بعد خصوصیت سے مقرون بالاجابۃ یعنی قبولیت سے متصل بھی ہے (۴)، نیز دعا کو عبادت کا مغز فرمایا گیا ہے (۵)، البتہ جس فرض نماز کے بعد سنتیں ہیں، مختصر دعائیہ کلمات یعنی بقدر " اللھم انت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام "- پڑھ کر سنتوں میں مشغول ہونا چاہئے (۶)، اور جس فرض نماز کے بعد سنتیں نہیں ہیں، اس میں تسبیحاتِ فاطمہ اور طویل دعا بھی لکھی ہے۔ (۷)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ومنها السجود بجبهته وقدميه ، ووضع إصبع واحدة منهما شرط اهـ . " الدر المختار " . وفي الشامية : وأفاد أنه لو لم يضع شيئًا من القدمين لم يصح السجود . (۲/۱۳۵ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، بحث الركوع والسجود)

(فتاویٰ محمودیہ: ۶/۶۳۴، فتاویٰ حقانیہ: ۳/۸۲)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " عمل اليوم والليلة لإبن السني " : عن أبي أمامة قال : ما دنوت من رسول الله ﷺ في دبر كل صلاة مكتوبة ولا تطوع إلا سمعته يقول : " اللهم اغفرلي ذنوبي وخطاياي كلها " . " اللهم انعشني واجبرني واهدني لصالح الأعمال والأخلاق ، إنه لا يهدي لصالحها ولا يصرف سيئها إلا أنت " . (ص/۴۶ ، رقم الحديث : ۱۱۶)

(۳) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿ادعوا ربكم تضرعًا وخُفية﴾ . [سورة الأعراف : ۵۵] وقوله تعالى : ﴿فادعوا الله مخلصين له الدين ولو كره الكٰفرون﴾ . (سورة المؤمن : ۱۴)=

دعا میں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھانا

مسئلہ (۲۳): دعا مانگتے وقت دونوں ہاتھوں کو پھیلانا، اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھنا افضل ہے[۱]، اسی طرح ہاتھوں کو سینہ کے برابر میں آسمان کی طرف اٹھانا مستحب ہے[۲]، اور ختمِ دعا پر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا بھی اکثر مشائخ کے نزدیک معتبر ہے[۳]، دعا میں اصل خفا ہے[۴]" ادعوا ربکم تضرعا و خفیة " (تم اپنے رب کو آہ وزاری کر کے اور چپکے چپکے پکارو)، لیکن اگر دعا کی تعلیم مقصود ہو، تو بلند آواز سے دعا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ اس قدر آواز بلند نہ ہو کہ جس سے مسبوقین کی نماز میں خلل ہو۔

= (۴) ما في " جامع الترمذي " : عن انس بن مالک عن النبي ﷺ أنه قال : " ما من عبد بسط كفيه في دبر كل صلاة ثم يقول : " اللهم الٰهي وإله إبراهيم وإسحاق ويعقوب وإلٰه جبريل وميكائيل واسرائيل عليهم السلام ، أسألک أن تستجيب دعوتي فإني مضطر وتعصمني في ديني فإني مبتلى ، وتنالني برحمتک فإني مذنب ، وتنفي عن الفقر متمسکن إلا كان حقا على الله عز وجل أن لا يرد يديه خائبين " . (۱۷۵/۲)

(۵) ما في " جامع الترمذي " : عن أنس بن مالک عن النبي ﷺ قال : " الدعاء مخ العبادة " .
وعن النعمان بن بشير عن النبي ﷺ قال : " الدعاء هو العبادة " . (۱۷۵/۲ ، أبواب الدعوات ، باب ما جاء فی فضل الدعاء ، كنز العمال : ۳۰/۲ ، الباب الثامن فی الدعاء ، رقم الحديث : ۳۱۴۸)

(۶) ما في " جامع الترمذي " : عن عائشة قالت : كان رسول الله ﷺ إذا سلم لا يقعد إلا مقدار ما يقول : " اللهم أنت السلام ومنک السلام تبارکت يا ذا الجلال والإكرام " . وقد روي عن النبي ﷺ أنه قال : " يقول بعد التسليم لا إله إلا الله وحده لا شريک له ، له الملک وله الحمد يحي ويميت وهو على كل شيء قدير " .
وفيه أيضًا : " اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجدّ منک الجد " .
(جامع الترمذي : ۶۶/۱ ، أبواب الصلاة ، باب ما يقول إذا سلم)

(۷) ما في " الصحيح لمسلم " : عن كعب بن عجرة عن رسول الله ﷺ قال : " معقبات لا يخيب قائلهنّ أو فاعلهنّ ثلاثا وثلاثين تسبيحة ، وثلاثا وثلاثين تحميدة ، وأربعا وثلاثين تكبيرة فی دبر كل صلاة " .
(۲۱۹/۱ ، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته ، جامع الترمذی : ۱۷۸/۲ ، أبواب الدعوات)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : والأفضل في الدعاء أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة وإن =

امام کی قرأت شروع ہونے کے بعد ثناء

مسئلہ (۲۴): اگر کوئی شخص جہری نماز میں امام کی قرأت شروع ہونے کے بعد، نماز میں شریک ہوتو ثناء نہ پڑھے، کیوں کہ قرأتِ جہریہ میں استماعِ قرأت (قرأت بغور سننے) کے لئے انصات (خاموش رہنا) فرض ہے، اور اگر نماز سِرِّی ہوتو مسبوق اس وقت بھی ثنا پڑھے جس وقت وہ نماز میں داخل ہو، اور جب چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوتب بھی پڑھے، کیوں کہ قرأتِ سریہ میں انصات (خاموش رہنے کا حکم) استماعِ قرأت (قرأت بغور سننے) کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے، اور مسبوق کے بوقتِ دخول نماز میں پڑھنے سے ترکِ استماعِ قرأت لازم نہیں آتا، اور نہ امام کی ثناء مقتدی کی ثناء ہے، اس لئے ثناء پڑھے گا۔ (۱)

= قلت . (۳۱۸/۵ ، الباب الثالث فی الرجل رأی رجلا یقتل أباه وما یتصل به)

(۲) ما في " صحیح البخاري " : قال أبوموسیٰ : " دعا النبي ﷺ ثم رفع یدیه ورأیت بیاض ابطیه " . (۹۳۸/۲ ، باب رفع الأیدي فی الدعاء ، المصنف لإبن أبي شیبة : ۱۱۰/۷ ، [عن أنس بن مالک])

ما في " سنن ابن ماجة " : عن سلمان عن النبي ﷺ قال : " إن ربکم حي کریم یستحیی من عبده أن یرفع إلیه یدیه فیردهما صفرا وقال : خائبتین " . (ص/۲۷۵ ، باب رفع الیدین في الدعاء)

(۳) ما في " کنز العمال " : عن ا بن عباس : " سلوا الله ببطون أکفکم ، ولا تسألوه بظهورها ، فإذا فرغتم فامسحوا بها وجوهکم " .

وفیه أیضًا : عن ابن عباس قال : قال رسول الله ﷺ : " إذا دعوت الله فادع ببطن کفیک ولا تدع بظهورهما وإذا فرغت فامسح بهما وجهک " . (کنز العمال : ۳۶/۲ ، رقم الحدیث : ۳۲۲۷ ، ۳۲۲۸ ، سنن ابن ماجه :ص/۲۷۵ ، أبواب الدعوات ، باب رفع الیدین في الدعاء)

ما في " الفتاوی الهندیة " : " مسح الوجه بالیدین إذا فرغ من الدعاء ، قیل : لیس بشيء ، وکثیر من مشائخنا رحمهم الله تعالی اعتبروا ذلک ، وهو الصحیح ، وبه ورد الخبر ، کذا في الغیاثیة " . (۳۱۸/۵ ، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقراءة القرآن الخ)

(۴) ما في " القرآن الکریم " : قوله تعالیٰ : ﴿ ادعوا ربکم تضرعا وخُفیة ﴾ . (الأعراف : ۵۵)

ما في " اعلاء السنن " : وعن النبي ﷺ أنه قال : " خیرالدعاء الخفي " . رواه ابن ماجة في " صحیحه " برقم : ۱۷۴۳ . عن أنس مرفوعاً : " دعوة في السر تعدل سبعین دعوة فی العلانیة " .=

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

= (۶/۱۱۳–۱۱۵ ، باب الوتر ، كنز العمال : ۲/۳۴ ، الفصل الثانى فى آداب الدعاء ، رقم الحديث : ۳۱۹۳)

ما في " المصنف لإبن أبي شيبة " : " خير الذكر الخفي " .

(۷/۱۰۸ ، باب فى رفع الصوت بالدعاء)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : قال الحصكفى :(إلا إذا) شرع الإمام فى القراءة سواء (كان مسبوقا) أو مدركا (و)سواء كان (إمامه يجهر بالقراءة) أو لا (فـ) إنه (لا يأتي به) لما في النهر عن الصغرىٰ : أدرك الإمام فى القيام يثني ما لم يبدأ بالقراءة ، وقيل في المخافتة : يثني ، ولو أدركه راكعا أو ساجدا ، إن أكبر رأيه أنه يدركه أتى به . " التنوير وشرحه " . وفي الشامية : ولو أدرك الإمام بعد ما اشتغل بالقراءة ، قال ابن الفضل : لا يثني ، وقال غيره : يثني ، وينبغي التفصيل ، إن كان الإمام يجهر لا يثني ، وإن كان يسر يثني اهـ. وهو مختار شيخ الإسلام خواهرزاده ، وعلله فى الذخيرة بما حاصله أن الاستماع فى غير حالة الجهر ليس بفرض ، بل يسن تعظيما للقراءة فكان سنة غير مقصودة لذاتها ، وعدم قراءة المؤتم فى غير حالة الجهر لا لوجوب الإنصات ، بل لأن قراءة الإمام له قراءة ، وأما الثناء فهو سنة مقصودة لذاتها ، وليس ثناء الإمام ثناء للمؤتم ، فإذا تركه يلزم ترك سنة مقصودة لذاتها للإنصات الذى هو سنة تبعاً ، بخلاف تركه حالة الجهر اهـ .

(۲/۱۸۹ – ۱۹۰ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب : فى بيان المتواتر بالشاذ ، وكذا فى حاشية الشلبى على تبيين الحقائق : ۱/۲۸۹ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة)

أحكام المسبوق
مسبوق کے مسائل

مسبوق امام کی اقتدا کب تک کرسکتا ہے؟

مسئلہ (۲۵): امام کے سلام اول میں لفظ ''السلام'' کہنے سے پہلے تک مسبوق امام کی اقتدا کرسکتا ہے اس کے بعد اقتدا صحیح نہیں ہوگی، کیوں کہ دائیں جانب سلام پھیرنے سے نماز ختم ہوجاتی ہے۔(۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' اعلاء السنن '' : عن علي رضي الله عنه مرفوعاً : '' مفتاح الصلوة الطهور ، وتحريمها التكبير ، وتحليلها التسليم '' .

(۳/ ۱۷۵ ، كتاب الصلوٰة ، باب وجوب الخروج من الصلاة بالسلام وبيان كيفيته)

ما في '' بدائع الصنائع '' : وأما حكمه فهو الخروج من الصلوٰة ، ثم الخروج يتعلق بإحدى التسليمتين عند عامة العلماء ، وقد روي عن محمد أنه قال : التسليمة الأولى للخروج والتحية ، والتسليمة الثانية للتحية خاصة . (۱/ ۴۵۷ ، كتاب الصلاة ، فصل : وأما الذى هو عند الخروج من الصلوٰة ، وأيضًا : ۲/ ۱۲ ، فصل فيما يخرج به المصلى من الصلوٰة)

ما في '' الشامية '' : قال في التجنيس : الإمام إذا فرغ من صلوته ، فلما قال : '' السلام '' ، جاء رجل واقتدىٰ به قبل أن يقول : '' عليكم '' لا يصير داخلا في صلوته ،لأن هذا سلام ؛ ألا ترى أنه لو أراد أن يسلم على أحد في صلوته ساهيا ، فقال : '' السلام '' ثم علم فسكت تفسد صلوته . اهـ .

(۲/ ۱۶۲ – ۱۶۳ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب : لا ينبغي أن يعدل عن الدّراية إذا وافقتها رواية) (فتاویٰ محمودیہ:۶/ ۵۴۷)

ما في '' حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح '' : فلو اقتدىٰ به بعد لفظ السلام الأول قبل '' عليكم '' لا يصح عند العامة .

(ص/ ۱۳۷ ، كتاب الصلاة ، فصل فى بيان واجب الصلاة ، وأيضًا: ص/ ۲۵۱)

مسبوق قعدۂ اولیٰ میں شریک ہوا، اور امام کھڑا ہوگیا

مسئلہ (۲۶): اگر مسبوق قعدۂ اولیٰ میں امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا، اور وہ جیسے ہی قعدہ میں بیٹھا امام تیسری رکعت کے قیام کیلئے کھڑا ہوا، تو مسبوق التحیات پڑھ کر قیام کرے، کیوں کہ مسبوق پر امام کے تابع ہوکر تشہد واجب ہوچکی، التحیات پڑھے بغیر کھڑے ہونا مکروہِ تحریمی ہے، لیکن اگر کوئی شخص کھڑا ہوگیا تو نماز ہوجائے گی۔ (۱)

ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اپنی نماز پوری کرنا

مسئلہ (۲۷): جب دو شخص جن کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئیں، ایک ساتھ جماعت میں شریک ہوں، ان میں سے ایک کو تو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں یاد ہوں، مگر دوسرے کو یاد نہیں، اگر دوسرا شخص (جس کو یاد نہیں) پہلے شخص کی دیکھا دیکھی اپنی نماز پوری کرلے، تو اس کی نماز صحیح ہوگی، بشرطیکہ وہ شخصِ اول کی اقتداء کی نیت نہ کرے، کیوں کہ مسبوق کی اقتدا جائز نہیں ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : إذا أدرك الإمام في التشهد وقام الإمام قبل أن يتم المقتدي أو سلم الإمام في آخر الصلوة قبل أن يتم المقتدي التشهد فالمختار أن يتم التشهد . كذا في الغياثية. (۱/۹۰ ، كتاب الصلوٰة ، الفصل السادس فيما يتابع الإمام وما لا يتابعه)

ما في " رد المحتار " : والحاصل أن متابعة الإمام في الفرائض والواجبات من غير تاخير واجبة ، فإن عارضها واجب لا ينبعي أن يفوته بل يأتي به ثم يتابع ، كما لو قام الإمام قبل أن يتم المقتدي التشهد فإنه يتمه ثم يقوم ، لأن الإتيان به لا يفوت المتابعة بالكلية . (۲/۱۶۵ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام) (احسن الفتاویٰ:۳/۳۷۶، باب المسبوق واللاحق)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح " : وأن لا يكون الإمام مصليا فرضا غير فرضه .... ولا مسبوقا لشبهة اقتدائه .... وفي حاشية الطحطاوي : (لشبهة اقتدائه) أي حال تحريمته ، وإنما لزمته القراءة لشبهة الإنفراد ، نعم إذا قضى المسبوقان ملاحظاً أحدهما الآخر ليعلم عدد ما عليه من فعله فلا بأس به . (ص/۱۵۸ ، ۱۵۹ ، باب الإمامة) =

مغرب کی دو رکعتیں چھوٹ جائیں

مسئلہ (۲۸): اگر کوئی شخص مغرب کی نماز میں اپنے امام کو تیسری رکعت کے رکوع میں پالے، تو اسے یہ تیسری رکعت مل گئی، اب وہ بقیہ نماز اس طرح ادا کرے، کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہوکر ثناء، تعوّذ، تسمیہ، فاتحہ، اور کوئی سورت پڑھ کر رکوع وسجدہ کر کے قعدہ کرے، اور اس میں تشہد پڑھے، پھر دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہوکر، فاتحہ وسورت پڑھ کر رکوع اور سجدہ کر کے التحیات، درود شریف اور دعاء ماثورہ پڑھ کر سلام پھیر دے، اگر شخصِ مذکور نے دوسری رکعت، یعنی امام کی فراغت کے بعد پہلی رکعت پر قعدہ نہیں کیا، تب بھی استحساناً اس کی نماز صحیح ہوگی، اور اس پر سجدۂ سہو بھی لازم نہ ہوگا۔ (۱)

= ما في " الفتاوى الهندية " : ولو نسي أحد المسبوقين المتساويين كمية ما عليه فقضى ملاحظا للآخر بلا اقتداء به صح كذا في الخلاصة ...... فلو اقتدىٰ مسبوق بمسبوق فسدت صلوٰة المقتدي قرأ أو لم يقرأ دون الإمام كذا في البحر الرائق .... والأصل أنه إذا اقتدىٰ فى موضع الإنفراد أو انفرد في موضع الاقتداء تفسد . كذا في البحر الرائق . (۱/۹۲ ، كتاب الصلوٰة ، الباب السابع فى المسبوق واللاحق)

ما في " الشامية " : قوله : (نعم لونسي الخ) حاصله أنه لو اقتدىٰ اثنان معا بإمام قد صلى بعض صلوته ، فلما قاما إلى القضاء نسي أحدهما عدد ما سبق به فقضى ملاحظاً للآخر بلا اقتداء به صح كما في الخانية والفتح . (۲/۳۴۸ ، باب الإمامة ، مطلب : فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : (والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد) حتى يثني ويتعوذ ويقرأ ..... (فيمايقضيه) أي بعد متابعته لإمامه ..... ويقضي أول صلاته في حق قراءة ، وآخرها في حق تشهد ؛ فمدرک رکعة من غير فجر يأتي بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد بينهما . التنوير وشرحه . وفي الشامية : قوله : (وتشهد بينهما) قال في شرح المنية : ولو لم يقعد جاز استحساناً لا قياساً ، ولم يلزمه سجود السهو لكون الركعة أولى من وجه . اهـ .

(۲/۳۴۶ ، ۳۴۷ ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، مطلب : فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده ، الفتاوىٰ الهندية : ۱/۹۱ ، كتاب الصلاة ، الفصل السابع فى المسبوق واللاحق)

ما في " حلبي كبير " : لو أدرک مع الإمام ركعة من المغرب فإنه يقرأ فى الركعتين الفاتحة والسورة ويقعد في أولهما ، لأنها ثنائية ، ولو لم يقعد جاز استحسانا لا قياسا ولم يلزمه سجود السهو .

(ص/۴۶۸ ، كتاب الصلاة ، فصل في سجود السهو)

سنن الصلاۃ

سننِ صلوۃ

تکبیراتِ انتقال کی ابتداء وانتہاء کا وقتِ مسنون

مسئلہ (۲۹): تکبیراتِ انتقال کا مسنون وقت یہ ہے کہ جہاں سے انتقال شروع ہو، وہیں سے تکبیر بھی شروع ہو، اور جہاں انتقال ختم ہو وہیں تکبیر بھی ختم ہو، اگر کسی رکن میں پہنچنے کے بعد بھی تکبیرِ انتقالی ختم نہ ہوئی، تو یہ عمل خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ (۱)

مکروهات الصلاة

نماز کے مکروہات

نماز کی حالت میں انگلیاں توڑنا

مسئلہ (۳۰): نماز کی حالت میں انگلیاں توڑنا مکروہِ تحریمی ہے، کیوں کہ یہ فعلِ عبث ہے، بخلاف نماز کے باہر، کہ اگر بلا ضرورت، یعنی انگلیوں کے جوڑوں کو آرام دینا مقصود نہ ہو، تو مکروہِ تنزیہی ہے۔ (۲)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في ” التنوير وشرحه مع الشامية “ : (يكبر) مع الانحطاط . التنوير وشرحه . وفي الشامية : أفاد أن السنة كون ابتداء التكبير عن الخرور وانتهائه عند استواء الظهر .
(۱۹۶/۲ ، كتاب الصلوٰة ، باب صفة الصلوٰة)

الحجة علی ما قلنا :

(۲) ما في ” سنن ابن ماجة “ : عن كعب ابن عجرة أن رسول الله ﷺ رأى رجلا قد شبك أصابعه في الصلوٰة ففرج رسول الله ﷺ بين أصابعه . (ص/۶۸ ، كتاب الصلوٰة ، أبواب إقامة الصلوٰة والسنة فيها ، باب ما يكره في الصلوٰة ، نصب الراية : ۸۶/۲ ، كتاب الصلوٰة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، فصل ، اعلاء السنن : ۱۳۳/۵ ، كتاب الصلوٰة ، باب كراهية التشبيك في الصلوٰة وفي مقدماتها ، رقم الحديث : ۱۴۹۴) =

صفوں کے درمیان سنتیں پڑھنا

مسئلہ (۳۱): جب جماعت کھڑی ہوتو سنتوں میں مشغول ہونا مکروہ ہے، ہاں! فجر کی دورکعت سنت پڑھ سکتے ہیں جبکہ امام کے ساتھ قعدۂ اخیرہ ملنے کی امید ہو، پھر دیگر فرائض سے پہلے سنتوں میں مسنون یہ ہے کہ انہیں گھر میں، یا مسجد کے دروازے کے پاس، یا ستون کے پیچھے، یا صفوں سے علیحدہ ہوکر، مسجد کے کسی گوشے میں پڑھیں، جماعت کھڑی ہونے کی حالت میں صفوں کے درمیان انہیں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

= ما في ” سنن أبي داود “ : حدثني أبو ثمامة الحنّاط أن كعب بن عجرة أدركه وهو يريد المسجد، أدرک أحدهما صاحبه قال : فوجدني وأنا مشبک بيدي فنهاني عن ذلک ، وقال : إن رسول الله ﷺ قال : إذا توضأ أحدكم فأحسن وضوء ه ثم خرج عامدا إلى المسجد فلا يشبكن يديه فإنه في صلوٰة . (ص/۸۳ ، باب ما جاء فی الهدى فی المشی إلى الصلوٰة)

ما في ” الدر المختار مع الشامية “ : وفرقة الأصابع وتشبيكها ولومنتظرًا لصلوة أو ماشيًا إليها للنهي ، ولا يكره خارجها لحاجة . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (ولا يكره خارجها لحاجة) .... والظاهر أنه لو لغير عبث بل لغرض صحيح ولو لإراحة الأصابع لا يكره ، فقد صح عنه ﷺ أنه قال : ” المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضًا ، وشبک أصابعه “ . فإنه لإفادة تمثيل المعنى . (۲/ ۴۰۹ ، كتاب الصلوٰة ، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ، مطلب : إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترک السنة أولى ، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق : ۱/ ۴۰۶ ، كتاب الصلوٰة ، باب ما يفسدالصلوٰة وما يكره فيها ، البحرالرائق : ۲/ ۳۵ ، ۳۶ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في ” الفتاوى الهندية “ : وحكى عن الفقيه أبي جعفر رحمه الله تعالى أنه قال على قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله : يصلي ركعتي الفجر ، لأن إدراک التشهد عندهما كإدراک الركعة كذا في الكفاية . (۱/ ۱۲۰ ، كتاب الصلاة ، الباب العاشر فی إدراک الفريضة ، وكذا في الفتاوى التاتارخانية : ۱/ ۶۴۷ ، ۶۴۸ ، كتاب الصلاة ، مسائل التطوع)

ما في ” التنوير وشرحه مع الشامية “ : (وإذا خاف فوت) ركعتي (الفجر لاشتغاله بسنتها تركها) لكون الجماعة أكمل (وإلا) بأن رجا إدراک ركعة فی ظاهر المذهب . وقيل التشهد ، واعتمده المصنف والشرنبلالي تبعاً للبحر ، لكن ضعفه في النهر (لا) يتركها ، بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانا ، وإلا تركها ، لأن ترک المكروه مقدم على فعل السنة . التنوير =

نماز میں کھانسنا

مسئلہ (۳۲): اگر کھانسنا کسی عذر کی وجہ سے ہو جیسے کھانسی کا مرض ہو، یا بے اختیار کھانسی آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی، خواہ اس کھانسنے میں کتنے ہی حروفِ ہجائیہ حاصل ہوں، کیوں کہ یہ صاحبِ حق یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے معاف ہے، لیکن اگر کھانسنا بلا عذر اور بلا غرضِ صحیح ہو، یعنی نہ قرأت کیلئے آواز صاف کرنے، اور نہ یہ بتلانے کیلئے کہ وہ نماز میں ہے، اور نہ اپنے امام کو اس کی غلطی پر آگاہ کرنے کیلئے، تو اس کھانسنے میں اگر دو حرف حاصل ہوں جیسے " أُح ، أُح "، تو طرفین یعنی امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز فاسد ہوگی، اور اگر کھانسنا بلا عذر مگر غرضِ صحیح سے ہو، مثلاً قرأت کیلئے آواز صاف کرنے، یا اپنے نماز میں ہونے کو بتلانے، یا اپنے امام کو اس کی غلطی پر آگاہ کرنے کیلئے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔[1]

= وشرحه . وفي الشامية : قوله : (عند باب المسجد) أي خارج المسجد كما صرح به القهستاني . وقال في العناية : لأنه لو صلاها في المسجد كان متنفلا فيه عند اشتغال الإمام بالفريضة وهو مكروه ، فإن لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصليها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد ، وأشدها كراهة أن يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة والذي يلي ذلك خلف الصف من غير حائل اهـ . (۲/۵۱۰ ، ۵۱۱ ، كتاب الصلاة ، باب إدراك الفريضة ، مطلب : هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش ، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح : ص/۱۰۲ ، فصل في الأوقات المكروهة)

ما في " البحر الرائق " : ثم السنة في السنن أن يأتي بها في بيته ، أو عند باب المسجد ، وإن لم يمكن ففي المسجد الخارج ، وإن كان المسجد واحداً فخلف الأسطوانة ، ونحو ذلك أو في آخر المسجد بعيداً عن الصفوف في ناحية منه ، وتكره في موضعين : الأول أن يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة ، الثاني أن يكون خلف الصف من غير حائل بينه وبين الصف ، والأول أشد كراهة من الثاني .

(۲/۱۲۹ ، وأيضًا : ۲/۱۳۱ ، كتاب الصلاة ، باب إدراك الفريضة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : والتنحنح بحرفين بلا عذر أما به بأن نشأ من طبعه فلا أو بلا غرض صحيح فلو لتحسين صوته أو ليهتدي إمامه أو للإعلام أنه في الصلاة فلا فساد على الصحيح . " الدر المختار " . (۲/۳۷۶ ، ۳۷۷ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)=

فرض نمازوں کے بعد سنن سے پہلے دنیوی باتیں کرنا

مسئلہ (۳۳): بعض لوگ فرض اورسننِ مؤکدہ کے درمیان دنیوی باتیں کرتے ہیں، ان کا یہ عمل شرعاً صحیح نہیں ہے، کیوں کہ اس سے سنتوں کے ثواب میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ (۱)

= ما في " البحر الرائق " : (قوله : والتنحنح بلا عذر) وهو أن يقول : " أُحْ " بالفتح والضم ، والعذر : وصف يطرأ على المكلف يناسب التسهيل عليه ، فإن كان التنحنح لعذر فإنه لا يبطل الصلاة بلا خلاف ، وإن حصل به حروف ، لأنه جاء من قبل من له الحق فجعل عفوًا ، وإن كان من غير عذر ولا غرض صحيح فهو مفسد عندهما ، خلافا لأبي يوسف في الحرفين ، وإن كان بغير عذر لكن لغرض صحيح ، كتحسين صوته للقراء ة ، أو للإعلام أنه فى الصلاة ، أو ليهتدي إمامه عند خطئه ففيه اختلاف ، فظاهر الكتاب الظهيرية اختيار الفساد ، لكن الصحيح عدمه ، لأن ما للقراء ة ملحق بها ، كما في فتح القدير وغيره ، فلو قال بلا عذر وغرض صحيح لكان أولىٰ إلا أن يستعمل العذر فيما هو أعم من المضطر إليه ، قيدنا بأن يظهر له حروف ، لأنه لو لم يظهر له حروف مهجاة فإنه لا يفسدها اتفاقا ، لكنه مكروه ، وهو مجمل فقول من قال : إن التنحنح قصدًا واختيارًا مكروه لأنه عبث لعروه عن الفائدة .

(۲/۷ ، ۸ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولو تكلم بين السنة والفرض لا يسقطها ولكن ينقص ثوابها . الدر المختار .

(۲/ ۴۶۱ ، باب الوتر والنوافل ، قبيل مطلب مهم في الكلام على الضجعة بعد سنن الفجر)

ما في " الفتاوى الهندية " : ولو تكلم بعد الفريضة هل تسقط السنة ؟ قيل : تسقط ، وقيل : لا ؛ ولكن ثوابه أنقص من ثوابه قبل التكلم . كذا في النهاية .

(۱/ ۱۱۳ ، كتاب الصلاة ، الباب التاسع في النوافل)

کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا

مسئلہ (۳۴): کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا، اور کہنی تک نیم آستین والے قمیص وغیرہ پہن کر نماز پڑھنا منع ہے، اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے، جیسا کہ صاحب خلاصۃ الفتاوی فرماتے ہیں: " ولو صلی رافعاً کمیه إلی المرفقین یکره "۔[1]

رکعت پانے کے لئے دوڑنا منع ہے

مسئلہ (۳۵): رکعت پانے کیلئے دوڑنا منع ہے، خواہ رکوع نہ ملے، اس لئے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جب نماز کیلئے جماعت کھڑی ہوتو تم دوڑتے ہوئے نہ آؤ، اور اطمینان کے ساتھ چل کر آؤ، جتنی رکعتیں ملے ان کو پڑھ لو، اور جو چھوٹ جائے اس کو بعد میں ادا کرلو۔[2]

پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے صفوں کو چیر کر جانا

مسئلہ (۳۶): پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے صفوں کو چیر کر، دوسروں کو تکلیف دے کر، پہلی صف میں پہنچنا، نازیبا حرکت اور سخت مکروہ ہے، اس لئے مسجد میں جہاں جگہ ملے وہیں نماز پڑھے، ہاں! اگر اگلی صف میں جگہ خالی ہو، تو صف چیر کر خالی صف میں پہنچنا جائز ہے۔[3]

الحجة علی ما قلنا :

(۱) (خلاصة الفتاوی : ۱/۵۸، کتاب الصلاة ، جنس آخر فیما یکره ، فتاوی قاضي خان علی هامش الهندیة : ۱/۱۳۵ ، کتاب الصلاة ، فصل فیما یفسد الصلاة)

الحجة علی ما قلنا :

(۲) ما في " الصحیح لمسلم " : عن أبي هریرة قال : قال رسول الله ﷺ : " إذا أُقیمت الصلوٰة فلا تأتوها تسعون ، وأتوها تمشون وعلیکم السکینة ، فما أدرکتم فصلوا وما فاتکم فأتموا ". متفق علیه .

(۱/۲۲۰، کتاب المساجد ، باب استحباب إتیان الصلوة بوقار وسکینة ، والنهی عن إتیانها سعیا)

الحجة علی ما قلنا :

(۳) ما في " رد المحتار " : قال في المعراج : الأفضل أن یقف في الصف الآخر إذا خاف إیذاء =

اِن شرٹ کر کے نماز پڑھنا

مسئلہ (۳۷): ان شرٹ یعنی پتلون میں قمیص کرنا، اور ایسا چھوٹا شرٹ پہن کر نماز پڑھنا جس سے سترِ اعضاء کی ساخت ظاہر ہو، اور لوگوں کی نماز مکروہ ہونے کا سبب بنے، شرعاً یہ عمل ناپسند ومکروہ ہے، نیز یہ غیروں کا طریقہ ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اس شخص سے جو مسلمان ہو کر غیروں کے طور طریقے اختیار کرے۔ (۱)

ننگے سر نماز پڑھنا

مسئلہ (۳۸): سستی اور بغیر کسی عذر کے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، جیسا کہ آج کل کے بعض فیشن ایبل حضرات کا وطیرہ ہے، البتہ عذر اور تذلل (اپنے آپ کو حقیر سمجھنا) کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (۲)

= أحد، قال عليه الصلوٰة والسلام: " من ترك الصف الأول مخافة أن يؤذي مسلما أُضعفَ له أجر الصَّفِّ الأول ". وبه أخذ أبو حنيفة ومحمد. (۲/۳۱۰، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في كراهة قيام الإمام في غير المحراب)

الحجة على ما قلنا:

(۱) ما في " مشكوة المصابيح ": عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: " أبغض الناس إلى الله ثلاثة: ملحد في الحرم، و مُبتغٍ في الإسلام سُنةَ الجاهلية، ومطلب دم امرئ مسلم بغير حق ليهريق دمه ". رواه البخاري. (ص/۲۷، باب الإعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول)

(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۱۶۱)

الحجة على ما قلنا:

(۲) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية ": قال الحصكفي رحمه الله: (وصلوته حاسرًا) أي كاشفًا (رأسه للتكاسل) ولا بأس به للتذلل وأما للإهانة بها فكفر.

(۲/۴۰۷، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الخشوع)

(فتاویٰ حقانیہ: ۳/۲۱۳)

نماز میں اور نماز کے باہر ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا

مسئلہ (۳۹): نماز کی حالت ہو یا کوئی دوسری حالت، ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا لنگی پہننا شرعاً منع ہے، نیز یہ متکبرین اور فساق کا شیوہ ہے، جو اسلامی تہذیب ومعاشرت سے بے زار، اور مغربی تہذیب و ثقافت کے دلدادہ ہیں، ایسے لوگوں کی مشابہت بھی شرعاً مذموم وممنوع ہے۔ (۱)

نمازی کے سامنے سے گزرنا

مسئلہ (۴۰): نمازی کے آگے سے کسی مرد کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی، مگر گزرنے والا سخت گنہگار ہوتا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو یہ علم ہو کہ اس سے کس قدر گناہ ہوتا ہے، تو چالیس سال تک کھڑے رہنا اس کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنے کی بہ نسبت بہتر ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " موسوعة فتح الملهم مع التكملة " : عن ابن عمر رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال : " لا ينظر الله إلى من جرّ ثوبه خيلاء " . (۱۰/۱۰۵ ، باب تحريم جرّ الثوب خيلاء الخ)

ما في " سنن أبي داود " : وعنه أيضًا : " من تشبه بقوم فهو منهم " . (۲/۵۵۹ ، كتاب اللباس ، باب في لباس الشهرة) (فتاویٰ محمودیہ: ۱۹/۲۷۷،احسن الفتاویٰ: ۳/۴۴)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " جامع الترمذي " : قوله ﷺ : " لو يعلم المارّ بين يدي المصلي ماذا عليه ؟ لكان أن يقف أربعين خيرٌ له من أن يمرّ بين يد يه " . قال أبو النضر : لا أدري ، قال أربعين يومًا أو أربعين شهرًا أو أربعين سنةً .... " وقد روي عن النبي ﷺ أنه قال : " لأن يقف أحدكم مائة عام خيرٌ له من أن يمرّ بين يدي أخيه وهو يصلي " . والعمل عليه عند أهل العلم ، كرهوا المرور بين يدي المصلي ، ولم يرو أن ذلک يقطع صلوٰة الرجل .

(۱/۷۹ ، أبواب الصلاة ، باب ما جاء كراهية المرور بين يدي المصلي ، بدائع الصنائع : ۲/۸۴ ، كتاب الصلاة ، فصل فيما يستحب ويكره فيها)

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حد

مسئلہ (۴۱): اگرکوئی شخص میدان یا بڑی مسجد (جس کا رقبہ "۴۵۱ء۳۳۴" مربع میٹر ہو) میں نماز پڑھ رہا ہوتو دوصف، یعنی تقریباً آٹھ فٹ چھوڑ کر اس کے آگے سے گزرنا جائز ہے، اور چھوٹی مسجد (جس کا رقبہ بڑی مسجد کے بیان کردہ رقبہ سے کم ہو) میں مطلقاً گزرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر گزرے گا تو گنہگار ہوگا، البتہ جو شخص نمازی کے بالکل سامنے بیٹھا ہو، تو اس کو اٹھ کر جانے کی اجازت ہے۔ (۱)

نماز میں اپنے کپڑے درست کرنا

مسئلہ (۴۲): نمازی کا سجدہ میں جاتے وقت شلوار یا پاجامہ کو اوپر اٹھانا، یا رکوع سے اٹھنے کے بعد قمیص کو درست کرنا، بلاضرورت وبلا عملِ کثیر ہوتو مکروہ تحریمی ہے، اور ضرورتاً ہوتو بلا کراہت جائز ہے، اور اگر عملِ کثیر سے ہوتو مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : ومرور مارٍّ في الصحراء أو في مسجد كبير بموضع سجوده في الأصح (أو) مروره (بين يديه) إلى حائط القبلة (في) بيت و (مسجد) صغير فإنه كبقعة واحدة (مطلقاً) ولو امرأة أوكلبًا . التنوير وشرحه . وفي الشامية : قوله : (في الأصح) هو ما اختاره شمس الأيمة وقاضي خان، وصاحب الهداية ، واستحسنه في المحيط ، وصححه الزيلعي . (۳۹۸/۲ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب إذا قرأ قوله تعالى جدک بدون ألف لا تفسد ، تبيين الحقائق : ۴۰۱/۱ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، الفتاویٰ الهندية : ۱۰۴/۱ ، كتاب الصلاة ، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، الفصل الأول ، منع المارّ بين يدي المصلي)

(احسن الفتاویٰ:۳/۴۰۹)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : (و) كُره (كفُه) أي رفعُه ، ولو لتراب كمشمر كمّ أو ذيل (وعبثُه به) أي بثوبه (وبجسده) للنهي إلا لحاجة . التنوير وشرحه . وفي الشامية : قوله : (وعبثُه) هو فعلٌ لغرض غير صحيح ، قال في النهاية : وحاصله أن كل عمل هو مفيدٌ للمصلي فلا بأس به . أصله ما روي أن النبي ﷺ عرق في صلاته فسلت العرق عن جبينه أي مسحه لأنه كان مفيدًا كي لا تبقي صورة ، فأما ما ليس بمفيد فهو العبث اهـ . قوله : (للنهي) وهو ما أخرجه =

گھٹیا لباس پہن کر نماز پڑھنا

مسئلہ (۴۳): جس لباس کو پہن کر انسان بازار جانا، یا شادی غمی کی مجالس میں شرکت کرنا پسند نہ کرتا ہو بلکہ معیوب سمجھتا ہو، مثلاً نائٹی اور لنگی (جو رات میں پہن کر سونے کیلئے مخصوص ہوتی ہے) پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی ہے۔[1]

= القضاعي عنه ﷺ : " إن الله كره لكم ثلاثاً : العبث في الصلاة ، والرفث في الصيام ، والضحک في المقابر ". وهي كراهة تحريم كما في البحر . (۲/۴۰۶ ، ۴۰۷ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب : في الكراهة التحريمية والتنزيهية)

ما في " الشامية " : قوله : إلا لحاجةٍ كحَكِّ بدنه لشيء أكله وأضرَّه ، وسلت عرق يؤلمه ، ويشغل قلبه ، وهذا لو بدون عمل كثير . قال في الفيض : الحَکُّ بِيَدٍ واحدةٍ في ركنٍ ثلاث مراةٍ يفسد الصلاةَ إن رفع يده كل مرة اهـ . (حواله سابق)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿يٰبني اٰدم خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ .
(سورة الأعراف : ۳۱)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : وقوله تعالىٰ : ﴿خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ . يدل على أنه مندوب في حضور المسجد إلى أخذ ثوب نظيف مما يتزين به ، وقد روي عن النبي ﷺ أنه قال : " ندب إلى ذلک في الجُمع والأعياد " كما أمر بالاغتسال للعيدين والجمعة وأن يمس من طيب أهله " . (۳/۴۳ ، مطلب في ستر العورة في الصلاة)

ما في " جمع الجوامع " : عن ابن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : " إذا صلى أحدكم فليلبس ثوبيه فإن الله أحق من يزين له " . (۱/۲۱۶ ، قسم الأقوال ، حرف الهمزة ، رقم الحديث : ۱۵۳۳)

ما في " اعلاء السنن " : ودل قوله ﷺ : " فإن الله أحق من يزين له " على كراهة الصلوٰة في ثياب المهنة التي لا يخرج بها الرجل إلى الأكابر والمجالس والأسواق ، صرح بها الشرنبلالي في " مراقي الفلاح " وغيره في غيرها ، قال : ورأى عمر رجلا فعل ذلک أي صلى في ثياب البذلة ، فقال : أرأيت لو كنت أرسلتک إلى بعض الناس أكنت تمر في ثيابک هذا ؟ فقال :لا ؛ فقال عمر : " الله أحق أن تتزين له " . (۵/۱۳۶ ، باب استحباب الزينة للصلاة وكرامتها في ثياب البذلة الخ)

ما في " الشامية " : قال في البحر : وفسرها في شرح الوقاية بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر ، والظاهر أن الكراهة تنزيهية . (۲/۴۰۷ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب : في الكراهة التحريمية والتنزيهية)

مقتدی کا امام سے پہلے سلام پھیرنا

مسئلہ(۴۴): مقتدی کا امام کے سلام سے پہلے عمداً بلاضرورت سلام پھیرنا، واجبِ متابعتِ امام (امام کی پیروی کا واجب ہونا) کے ترک کی وجہ سے مکروہِ تحریمی ہے، اور اس صورت میں اعادۂ نماز (نماز کا لوٹانا) مبنی بر احتیاط ہوگا، لیکن اگر مصلی کا سلام پھیرنا ضرورت کی وجہ سے ہو مثلاً: حدث، خروجِ وقتِ جمعہ، یا سامنے سے کسی گزرنے والے کا اندیشہ ہو، تو اس صورت میں نماز بلاکراہت درست ہوگی۔ (۱)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) " الصحيح لمسلم بشرح النووي " : لما روي عن انس قال : " صلی بنا رسول الله ﷺ ذات يوم فلما قضیٰ صلوته أقبل علينا بوجهه فقال : " أيها الناس إني إمامكم فلا تسبقوني بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالإنصراف فإني أراكم أمامي ومن خلفي " .

وفي شرح النووي علی هامش مسلم : قال الإمام النووي : قوله : " لا تسبقوني بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالإنصراف " فيه تحريم هذه الأمور وما في معناها ، والمراد بالإنصراف السلام . (۱/۱۸۰ ، كتاب الصلاة ، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما)

ما في " مرقاة المفاتيح " : وحاصله أن المتابعة واجبة في الأركان الفعلية .

(۱۹۳/۳ ، باب ما علی المأموم من المتابعة وحكم المسبوق ، الفصل الأول)

ما في " الشامية " : قوله : (ولو أتمه) أي لو أتم المؤتم التشهد بأن أسرع فيه وفرغ منه قبل إتمام إمامه فأتی بما يخرجه من الصلوٰة سلام أو كلام أو قيام جاز ، أي صحت صلاته لحصوله بعد تمام الأركان ، لأن الإمام وإن لم يكن أتم التشهد لكن قعد قدره لأن المفروض من القعدة قد أسرع ما يكون من قراء ة التشهد وقد حصل ، وإنما كره للمؤتم ذلك لتركه متابعة الإمام بلا عذر ، فلو به كخوف حدث أو خروج وقت جمعة أو مرور مارّ بين يديه فلا كراهة .

(۲۴۰/۲ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، قبيل مطلب : في وقت إدراك فضيلة الافتتاح ، حاشية الطحطاوي علی مراقي الفلاح : ص/۲۳۶) (فتاویٰ حقانیہ:۳/۲۱۱،احسن الفتاویٰ:۳/۲۹۱-۲۹۴)

نماز میں آستین اتارنا

مسئلہ (۴۵): اگر کوئی شخص رکعت کے فوت ہونے کے ڈر سے جلدی جلدی جماعت میں شامل ہوگیا، اور آستینیں اوپر چڑھی رہ گئیں، تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ اپنی آستینیں کچھ قیام میں، کچھ رکوع میں، کچھ قومہ میں، کچھ سجدہ میں اور کچھ جلسہ میں عملِ قلیل سے اُتارلے، ایسی صورت اختیار نہ کرے کہ عملِ کثیر ہوجائے اور نماز فاسد ہو۔ (۱)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الکریم " : قوله تعالیٰ : ﴿خذوا زینتکم عند کل مسجد﴾ .

(سورة الأعراف : ۳۱)

ما في " صحیح البخاري " : قوله علیه السلام : " أمرت أن أسجد علی سبعة أعظم ولا أکف شعرًا ولا ثوبًا " . (۱/۱۱۳ ، کتاب الأذان ، باب لا یکف ثوبه فی الصلاۃ ، اعلاء السنن : ۵/۱۱۷ ، أبواب الأحکام الحدث في الصلاۃ ، باب النهی عن کف الشعر والثوب ، عمدة القاری شرح صحیح البخاری : ۶/۱۳۶ ، کتاب الأذان ، باب لا یکف ثوبه فی الصلاۃ)

ما في بدائع الصنائع " : وقوله علیه السلام : " إذا أتیتم الصلوٰة فأتوها وأنتم تمشون ، ولا تأتوها وأنتم تسعون ، علیکم بالسکینة والوقار ، ما أدرکتم فصلوا وما فاتکم فاقضوا " .

(۲/۸۷ ، کتاب الصلاۃ ، فصل فیما یستحب ویکره فیها)

ما في " التنویر وشرحه مع الشامیة " :(و) کره (کفه) أي رفعه ولو لتراب کمشمر کمّ أو ذیل . التنویر وشرحه . وفي الشامیة : ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لإدراک الرکعة مع الإمام ، وإذا دخل في الصلوة کذلک ، وقلنا بالکراهة ؛ فهل الأفضل إرخاء کمیه فیها بعمل قلیل أو ترکهما ؟ لم أره ؛ والأظهر الأول بدلیل قوله الآتي : " ولوسقطت قلنسوته فإعادتها أفضل" تأمل . (۲/۴۰۶ ، کتاب الصلاۃ ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکره فیها ، مطلب : في الکراهة التحریمیة والتنزیهیة)

ما في " دررالحکام شرح مجلة الأحکام " : إذا تعارض مفسدتان روعي أعظمهما لإرتکاب أخفهما . (۱/۴۱ ، المادة : ۲۸ ، القواعد الکلیة ، المقالة الثانیة) (فتاویٰ رحیمیہ:۵/۱۴۴،۱۴۵)

چٹائی کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

مسئلہ(۴۶): اکثر لوگ حصولِ ثواب کی نیت سے چٹائی کی ٹوپیاں نمازیوں کے استعمال کے لیے مسجدوں میں رکھتے ہیں، چونکہ انسان انہیں پہن کر دیگر مجالس میں جانا پسند نہیں کرتا، بلکہ معیوب سمجھتا ہے، اس لیے یہ ٹوپیاں ثیابِ بذلہ کے حکم میں ہیں، لہٰذا ایسی ٹوپیاں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔(۱)

اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑا رہنا

مسئلہ(۴۷): اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑا ہونا، سخت ناپسندیدہ اور مکروہِ تحریمی ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے ہمیں صفوں میں مل کر کھڑے ہونے، اور خلاء کو پر کرنے کا حکم بصورتِ امر فرمایا ہے، اور فقہ کا قاعدۂ مسلمہ ہے: " الأمر للوجوب" کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے، اور ترکِ امر کراہتِ تحریمی کو مستلزم ہے، نیز اگلی صفوں میں خالی جگہ چھوڑ کر پچھلی صفوں میں کھڑا رہنا آدمی کو اللہ کے فضل، اس کی رحمت، اور دولتِ علم سے محروم کرتا ہے۔(۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالیٰ : ﴿يبني آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ .

(سورة الأعراف : ۳۱)

ما في " جمع الجوامع " : وعن ابن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : " إذا صلى أحدكم فليلبس ثوبيه ، فإن الله أحق من يزين له " . (۱/۲۱۶ ، قسم الأقوال ، حرف الهمزة ، رقم الحديث : ۱۵۳۳)

ما في " اعلاء السنن " : ودل قوله ﷺ : " فإن الله أحق من يزين له " على كراهة الصلوٰة في ثياب المهنة التي لا يخرج بها الرجل إلى الأكابر والمجالس والأسواق ، صرح بها الشرنبلالي في " مراقي الفلاح " وغيره في غيرها ، قال : ورأى عمر رجلا فعل ذلک أي صلى في ثياب البذلة ، فقال : أرأيت لو كنت أرسلتک إلى بعض الناس ، أكنت تمر في ثيابک هذا ؟ فقال : لا ؛ فقال عمر : "الله أحق أن تتزين له " . (۱۳۶/۵ ، باب استحباب الزينة للصلاة وكراهتها في ثياب البذلة الخ)

ما في " الشامية " : قال في البحر : وفسرها في شرح الوقاية بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر ، والظاهر أن الكراهة تنزيهية . (۴۰۶/۲ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، قبيل =

....

= مطلب في الخشوع)
ما في " منية المصلي " : ويكره أن يصلي في ثياب البذلة والمهنة . (ص/۱۰۵)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " الصحيح لمسلم " : عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ رأى في أصحابه تأخرًا فقال لهم : " تقدموا فائتموا بي ، وليأتَمَّ بكم من بعدكم ، لا يزال قوم يتأخَّرون حتى يؤخرهم الله " . (۳/۲۵٦ ، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ، الخ)
ما في " فتح المسلم مع التكملة " : قوله : (لا يزال قوم يتأخرون الخ) : " أي عن الصفوف الأول " . قوله : (حتى يؤخرهم الله الخ) " أي عن رحمته ، أو عظيم فضله ، ورفيع المنزلة ، وعن العلم ، ونحوذلک " .
(۳/۳۸۷ ، كتاب الصلاة ، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها)
ما في " سنن أبي داود " : قوله ﷺ : " لا يزال قوم يتأخرون عن الصفوف الأول حتى يؤخرهم الله في النار " . (ص/۹۹ ، كتاب الصلاة ، باب صف النساء والتأخر عن الصف الأول)
ما في " سنن النسائي " : عن عبد الله بن عُمر أن رسول الله ﷺ قال : " من وصل صفًّا وصله الله ومن قطع صفًّا قطعه الله عز وجل " . (۱/۹۳ ، كتاب الصلاة ، باب من وصل صفًّا)
ما في " حاشية النسائي " : قوله : (وصل صفًّا) .... " والقطع بأن يقعد بين الصفوف بلا صلوٰة أو منع الداخل من الدخول في الفرجات مثلاً " . والله تعالى اعلم .
(۱/۹۳ ، كتاب الإمامة ، الصف المؤخر)
ما في " سنن أبي داود " : قوله عليه السلام : " أقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدوا الخلل ولينوا ولا تذروا فرجات للشيطان ، ومن وصل صفًّا وصله الله ومن قطع صفاً قطعه الله " .
(ص/۹۷ ، كتاب الصلاة ، باب تسوية الصفوف)
ما في " الصحيح لمسلم " : عن النعمان بن بشير قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " لتسوّن صفوفكم أو ليخالفنّ الله بين وجوهكم " .
(۱/۱۸۲ ، كتا ب الصلاة ، باب تسوية الصفوف وإقامتها فالصف الأول منها الخ)
ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال الحصكفي : كقيامه في صف خلف صف فيه فرجة ، قلت بالكراهة أيضًا صرح الشافعية . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (كقيامه في صف) هل الكراهة فيه تنزيهية أو تحريمية ويرشد إلى الثاني قوله عليه الصلاة والسلام : " من قطعه قطعه الله" . (۲/۳۱۲ ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، مطلب : في الكلام على الصف الأول)
ما في " موسوعة فتح الملهم " : قوله : (أو ليخالفنّ الله بين وجوهكم) أي إن لم تسووا ، والمراد بتسوية الصفوف اعتدال القائمين بها على سمت واحد ، أو يراد بها سدّ الخلل الذي في الصف =

قیام میں ایک ہی قدم پر زور دے کر کھڑا ہونا

مسئلہ (۴۸): قیام کی حالت میں یکے بعد دیگرے اس طرح، کہ درمیان میں سکون واطمینان اختیار نہ کرے، کبھی دائیں اور کبھی بائیں پاؤں پر زور ڈال کر کھڑا ہونا مکروہ ہے، لیکن اگر نماز طویل ہو اور بغرضِ استراحت، کچھ دیر دائیں اور کچھ دیر بائیں پاؤں پر سہارا لیکر کھڑا ہو تو مکروہ نہیں ہے، اور اگر کوئی عذر ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ (۱)

نماز میں جمائی لینا

مسئلہ (۴۹): نماز میں جمائی لینا اصل میں غفلت، تھکان اور بے توجہی کی علامت ہے، اس لیے ممکن حد تک جمائی لینے سے بچنا چاہئے، مجبور ہو جائیں تو جمائی لیں، اور جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لیں، قیام کی حالت میں دایاں ہاتھ رکھیں، اور نماز کی دوسری حالتوں میں بایاں ہاتھ رکھیں، اور ہاتھ رکھنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اس کے پشت کا حصہ منہ پر رکھا جائے، جمائی کی حالت میں گو نماز میں ہو منہ کھلا رکھنا مکروہ ہے۔ (۲)

=...... والمراد تسوية الوجه بتحويل خلقه عن وضعه بجعله موضع القفا ، أو نحو ذلك ، فهو نظير ما تقدم من الوعيد فيمن رفع رأسه قبل الإمام أن يجعل رأسه رأس حمار .

(۳/۳۸۳ ، ۳۸۴ ، كتاب الصلاة ، باب تسوية الصفوف وإقامتها الخ)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الشامية " : ويكره القيام على أحد القدمين في الصلاة بلا عذر .

(۲/۱۳۱ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، بحث القيام ، منية المصلي : ص/۱۰۶)

ما في " اعلاء السنن " : وذكر الطحطاوي عن " الظهيرية " : نص الإمام على ذلك ، قال : فما في " منية المصلي " من كراهة التمايل يميناً ويساراً ، محمول على التمايل على سبيل التعاقب من غير تخلل سكون كما يفعله بعضهم حال الذكر ، لا الميل على أحد القدمين بالاعتماد ساعة ، ثم الميل الأخرىٰ كذلك . (۵/۱۶۲ ، كتاب الصلاة ، باب كراهة صف القدمين في الصلاة واستحباب التراوح بينهما وكراهة الاعتماد على الجدار ونحوه)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " جامع الترمذي " : عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال : " التثاؤب في =

نمازی کی طرف رخ کرکے بیٹھنا

مسئلہ (۵۰): اپنی سنن ونوافل سے فراغت کے بعد، کسی نماز پڑھنے والے کی طرف رخ کرکے بیٹھنا مکروہِ تحریمی ہے، اوراسی طرح کسی کے عین چہرہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا بھی مکروہِ تحریمی ہے، اورنماز واجب الاعادہ ہے۔ (۱)

= الصلاة من الشيطٰن ، فإذا تثاء ب أحدكم فليكظم ما استطاع ". قال أبوعيسى : هذا حسن صحيح . وقد كره قوم من أهل العلم التثاؤب في الصلوة .
(۱/۸۵ ، أبواب الصلاة ، باب ما جاء فى الكراهة التثاؤب في الصلوة)
ما في " قوت المغتذي على هامش الترمذي " : قوله : " التثاؤب في الصلوة من الشيطان لأنه يحصل من الغفلة والكسل وكثرة الأكل أو غلبة النوم " . (۱/۸۵ ، رقم الحاشية :۴)
ما في " الفتاوى الهندية " : ويكره .... التثاؤب في الصلوة ، فإن غلبه فليكظم ما استطاع ، فإن غلبه وضع يده ما استطاع ، فإن غلبه وضع يده أوكمه على فيه . كذا في التبيين .
(۱/۱۰۷ ، كتاب الصلاة ، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، الفصل الثانى فيما يكره فى الصلاة وما لا يكره ، منية المصلى :ص/۱۰۳ ، بدائع الصنائع :۲/۸۷ ، كتاب الصلاة ، فصل فيما يستحب وما يكره فيها)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وصلاته إلى وجه إنسانٍ ككراهة استقباله ، فالاستقبال لو من المصلي فالكراهة عليه ، وإلا فعلى المستقبل ولو بعيدا . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (وصلاته إلى وجه إنسان) ففي صحيح البخاري : وكره عثمان رضي الله تعالىٰ عنه أن يستقبل الرجل وهو يصلي ، وحكاه القاضي عياض عن عامة العلماء ، وتمامه في الحلية ؛ وقال في شرح المنية : وهو محمل ما رواه البزّار على " أن النبي عليه الصلاة والسلام رأى رجلاً يصلي إلى رجل فأمره أن يعيد الصلاة " . ويكون الأمر بالإعادة لإزالة الكراهة .... والظاهر أنها كراهة تحريم . (۲/۴۱۱ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب إذا تردّد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى ، الفتاوى الهندية : ۱/۱۰۸ ، كتاب الصلاة ، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثانى فيما يكره فى الصلاة وما لا يكره ، حلبي كبير :ص/۳۵۸ ، كراهية الصلاة)
ما في " رد المحتار " : (والضابط في ذلك) كل صلوة أدّيت مع كراهة التحريم تجب إعادتها .
(۲/۱۴۷ ، ۱۴۸ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب : كل صلاة أُدّيت مع كراهة التحريم تجب إعادتها) =

آداب المساجد

مساجد کے آداب

مسجد میں دنیوی باتیں کرنا

مسئلہ (٥١): بلاضرورت شرعیہ مسجد میں باتیں کرنا سخت گناہ ہے، نیز اس میں مسجد کی بے حرمتی ہے اس لئے یہ عمل مکروہ ہے [١]، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اپنے دنیوی معاملات کے متعلق مسجدوں میں بیٹھ کر گفتگو کریں گے، تم ان کی ہم نشینی اختیار نہ کرنا، کیوں کہ جو لوگ مسجد میں دنیوی باتیں کرتے ہیں اللہ رب العزت کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے [٢]، نیز حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں مسجد میں سو رہا تھا، کسی شخص نے مجھے کنکری پھینک ماری، میں نے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: جا اور اُن دونوں کو میرے پاس لے آ، میں ان دونوں کو آپ کی خدمت میں لے آیا تو آپ نے فرمایا: تم کون لوگ ہوں؟ یا فرمایا: تم کہاں کے ہوں؟ انہوں نے عرض کیا ہم طائف کے ہیں، تو آپ نے فرمایا: اگر تم مدینہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا، مسجدِ رسول ﷺ میں اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہو۔ [٣]

= ما في " الفتاوى الهندية " : ولو صلى إلى وجه الإنسان يكره . كذا في المعدن ...... الاستقبال إلى المصلي مكروه ، سواء كان المصلي في الصف الأول أو في الأخير . كذا في المنية .
(١/١٠٨ ، كتاب الصلاة ، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره)

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " الدر المختار مع الشامية " : والكلام المباح ، وقيده في الظهيرية بأن يجلس لأجله . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (بأن يجلس لأجله) فإنه حينئذ لا يباح بالإتفاق ، لأن المساجد ما بني لأمور الدنيا ، وفي صلاة الجلابي : الكلام المباح من حديث الدنيا يجوز في المساجد ، وإن كان الأولى أن يشتغل بذكر الله تعالى ، كذا في التمرتاشي . هندية . وقال =

مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان

مسئلہ (۵۲): اگر کسی شخص کی گھڑی، چشمہ یا کوئی اور شئ مسجد سے باہر گم ہوگئی ہو، تو مسجد میں اس کا اعلان کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ احترامِ مسجد کے خلاف ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی شخص کو سنے کہ وہ مسجد میں گمشدہ چیز کو تلاش کرتا ہے، تو چاہیے کہ کہے ''اللہ تعالیٰ اس کو تجھ پر نہ لوٹائے، کیوں کہ مساجد اس کام کے لیے نہیں بنائی گئی ہیں (۱)''،

البتہ اگر مسجد کے اندر ہی گم ہوگئی ہو، تو بلا شور وشغب مسجد کے دروازے پر اعلان کرنا، یا بدون اعلان انفراداً لوگوں سے پوچھنا، یا ملی ہوئی چیز کی اطلاع دینا جائز ہے، بہتر یہ ہے کہ مسجد کے باہر گمشدہ چیز پہنچانے اور لینے کے لیے کوئی جگہ متعین کرلی جائے، تاکہ مسجدیں بار بار کے اعلان وشور شغب سے محفوظ رہیں۔ (۲)

= البيري ما نصه وفي المدارک : ومن الناس من يشتري لهو الحديث ، المراد بالحديث : الحديث المنكر لما جاء " الحديث في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش " .

(۲/۴۳۶ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب : في الغرس في المسجد)

(۲) ما في " مشكوة المصابيح " : عن الحسن مرسلا قال : قال رسول الله ﷺ : " يأتي على الناس زمان ، يكون حديثهم في مساجدهم في أمر دنياهم ، فلا تجالسوهم فليس لله فيهم حاجة " . رواه البيهقي في شعب الإيمان . (۱/۷۱)

(۳) ما في " مشكوة المصابيح " : وعن السائب بن يزيد قال : كنت نائمًا في المسجد فحصبني رجل ، فنظرت فإذا هو عمر بن الخطاب رضي الله عنه ، فقال : اذهب فأتني بهذين ، فجئته بهما ، فقال : ممن أنتما ؟ أو : من أين أنتما ؟ قالا : من أهل الطائف ، قال : " لو كنتما من أهل المدينة لأوجعتكما ، ترفعان أصواتكما في مسجد رسول الله ﷺ " . رواه البخاري .

(۱/۷۱ ، باب المساجد ومواضع الصلوة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مشكوة المصابيح " : قوله عليه السلام : " من سمع رجلا ينشد ضالة في المسجد فليقل : لا ردّها الله عليک ، فإن المساجد لم تبن لهذا " . رواه مسلم .

(ص/۶۸ ، باب المساجد ومواضع الصلاة)

(۲) ما في " معارف السنن " : قال الشيخ : وأما إنشاد الضالة فله صورتان : إحداهما : وهي =

مسجد میں داڑھی یا سر میں کنگھی کرنا

مسئلہ (۵۳): اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھ کر داڑھی یا سر میں کنگھا کرتا ہے، جس کی وجہ سے داڑھی کے بال مسجد میں گرتے ہیں، اور مصلیوں کو تکلیف ہوتی ہے، تو یہ آدابِ مسجد میں مخل اور دیگر مصلیانِ مسجد کیلئے باعثِ اذیت ہونے کی وجہ سے مکروہِ تحریمی ہوگا، کیوں کہ ہمیں بیت اللہ کو تمام ظاہری وباطنی نجاستوں سے پاک وصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے [۱]، اور تمام مسجدیں بیت اللہ کے متعلق اس حکم میں داخل ہیں۔ [۲]

= أقبح وأشنع بأن يضل شيء خارج المسجد ثم ينشده في المسجد لأجل اجتماع الناس فيه ، والثانية : أن يضل في المسجد نفسه فينشده فيه ، وهذا يجوز إذا كان من غير لغط وشغب .
(۳۱۳/۳ ، باب ما جاء في كراهية البيع والشراء وانشاد الضالة والشعر في المسجد)
ما في " حاشية الطحطاوي على الدر المختار " : قال العلامة الطحطاوي : قوله : (والمجامع) أي مجامع الناس كالمسجد والأسواق والشوارع إلا أنه ينادي على أبواب المساجد لا فيها .
(۵۰۱/۲ ، بحواله احسن الفتاوى : ۴۷۴/۶) (فتاویٰ مفتی محمود: ۴۵۹/۱، فتاویٰ محمودیہ: ۲۱۲/۱۵)
ما في " مجمع الأنهر " : (وفي المجامع) أي مجامع الناس كأبواب المساجد والأسواق ، فإنه أقرب إلى وصول الخبر اهـ . (۵۲۵/۲ ، كتاب اللقطة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿أن طهرا بيتي للطآئفين والعاكفين والركع السجود﴾ . (سورة البقرة : ۱۲۵)
ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿وطهر بيتي للطائفين والقائمين والركع السجود﴾ .
(سورة الحج : ۲۶)
ما في " التفسير الكبير للرازي " : وأما قوله : ﴿أن طهرا بيتي﴾ فيجب أن يراد به التطهير من كل أمر لا يليق بالبيت . (۴۶/۱)
ما في " حلبي كبير " : ولأن تنزيه المسجد من القذر واجب . (ص/۶۱۲)
ما في " قواعد الفقه " : " الأمر للوجوب " . (ص/۶۲)
(۲) ما في " معارف القرآن شفيعي " : لفظ " بيتي " میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ حکم تمام مساجد کے لئے عام ہے، کیوں کہ ساری مساجد بیوت اللہ ہیں، جس طرح بیت اللہ کا تمام ظاہری وباطنی نجاست سے پاک رکھنا ضروری ہے اسی طرح سے تمام مساجد کو بھی پاک رکھنا واجب ہے۔ (۳۲۳/۱)
ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : وأما قوله : ﴿طهر بيتي﴾ دخل فيه بالمعنى جميع =

باب السنن والنوافل

سنن ونوافل

سننِ مؤکدہ کا ترک کرنا

مسئلہ(۵۴): سننِ مؤکدہ کو ہلکا سمجھ کر چھوڑنا انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے[۱]، لیکن اگر کوئی شخص اس کی تاکید کا اعتقاد رکھتے ہوئے مسلسل ترک کرتا ہے، تو وہ گنہگار ہوگا[۲]"إلاّ من عُذرٍ شرعيٍّ " (مگر کسی عذرِ شرعی کی وجہ سے)۔

= بيوته تعالىٰ فيكون حكمها حكمه في التطهير والنظافة . (۲/۱۱۴)

ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿في بيوت أذن الله أن ترفع ويذكر فيها اسمه﴾ .

(سورة النور : ۳۶)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : واختلف الناس في البيوت ، هنا على خمسة أقوال : الأول : أنها المساجد المخصوصة لله تعالى بالعبادة ، وأنها تضيئ لأهل الأرض ؛ قاله ابن عباس ومجاهد والحسن . الثاني : هي بيوت بيت المقدس ؛ عن الحسن أيضا . الثالث : بيوت النبي صلى الله عليه وسلم ؛ عن مجاهد أيضا . الرابع : هي البيوت كلها " قاله عكرمة . (۱۲/۲۶۵)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : رجل ترك سنن الصلوٰة ، إن لم ير السنن حقا فقد كفر ، لأنه تركها استخفافا ، وإن رآها حقا فالصحيح أنه يأثم ، لأنه جاء الوعيد بالترك . كذا في محيط السرخسي . (۱/۱۱۲ ، كتاب الصلاة ، الباب التاسع في النوافل)

(۲) ما في الشامية " : قال الشامي رحمه الله تعالى : إن الإثم منوط بترك الواجب أو السنة المؤكدة على الصحيح لتصريحهم بأن من ترك سنن الصلوٰة الخمس قيل : لا يأثم ، والصحيح أنه يأثم . (۱/۲۲۰ ، كتاب الطهارة ، مطلب في السنة وتعريفها)

باب إدراک الفریضة

امام کے ساتھ نماز کو پالینا

جس کو رکوع نہیں ملا اسے رکعت نہیں ملی

مسئلہ(۵۵): بعض لوگ امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اپنی تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع کرتے ہیں اور امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوجاتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں وہ رکعت مل گئی، جبکہ صحیح یہ ہے کہ ان کو وہ رکعت نہیں ملی، امام کے فارغ ہونے کے بعد اس رکعت کی قضاء ضروری ہے، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ (۱)

امام کے ساتھ نماز میں شریک ہونے کیلئے انتظار

مسئلہ(۵٦): بعض لوگ امام کے ساتھ نماز میں شریک ہونے کیلئے کھڑے ہوکر انتظار کرتے ہیں، جب وہ قیام میں پہنچتا ہے یا قعدہ میں بیٹھتا ہے، تب تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک ہوتے ہیں، جب کہ حکم یہ ہے کہ امام کو جس حال میں پاؤ شریک ہوجاؤ۔ (۲)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " التنویر وشرحه مع الشامیة " : (ولو اقتدی بإمام راکع فوقف حتی رفع الإمام رأسه لم یدرک) المؤتم الرکعة ، لأن المشارکة في جزء من الرکن شرط ، ولم توجد فیکون مسبوقا ، فیأتي بها بعد فراغ الإمام . " الدر المختار " . وفي الشامیة : قال الشامي رحمه الله تعالی : وحاصله أن الاقتداء لا یثبت في الابتداء علی وجه یدرک به الرکعة مع الإمام إلا بإدراک جزء من القیام أو مما في حکمه وهو الرکوع لوجود المشارکة في أکثرها .

(۲/۵۱٦ ، کتاب الصلوة ، باب إدراک الفریضة ، قبیل باب قضاء الفوائت ، الفتاویٰ الهندیه : ۱/ ۱۲۰ ، کتاب الصلوة ، الباب العاشر فی إدراک الفریضة ، هدایه : ۱/۱۳۳ ، کتاب الصلوة)

الحجة علی ما قلنا :

(۲) ما في " اعلاء السنن " : عن عبد العزیز بن رافع ، عن أناس من أهل المدینة ، أن النبي ﷺ قال : " من وجدني قائما أو راکعا أو ساجدا فلیکن معي علی الحال التي أنا علیها " . رواه سعید بن منصور فی سننه . (۴/۳۲۵ ، باب إدراک الرکعة بإدراک الرکوع مع الإمام الخ) =

باب سجود السهو

سجدۂ سہو کے مسائل

سورۂ فاتحہ کے بجائے التحیات پڑھنا

مسئلہ(۵۷): اگر کوئی شخص بجائے فاتحہ کے التحیات، یا التحیات کے بجائے سورۂ فاتحہ پڑھ لے، تو دونوں صورتوں میں مصلي پر ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (۱)

= ما في " سنن أبي داود " : عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : " إذا جئتم إلى الصلاة ، ونحن سجود فاسجدوا ، ولا تعدوها شيئًا ، ومن أدرک الرکعة فقد أدرک الصلاة " .

(ص/ ۱۲۹ ، کتاب الصلاة ، باب الرجل یدرک الإمام ساجدا کیف یصنع)

ما في " جامع الترمذي " : عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال : قال النبي ﷺ : " إذا أتى أحدکم الصلاة والإمام على حال فلیصنع کما یصنع الإمام " . (۱/ ۳۳۳ ، أبواب السفر ، رقم الباب : "۴۱۳" ما ذکر فی الرجل یدرک الإمام وهو ساجد کیف یصنع ؟ رقم الحدیث : ۵۹۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الصحیح لمسلم " : عن عبد الله قال : " صلى بنا رسول الله ﷺ خمسا ، فقلنا : یا رسول الله ! أزید في الصلوة ؟ قال : وما ذاک ؟ قالوا : صلیت خمسا ، قال : إنما أنا بشر مثلکم أذکر کما تذکرون ، وأنسى کما تنسون ، ثم سجد سجدتي السهو " . (۳/ ۳۸۲ ، کتاب المساجد ومواضع الصلاة ، باب السهو في الصلاة والسجود له ، رقم الحدیث : ۱۲۸۴)

ما في " سنن النسائي " : عن معاویة (مرفوعا بلفظ) : " من نسي من صلوته شیئا فلیسجد مثل هاتین السجدتین " .

(۱/ ۲۰۷ ، کتاب السهو ، باب ما یفعل من نسي شیئًا من صلاته ، رقم الحدیث : ۵۹۴)

ما في " اعلاء السنن " : قوله علیه السلام : " إذا زاد الرجل أو نقص فلیسجد سجدتین " . رواه مسلم . [۳/ ۳۸۳ ، کتاب المساجد ومواضع الصلاة ، باب السهو فی الصلاة والسجود له ، رقم الحدیث : ۱۲۸۷] قوله : وعنه مرفوعًا الخ ، فیه دلالة على وجوب السجود لکل زیادة ونقصان ظاهرًا ..... وقاس فقهاء نا على المنصوص من الزیادة والنقصان ما عداهما من الزیادة على التشهد في الثانیة ، والتاخیر في الواجبات والفرائض وغیر ذلک .... والضابط في ذلک أن=

سورۂ فاتحہ سے پہلے بھول کر تشہد پڑھنا

مسئلہ (۵۸): اگر کوئی شخص فرض نماز کی پہلی یا دوسری رکعت میں، سورۂ فاتحہ پڑھنے سے پہلے بھول کر تشہد پڑھ لے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا، اور اگر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد تشہد پڑھ لے تو ضمِ سورۃ یعنی سورت کے ملانے میں تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (۱)

مسبوق پر سجدۂ سہو میں امام کی متابعت

مسئلہ (۵۹): مسبوق جس کی کوئی رکعت چھوٹ گئی، اس پر سجدۂ سہو میں امام کی متابعت لازم ہے نہ کہ سلام میں، لہٰذا وہ اپنے امام کے ساتھ سجدۂ سہو تو کریگا مگر سلام نہیں پھیرے گا، اگر یہ جانتے ہوئے بھی کہ میری نماز ابھی باقی ہے، امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگی، اور اعادہ لازم ہوگا، اور اگر بھول کر سلام پھیر دیا تو نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ ہی سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (۲)

= سبب وجوبه ترک الواجب الأصلي في الصلوة أو تغييره ، أو تغيير فرض منها عن محله الأصلي ساهيا ، لأن كل ذلک يوجب نقصانا في الصلوة . (۱۸۴/۷ ، ۱۸۵ ، باب في بقية أحكام السهو)
ما في " الهندية " : وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذلک إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو . (۱۲۷/۱ ، كتاب الصلاة ، الباب الثاني عشر في سجود السهو)
(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۹۴/۵، فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۰/۷)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الصحيح لمسلم " : عن عبد الله مرفوعًا قال : " إذا زاد الرجل أو نقص فليسجد سجدتين " . (۳۸۳/۳ ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة ، باب السهو في الصلاة والسجود له ، رقم الحديث : ۱۲۸۷)
ما في " اعلاء السنن " : فيه دلالة على وجوب السجود لكل زيادة ونقصان ظاهرًا ....
.... وقاس فقهائنا على المنصوص من الزيادة والنقصان ما عداهما من الزيادة على التشهد في الثانية ، والتاخير في الواجبات والفرائض وغير ذلک .
(۱۸۴/۷ ، ۱۸۵ ، باب في بقية أحكام السهو) =

نماز میں سورۂ فاتحہ کا تکرار

مسئلہ (٦٠): اگر کوئی شخص نماز میں بھول کر سورۂ فاتحہ کو دو بار مسلسل پڑھ لے، تو ضمِ سورت یعنی سورت ملانے میں تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، اور اگر ضمِ سورت کے بعد سورۂ فاتحہ کا اعادہ کرے تو سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا، اس طرح فرض نماز کی اخیری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کو دو بار مسلسل پڑھ لے تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (١)

= ما في " حلبي كبير " : لو تشهد في قيامه قبل قراء ة الفاتحة فلا سهو وبعدها يلزمه .
(ص/٤٦٠ ، فصل في سجود السهو ، الفتاوى الهندية : ١/١٢٧ ، الباب الثاني في سجود السهو ، البحر الرائق : ١٧٢/٢ ، باب سجود السهو) (فتاویٰ محمودیہ: ٤١١/٧)

الحجة على ما قلنا :

(٢) ما في " بدائع الصنائع " : وقال النبي ﷺ : " تابع إمامک على أي حال وجدته " . " لأن متابعة الإمام واجب " . (١/٧١٩ ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان من يجب عليه سجود السهو)
ما في " اعلاء السنن " : وإذا كان المأموم مسبوقا فسهى إمامه فيما لم يدركه فعليه متابعته في السجود .... لقول النبي ﷺ : " فإذا سجد فاسجدوا " .... وفي زيادة الترمذي فائدة : أن المؤتم يسجد مع إمامه لسهو الإمام ، ويؤيده ما في الصحيح : " إنما جعل الإمام ليؤتم به ، فلا تختلفوا عليه " . (١٦٦/٧ ، باب سقوط سجود السهو عن المؤتم بسهوه ولزومه عليه بسهو إمامه)
ما في " بدائع الصنائع " : ثم المسبوق إنما يتابع الإمام في السهو دون السلام ، بل ينتظر الإمام حتى يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو لا في سلامه ، وإن سلم فإن كان عامدًا تفسد صلاته وإن كان ساهيا لا تفسد ، ولا سهو عليه ، لأنه مقتد ، وسهو المقتدي باطل .
(١/٧٦٠ ، كتاب الصلوٰة ، فصل في بيان من يجب عليه سجود السهو)
مافي " قواعد الفقه " : " التابع تابع لا يفرد بالحكم " . (ص/٦٧)
ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : (والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقًا) سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده . " الدر المختار " . وفي الشامية : قوله : (والمسبوق يسجد مع إمامه) قيد بالسجود لأنه لا يتابعه في السلام ، بل يسجد معه ويتشهد ، فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء ، فإن سلم ، فإن كان عامدا فسدت ، وإلا لا ؛ ولاسجود عليه إن سلم سهوًا قبل الإمام أو معه .
(٥٤٦/٢ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو)

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " سنن النسائي " :عن معاوية (مرفوعًا بلفظ) : " من نسي من صلوته شيئًا فليسجد=

سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بجائے اللہ اکبر کہنا

مسئلہ (۶۱): اگر امام رکوع سے سر اٹھاتے وقت بجائے ''سمع الله لمن حمده'' کہنے کے ''الله أكبر'' کہے، یا سجدہ میں جاتے وقت بجائے ''الله أكبر'' کہنے کے ''سمع الله لمن حمده'' کہے تو سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا، کیوں کہ تکبیراتِ انتقال سننِ صلوٰۃ میں سے ہے، اور سجدۂ سہو کا وجوب ترکِ واجب، یا تاخیرِ واجب، یا تاخیرِ رکن سے ہوتا ہے۔ (۱)

= مثل هاتين السجدتين '' .

(۱/۲۰۷ ، كتاب السهو ، باب ما يفعل من نسي شيئاً من صلاته ، رقم الحديث : ۵۹۴)

ما في '' الصحيح لمسلم '' : قوله عليه السلام : '' إذا زاد الرجل أو نقص فليسجد سجدتين '' .

(۳/۳۸۳ ، كتاب المساجد ، باب السهو في الصلاة والسجود له)

ما في '' اعلاء السنن '' : وقاس فقهائنا على المنصوص من الزيادة والنقصان ما عداهما من الزيادة على التشهد في الثانية ، والتاخير في الواجبات والفرائض وغير ذلك .

(۷/۱۸۴، ۱۸۵ ، باب في بقية أحكام السهو)

ما في '' الفتاوى الهندية '' : ولو كررها : (أي الفاتحة) في الأوليين يجب عليه سجود السهو ، بخلاف ما لو أعادها بعد السورة أو كررها في الأخريين . وكذا في التبيين . (۱/۱۲۶ ، كتاب الصلاة ، الباب الثاني عشر في سجود السهو ، تبيين الحقائق : ۱/۳۷۳ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو ، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ص/۴۶۰ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو ، حلبي كبير : ص/۴۶۰ ، كتاب الصلاة ، فصل في سجود السهو)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' سنن النسائي '' : عن معاوية (مرفوعًا بلفظ) : '' من نسي من صلوته شيئًا فليسجد مثل هاتين السجدتين '' . (۱/۲۰۷ ، كتاب السهو ، باب ما يفعل من نسي شيئًا من صلاته ، رقم الحديث : ۵۹۴)

ما في '' اعلاء السنن '' : وتحت قوله ﷺ هذا قال صاحب اعلاء السنن : '' وأما الأذكار المسنونة التي لم تبلغ درجة الوجوب فلا سهو في الزيادة عليها والنقصان عنها '' . '' والله أعلم '' .

(۷/۱۸۵ ، كتاب الصلاة ، باب بقية أحكام السهو)

ما في '' الفتاوى الهندية '' : ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تاخيره أو تاخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت .... ولا يجب بترك التعوذ والبسملة في الأولى والثناء وتكبيرات الإنتقالات . (۱/۱۲۶ ، كتاب الصلاة ، الباب الثاني عشر في سجود السهو ، حلبي كبير : ص/۴۵۵ ، فصل في سجود السهو ، فتح القدير : ۱/۵۱۹ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو)

نمازِ وتر میں دعائے قنوت بھول جائے

مسئلہ (۶۲): اگرکوئی شخص نمازِ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے، اوررکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تواب اس کورکوع چھوڑ کر کھڑے ہوکر، یارکوع ہی میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ نماز پوری کرلے اورترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہوکرلے۔[1]

سجدۂ سہو کے بعد التحیات

مسئلہ (۶۳): سجدۂ سہوواجب ہونے کی صورت میں، سجدۂ سہوادا کرنے کے بعدصرف درود شریف اوردعاء ماثورہ پڑھنا کافی نہیں، بلکہ التحیات کا پڑھنا اورسلام کا پھیرنا دونوں واجب ہیں، کیوں کہ پہلے پڑھی ہوئی التحیات کا اعتبار سجدۂ سہو کی وجہ سے ساقط ہوگیا، اب اگر کوئی شخص بعد از سجدۂ سہو التحیات نہ پڑھے، تو نماز تو صحیح ہوگی مگر ترکِ تشہد (واجب) کی وجہ سے واجب الاعادہ ہوگی۔[2]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الصحيح لمسلم " : قوله عليه السلام : " إذا زاد الرجل أو نقص فليسجد سجدتين ".
(۳/۳۸۳ ، كتاب المساجد ، باب السهو في الصلاة والسجود له)

ما في " اعلاء السنن " : والضابط في ذلک أن سبب وجوبه ترک الواجب الأصلي في الصلوٰة ، أو تغييره ، أو تغيير فرض منها عن محله الأصلي ساهياً ، لأن كل ذلک يوجب نقصانا في الصلاة.
(۷/۱۸۵ ، كتاب الصلاة ، باب في بقية أحكام السهو) (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۱۷، ۴۱۸)

ما في " حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح " : أو تذكر القنوت في الركوع فإنه لا يعود ولا يقنت فيه لفوات محله .... ويسجد للسهو على كل حال لترک الواجب أو تأخيره .
(ص/۲۵۰ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو ، حلبي كبير :ص/۴۶۱ ، كتاب الصلاة ، فصل في سجود السهو ، الفتاوىٰ الهندية : ۱/۱۲۶ ، كتاب الصلاة ، الباب الثاني عشر في سجود السهو، فتح القدير : ۱/۵۲۰ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو)

ما في " الصحيح لمسلم بشرح النووي " : قوله عليه السلام : " إنما أنا بشر أنسىٰ كما تنسون فإذا نسي أحدكم فليسجد سجدتين وهو جالس " .
(۳/۳۸۳ ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة ، باب السهو في الصلاة والسجود له) =

سجدۂ سہو میں ایک ہی سجدہ کیا

مسئلہ (۶۴): کسی شخص کو نماز میں سہو ہوا، لیکن اس نے دو سجدوں کے بجائے ایک ہی سجدہ کیا تو یہ کافی نہیں ہوگا، کیوں کہ سہو میں دو سجدے کرنا ضروری ہے، لہٰذا نماز ناقص ادا ہونے کی وجہ سے واجب الاعادہ ہوگی، ایسی صورت میں اگر نمازیوں کے منتشر ہونے سے پہلے یاد آجائے تو اعادۂ صلوٰۃ با جماعت ضروری ہے، ورنہ علیحدہ علیحدہ ادا کرلیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

= (۲) ما في " جامع الترمذي " : عن عمران بن حصين : " أن النبي ﷺ صلىٰ بهم فسها فسجد سجدتين ثم تشهد ثم سلم " . وقال الترمذي : هذا حديث حسن غريب . (۱/۹۰ ، أبواب الصلاة ، باب ما جاء في التشهد في سجدتي السهو ، اعلاء السنن : ۷/۱۶۱ ، باب التشهد بعد سجود السهو)

ما في " اعلاء السنن " : والضابط في ذلک أن سبب وجوبه ترک الواجب الأصلي في الصلوٰة . اهـ . (۷/۱۸۵ ، كتاب الصلاة ، باب فی بقية أحكام السهو)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : ويجب أيضا (تشهد وسلام) لأن سجود السهو يرفع التشهد . " الدر المختار " . وفي الشامية : قوله : (يرفع التشهد) أي قراء ته حتى لو سلم بمجرد رفعه من سجدتي السهو صحت صلوٰته ، ويكون تاركاً للواجب ، وكذا يرفع السلام . إمداد . (۲/۵۴۱ ، باب سجود السهو)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " جمع الجوامع " : قوله عليه السلام : " لكل سهو سجدتان بعد ما يسلم " . (۶/۲۰ ، حرف اللام مع الكاف ، رقم الحديث : ۱۷۲۷۷ ، اعلاء السنن : ۷/۱۵۱ ، كتاب الصلاة ، باب وجوب سجود السهو وكونه بين السلامين ، رقم الحديث : ۱۸۶۹)

ما في " الهداية شرح البداية " : يسجد للسهو في الزيادة والنقصان سجدتين بعد السلام ، ثم يتشهد ، ثم يسلم . (۱/۱۳۶ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وكذا كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها . الدر المختار . وفي الشامية : قال الشامي رحمه الله تعالى : وإن النقص إذا دخل في صلاة الإمام ولم يجبر وجبت الإعادة على المقتدي أيضًا . (۲/۱۴۷ ، ۱۴۸ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب : كل صلاة أُديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها) (فتاویٰ رحیمیہ:۵/۱۸۶)

رکن کی ادائیگی میں شک ہو

مسئلہ (۶۵): اگر کسی شخص کو دورانِ نماز کسی رکن کے ادا کرنے یا ادا نہ کرنے میں شک ہو، اور وہ ایک رکن ادا کرنے یعنی تین مرتبہ "سبحان اللّٰہ" پڑھنے کے بقدر سوچتا ہی رہے، نہ قرأت میں مشغول ہوا اور نہ ذکر و تسبیح میں، تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور اگر سوچنے کے دوران نماز بھی پڑھتا رہا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (۱)

مسبوق بھول کر سلام پھیر دے

مسئلہ (۶۶): امام نے جب سلام پھیرا اور اس میں لفظ "السلام" کے میم پر پہنچا، اگر اسی وقت مسبوق کو یاد آ گیا اور وہ سلام پھیرنے سے رک گیا تب تو اس کے ذمہ سجدہ سہو نہیں، اور اگر اس کے بعد سلام پھیرا اور پھر یاد آ گیا تو اس کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہے، اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : واعلم أنه إذا شغله ذلک الشک فتفکر قدر أداء رکن ولم یشتغل حالة الشک بقراءة ولا تسبیح وجب علیه سجود السهو في جمیع صور الشک ، سواء عمل بالتحري أو بنی علی الأقل لتأخیر الرکن . الدر المختار . (۲/۵۶۲ ، کتاب الصلاة ، باب سجود السهو ، الفتاوی الهندیة : ۱/۱۳۱ ، ومما یتصل بذلک مسائل الشک والاختلاف الواقع بین الإمام والمأموم ، البحر الرائق : ۲/۱۸ ، کتاب الصلاة ، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : والمسبوق یسجد مع إمامه مطلقا . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (والمسبوق یسجد مع إمامه مطلقا) قید بالسجود لأنه لا یتابعه في السلام بل یسجد معه ویتشهد فإذا سلم الإمام قام إلی القضاء فإن سلم : فإن کان عامدًا فسدت وإلا لا ؛ ولا سجود علیه إن سلم سهوًا قبل الإمام أو معه ؛ وإن سلم بعد لزمه لکونه منفردًا حینئذ . بحر .

(۲/۵۴۶ ، ۵۴۷ ، کتاب الصلوٰة ، باب سجود السهو)

ما في " بدائع الصنائع " : وهل یلزمه سجود السهو لأجل سلامه ؟ ینظر : إن سلم قبل تسلیم الإمام ، أو سلم معًا لا یلزمه ؛ لأن سهوه سهو المقتدي ، وسهو المقتدي متعطل ، وإن سلم بعد تسلیم الإمام لزمه ، لأن سهوه سهو المنفرد فیقضي ما فاته ثم یسجد للسهو في آخر صلاته .

(۱/۷۲۱ ، کتاب الصلوٰة ، بیان من یجب علیه سجود السهو)

قعدۂ اخیرہ کے بعد رکعت چھوٹ جائے

مسئلہ(۶۷): اگر کسی شخص کو قعدۂ اخیرہ کے بعد رکعت چھوٹ جانے کا غالب گمان ہو، اور وہ اس رکعت کو ادا کرنے کیلئے سلام پھیرنے سے قبل یا سلام پھیرنے کے بعد متصلاً کھڑا ہو جائے، اور پھر اس کو یاد آئے کہ میں نماز مکمل پڑھ چکا ہوں تو یہ شخص فوراً بیٹھ کر سلام پھیرے، اور اگر کھڑے ہونے کی حالت میں سلام پھیر دے تو بھی جائز ہے مگر خلافِ سنت ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح " : (وإن قعد) الجلوس (الأخيرة) قدر التشهد (ثم قام) ولو عمدًا وقرأ وركع (عاد) للجلوس ، لأن ما دون الركعة بمحل الرفض (وسلم) فلو سلم قائما صح وترک السُنة ، لأن السُنة التسليم جالسًا (من غير إعادة التشهد) لعدم بطلانه بالقيام . (ص/۲۵۵ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وإن قعد في الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ، ولو سلم قائمًا صح . " الدر المختار " . وفي الشامية : قوله : (ثم قام) أي ولم يسجد . قوله : (عاد وسلم) أي عاد للجلوس ، لما مر أن ما دون الركعة محل للرفض ؛ وفيه إشارة إلى أنه لا يعيد التشهد ، وبه صرح في البحر ، قال في الإمداد : والعود للتسليم جالسًا سنة ، لأن السنة التسليم جالسًا ، والتيسلم حالة القيام غير مشروع في الصلاة المطلقة بلا عذر ، فيأتي به على الوجه المشروع ؛ فلو سلم قائمًا لم تفسد صلاته ، وكان تاركاً للسنة . اهـ . (۲/۵۵۳ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو ، البحر الرائق :۲/۱۸۴ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو)

باب سجود التلاوة

سجدۂ تلاوت کے مسائل

رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت

مسئلہ (۶۸): اگر کوئی شخص آیتِ سجدہ تلاوت کرنے کے بعد فوراً، یا دو تین چھوٹی آیتیں تلاوت کرنے کے بعد رکوع میں چلا گیا، اور رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی تو سجدہ ادا ہوجائے گا، اور اگر رکوع میں نیت نہ کرے تو سجدے میں بغیر نیت کے بھی سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے، لیکن اگر امام نے رکوع میں نیت کرلی اور مقتدیوں نے نہیں کی تو مقتدیوں کا سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوگا، بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کریں، پھر اپنے قعدۂ اخیرہ کا اعادہ کرکے سلام پھیر کر اپنی نماز مکمل کریں، اگر قعدہ کا اعادہ نہ کیا تو نماز فاسد ہوجائے گی، لہٰذا امام کو چاہیے کہ رکوع میں نیت نہ کرے، اگر نیت کرنی ہو تو نماز شروع کرنے سے پہلے اعلان کردے کہ کس رکعت میں سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، اور وہ کہاں نیت کرے گا، آیا رکوع میں، یا سجدے میں، تاکہ مقتدیوں کی نماز میں فساد پیدا نہ ہو، اور اگر رکوع میں نیت نہ کرے تو نماز کے سجدے میں بغیر نیت کے بھی دونوں کا سجدہ ادا ہوجائیگا۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وتؤدى بركوع وسجود .... في الصلاة .. .... لها ، وتؤدى بركوع صلاة إذا كان الركوع على الفور من قراء ة آية أو آيتين ، وكذا الثلاث على الظاهر كما في البحر إن نواه أي كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح ، وتؤدى بسجودها كذلك أي على الفور ، وإن لم ينو بالإجماع ، ولو نواها في ركوعه ولم ينوها المؤتم لم تجزه ، ويسجد إذا سلم الإمام ويعيد القعدة ، ولو تركها فسدت صلاته . كذا في القنية . الدر المختار . (۲/۵۸۶ ، ۵۸۷ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة ، حلبي كبير : ص/۵۰۵)

کیسٹ یا ٹیپ ریکارڈ پر آیتِ سجدہ

مسئلہ (۶۹): ۱- اگر کسی قاری یا متکلم کی قرأت وآواز کو کسی آلہ میں محفوظ کرلیا گیا ہوتو اس میں آیتِ سجدہ کے سننے سے سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ نقل اور عکس ہے، نیز ٹیپ ریکارڈ کا بھی یہی حکم ہے۔ (۱)

۲- لیکن ریڈیو میں تقاضۂ احتیاط یہ ہے کہ آیتِ سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت کیا جائے، بشرطیکہ اس سے اصل آواز براہِ راست سنائی دے رہی ہو، کوئی ریکاڈ کردہ آواز نہ ہو۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال العلامة الحصكفي : لا تجب بسماعه من الصدى والطير ومن كل تال حرفًا ولا بالتهجي . " أشباه " . الدر المختار . (۵۸۳/۲ ، باب سجود التلاوة)

ما في " بدائع الصنائع " : بخلاف السماع عن الببغاء والصدى ، فإن ذلک ليس بتلاوة ، وكذا إذا سمع من المجنون ، لأن ذلک ليس بتلاوة صحيحة لعدم أهليته لإنعدام التمييز .

(۴۴۲/۱ ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان من تجب عليه ، الفتاویٰ التاترخانية : ۴۸۷/۱ ، كتاب الصلاة ، الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة ، البحر الرائق : ۲۷/۲ ، باب سجود التلاوة ، الفتاویٰ الهندية : ۱۳۲/۱ ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة ، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ص/۴۸۶ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة)

(۲) ما في " بدائع الصنائع " : وأما سبب وجوب السجدة : فسبب وجوبها أحد شيئين : التلاوة أو السماع ، كل واحد منهما على حاله موجب ، فيجب على التالي الأصم ، والسامع الذي لم يتل . (۴۳۰/۱ ، كتاب الصلاة ، فصل فی سبب وجوب السجدة)

ما في " الهداية مع فتح القدير " : والسجدة واجبة ...... على التالي والسامع ، سواء قصد سماع القرآن أو لم يقصد لقوله عليه السلام : " السجدة على من سمعها وعلى من تلاها " . وهي كلمة إيجاب وهو غير مقيد بالقصد . (۱۳/۲ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة)

ما في " المصنف لإبن أبي شيبة " : وعن ابن عمر قال : " إنما السجدة على من سمعها " .

(۴۵۷/۱ ، رقم الباب [۲۰۷] من قال : السجدة على من جلس لها ومن سمعها)

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ص/۴۸۴ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة)

کاغذ پر آیت سجدہ بغیر تلفظ کے لکھے

مسئلہ (۷۰): اگر کوئی شخص کاغذ پر آیتِ سجدہ لکھے اور زبان سے اس کا تلفظ نہ کرے تو ایسے شخص پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا، کیوں کہ سجدۂ تلاوت کے وجوب کیلئے کلمۂ سجدہ کے ساتھ اکثر آیتِ سجدہ کا زبان سے پڑھنا یا سننا ضروری ہے، اور کتابت تلاوت نہیں ہے۔ (۱)

سونے والے سے آیتِ سجدہ سنے

مسئلہ (۷۱): اگر کسی شخص نے کسی سوئے ہوئے مکلّف آدمی سے آیتِ سجدہ سنی، تو اس سننے والے شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال العلامة الحصكفي : يجب بسبب تلاوة آية ..... السجدة . " الدر المختار " . وفي الشامية : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (بسبب تلاوة) احترز عما لو كتبها أو تهجأها فلا سجود عليه .

(۵۷۵/۲ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة)

ما في " حلبي كبير " : وكذا لا تجب بالكتابة أو النظر من غير تلفظ لأنه لم يقرأ ولم يسمع .

(ص/۵۰۰ ، ۵۰۱ ، كتاب الصلاة ، سجدة التلاوة)

ما في " البحر الرائق " : وفي إضافة السجود إلى التلاوة إشارة إلى أنه إذا كتبها أو تهجأها لا يجب عليه سجود . (۲۰۹/۲ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة)

ما في " فتح القدير " : قوله عليه السلام : " السجدة على من سمعها ،السجدة على من تلاها " . (۱۳/۲ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة ، تبيين الحقائق : ۵۰۰/۱ ، كتاب الصلوة ، باب سجود التلاوة)

ما في " جمهرة القواعد الفقهية " : الحكم ينتفي بانتفاء سببه ، سواء انتفىٰ لعذر أو غير عذر .

(۲۶۷/۲ ، رقم القاعدة :۸۵۴ ، المغني على مختصر الخرقي :۴۱۷/۵ ، كتاب اللقطة ، موسوعة القواعد الفقهية :۱۶۳/۴)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " البحر الرائق " : وإن سمعها من نائم اختلفوا فيه، والصحيح هو الواجب ، كذا في الخانية . (۲۱۳/۲ ، كتاب الصلوٰة ، باب سجود التلاوة ، الفتاوىٰ التاترخانية : ۴۸۸/۱ ، كتاب=

مصلي کا غیر مصلي سے آیتِ سجدہ سننا

مسئلہ (۷۲): کسی ایسے شخص نے جونماز نہیں پڑھ رہا ہے آیتِ سجدہ تلاوت کی ،اورنمازی نے اس کوسن لیا تو وہ نماز میں سجدۂ تلاوت ادا نہ کرے، بلکہ نماز سے فراغت کے بعدادا کرے۔ [1]

= الصلوٰة ، الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة ، خلاصة الفتاویٰ : ۱/۱۸۴ ، الفصل السابع عشر فی وجوب سجدة التلاوة)

ما في " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : " النائم كالمستيقظ في بعض المسائل : ومنها الثامنة عشر : " إذا تلا آية السجدة في نومه فسمعها رجل تلزمه السجدة كما لو سمع من اليقظان " .
(۱/۲۷۶)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال العلامة الحصكفي : ولو سمع المصلي السجدة من غيره لم يسجد فيها لأنها غير صلاتية ، بل يسجد بعدها . " الدر المختار " . وفي الشامية : قوله : (ولو سمع المصلي) أي سواء كان إماما أو مؤتما أو منفردا . وقوله : (من غيره) أي ممن ليس معه في الصلاة ، سواء كان إماما غير إمامه أو مؤتما بذلک الإمام أو منفردا أو غير مصل أصلاً اهـ .
(۲/۵۸۸ ، کتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة ، البحر الرائق : ۲/۲۱۴ ، کتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة)

ما في " بدائع الصنائع " : قال العلامة الكاساني : أما إذا سمع المصلي ممن ليس معه في الصلاة حيث يسجد خارج الصلاة ، لأن السجدة وجبت عليه ، وليست من أفعال الصلاة ، لأن تلک التلاوة ليست من أفعال الصلاة لعدم الشركة بينه وبين التالي في الصلاة ، وإذا لم تكن من أفعال الصلاة أمكن أدائها خارج الصلاة فيؤدى . (۱/۷۴۶ ، باب سجود التلاوة ، فصل في بيان محل أدائها ، الاختيار لتعليل المختار : ۱/۱۱۵ ، باب سجود التلاوة ، مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر : ۱/۲۳۳ ، کتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة)

باب سجدة الشكر

سجدۂ شکر

سجدۂ شکر کب ادا کرے؟

مسئلہ (۷۳): انسان کو جب کوئی نعمت حاصل ہو، یا کوئی خوشخبری ملے، یا کوئی مصیبت ٹل جائے تو اس کے لیے مفتیٰ بہ قول کے مطابق سجدۂ شکر کرنا مستحب ہے، لیکن نماز کے بعد متصلاً اور نماز کے بعد جس وقت میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، اس وقت میں سجدۂ شکر ادا کرنا بالاتفاق مکروہ ہے، کیوں کہ ناخواندہ لوگ اس کو واجب یا مسنون اعتقاد کریں گے (۱)، اور ہر ایسا امرِ مباح وجائز جو اس اعتقاد کی طرف مؤدی ہو وہ مکروہ ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وسجدة الشكر مستحبة . وبه يفتى . لأنها تكره بعد الصلاة لأن الجهلة يعتقدونها سنة أو واجبة ، وكل مباح يؤدي إليه فمكروه . " الدر المختار " .
وفي الشامية : قوله : (لكنها تكره بعد الصلوة) .... وما يفعل عقيب الصلوة فمكروه ، لأن الجهال يعتقدونها سنة أو واجبة ، وكل مباح يؤدي إليه فمكروه . انتهى .
(۲/۵۹۷ ، ۵۹۸ ، باب سجود التلاوة)

ما في " الفتاوى الهندية " : والمفتىٰ به أنها مستحبة لكنها تكره بعد الصلاة ، لأن الجهلة يعتقدونها سنة أو واجبة ، وكل مباح يؤدي إلى هذا الاعتقاد فهو مكروه ، وعلى هذا ما يفعل عقب الصلاة من السجدة مكروه إجماعا ، لأن العوام يعتقدونها أنها واجبة أو سنة ، وكل جائز أدى إلى اعتقاد ذلک كره ، ويكره أن يسجد شكرا بعد الصلوة في الوقت يكره فيه النفل .
(۱/۱۳٦ ، الباب الثالث في عشر سجود التلاوة)

(۲) ما في " المقاصد الشرعية للخادمي " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴٦)

باب صلاۃ المسافر

مسافر کی نماز

مسافتِ سفر کا آغاز

مسئلہ (۷۴): (الف) جو آدمی اپنے گھر سے اپنے شہر کے اندر ہی کسی مقام پر جانے کے لیے نکلے تو خواہ وہ کتنی ہی لمبی مسافت طے کرے، اگر اس کا ارادہ شہر کے اندر ہی اندر رہنے کا ہے تو وہ شرعاً مسافر شمار نہیں کیا جائے گا، اور اس کے لیے سفر کی وہ رخصتیں نہیں ہوں گی جو مسافتِ شرعی کے سفر سے متعلق ہیں۔[1]

(ب) جو آدمی اپنی آبادی وشہر سے باہر سفرِ شرعی کے ارادے سے نکلے، وہی شرعاً نماز میں قصر اور رمضان المبارک میں روزہ توڑنے کی اجازت کے مسئلہ میں مسافر ہوگا۔[2]

(ج) چھوٹے شہروں میں مسافتِ شرعی کا حساب اسی جگہ سے ہوگا جہاں شہر ختم ہوا ہے، یعنی شہر ختم ہونے کے بعد ۴۸ میل کا سفر کیا جائے تبھی وہ مسافر ہوگا۔[3]

(د) بڑے شہروں میں، جن کی آبادی میلوں تک پھیل گئی ہے، مسافتِ شرعی کا شمار کس مقام سے ہوگا؟ اس میں دو نقطۂ نظر ہیں، زیادہ حضرات کی رائے ہے کہ جہاں شہر ختم ہوتا ہے وہیں سے ۴۸ میل کی مسافت شمار کی جائے گی، دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جس محلّہ سے سفر شروع ہوا ہے وہیں سے مسافت کا شمار ہوگا، البتہ اس پر سبھوں کا اتفاق ہے کہ نماز میں قصر کا حکم شہر سے باہر نکلنے کے بعد ہی شروع ہوگا، اور اسی طرح واپس ہوتے وقت شہر میں داخل ہونے سے پہلے پہلے تک ہی قصر کرنا درست ہوگا۔[4]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " البحر الرائق " : قوله : (لا بمكة ومنى) ..... " قيد بالمصرين ومراده موضعان صالحان للإقامة لا فرق بين المصرين أو القريتين ، أو المصر والقرية للاحتراز عن نية الإقامة في=

جائے ملازمت کا حکم

مسئلہ (۷۵): (الف) جائے ملازمت وتجارت میں طویل اقامت کے ساتھ ذاتی مکان بھی بنالینا دائمی قیام کی نیت پر دلالت کرتا ہے، اس لیے مذکورہ جگہ وطنِ اصلی شمار کی جائیگی، کیوں کہ وطنِ اصلی میں تعدد ہوسکتا ہے، اس لیے وہاں چار رکعت والی نماز پوری کی جائیگی۔[۱]

(ب) جائے ملازمت وتجارت میں ذاتی مکان تو نہیں بنایا، بلکہ کرایہ کے مکان یا ادارہ وکمپنی کے فراہم کردہ مکان میں اہل وعیال کے ساتھ مستقل قیام کی نیت سے رہائش پذیر ہے، تو اس جگہ کو وطنِ اصلی کا حکم حاصل ہوگا، اور وہاں ہر حال میں اتمام کرے گا۔[۲]

= موضعين من مصر واحد أوقرية واحدة فإنها صحيحة لأنهما متحدان حكما ؛ ألا ترى أنه لو خرج إليه مسافرا لم يقصر . (۲/۲۳۳ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة المسافر)

(۲) ما في " تبيين الحقائق " : قال رحمه الله تعالى : (من جاوز بيوت مصره مريدا سيرا وسطا ثلاثة أيام) أي قدر مسيرة ثلاثة أيام لا حقيقة السير فيها حتى لو قطعه في يوم واحد قصر .
(۱/۵۰٦ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة المسافر)

(۳) (حوالہ بالا)

(۴) (حوالہ بالا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " بدائع الصنائع " : ثم الوطن الأصلي يجوز أن يكون واحدا أو أكثر من ذلک بأن كان له أهل ودار في بلدتين أو أكثر ولم يكن من نية أهله الخروج منها ، وإن كان هو ينتقل من أهل إلى أهل في السنة حتى أنه لو خرج مسافرا من بلدة فيها أهله ، ودخل في أي بلدة من البلاد التي فيها أهله فيصير مقيما من غير نية الإقامة . (۱/۴۹۸ ، كتاب الصلاة ، فصل فی بیان ما یصیر به المقيم مسافرًا ، البحر الرائق : ۲/۲۳۹ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة المسافر)

(فتاویٰ حقانیہ: ۳/۳۵۰، ۳۵۱)

ما في " الشامية " : (أوتأهله) أي تزوجه ، قال في شرح المنية : ولو تزوج المسافر ببلد ولم ينو الإقامة به فقيل: لا يصير مقيما ؛ وقيل : يصير مقيما ؛ وهو الأوجه ، ولو كان له أهل ببلدتين فأيتهما دخلها صار مقيما . (۲/۲۱۴) =

اقامت کیلئے نیتِ اقامت

مسئلہ (۷۶): ہم میں سے جس طالب علم یا معلم (استاذ) کا وطن ساڑھے ستہتر "۲/۱، ۷۷" کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، وہ اب دوبارہ جامعہ میں حاضر ہوا، اور پندرہ روز یا اس سے زائد یہاں ٹھہرنے کا قصد وارادہ ہے تو اسے نمازیں پوری پڑھنی ہوگی، کیوں کہ یہ اس کا وطنِ اقامت ہے۔ اتنی بات یاد رہے کہ کوئی بھی مقام اسی وقت وطنِ اقامت قرار پاتا ہے، جب کہ وہاں اقامت کی نیت کی ہو ورنہ نہیں۔ (۱)

سفر میں نمازیں قضا کرنا

مسئلہ (۷۷): فرائضِ اسلام میں نماز ایک اہم ترین فرض ہے، جو ہر مسلمان مرد وعورت، عاقل وبالغ پر فرض ہے، خواہ وہ صحیح ہو یا مریض، مقیم ہو یا مسافر، اس لئے بحالتِ سفر اس بات کی پوری کوشش کرنا واجب ہے کہ کوئی نماز نہ چھوٹے اور نہ قضا ہو، کیوں کہ نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنا یا قضا کرنا شرعاً گناہِ کبیرہ ہے۔ (۲)

= ما في " الفتاوى الهندية " : ولو انتقل بأهله ومتاعه إلى بلد وبقي له دور وعقار في الأول قيل : بقي الأول وطنًا له وإليه أشار محمد رحمه الله تعالىٰ . كذا في الزاهدي . (۱/۱۴۲)

(۲) (حوالہ بالا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الهداية " : السفر الذي يتغير به الأحكام أن يقصد مسيرة ثلاثة أيام ولياليها بسير الإبل ومشي الأقدام ، لقوله عليه السلام : " يمسح المقيم كمال يوم وليلة ، والمسافر ثلاثة أيام ولياليها . (۱/ ۱۴۵ ، باب صلاة المسافر)

ما في " الشامية " : وطن الإقامة .... وهو ما خرج إليه بنية إقامة نصف شهر .
(۲/ ۶۱۴ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة المسافر ، مطلب : في الوطن الأصلي ووطن الإقامة)

ما في " الهداية " : ولا يزال على حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوما أو أكثر . (۱/۱۴۶ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة المسافر)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿أقيموا الصلوٰة﴾ . [البقرة :۴۳] . وقال أيضًا : =

وطنِ اقامت اور وطنِ اصلی میں نماز

مسئلہ (۷۸): جامعہ کی حیثیت طلباء کے لئے وطنِ اقامت کی ہے، اگر کوئی طالب علم جامعہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کرے تو نماز پوری ادا کرنی ہوگی، اور اگر پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو وہ شرعاً مسافر ہی ہے، اور اگر کوئی طالب علم جامعہ سے ساڑھے ستہتر "۲/۱/۷۷" کلومیٹر، یا اس سے زائد اپنے وطنِ اصلی یا کسی اور مقام کی طرف سفر کرتا ہے تو وہ شرعاً مسافر ہوگا، اور دورانِ سفر چار رکعت والی نماز میں قصر کرے گا، جب وطن پہنچ جائے یا کسی اور مقام پر پندرہ روز اقامت کی نیت کرے تو وہ مقیم ہوگا، اب وہ نمازیں قصر نہیں کرے گا بلکہ پوری پڑھے گا۔(۱)

= ﴿إن الصلوٰة كانت على المؤمنين كتٰباً موقوتاً﴾ . (النساء : ۱۰۳)
ما في " الصحيح لمسلم " : قوله عليه السلام : " بني الإسلام على خمس : شهادة أن لا إله إلا الله، وإقام الصلاة " . الخ . (۳۲/۱ ، باب بيان أركان الإسلام ودعامة العظام)
ما في " الدر المختار مع الشامية " : إذ التاخير بلا عذر كبيرة ، لا تزول بالقضاء بل بالتوبة " الدر المختار" . وإنما يزول إثم الترک فلا يعاقب عليها إذا قضاها وإثم التاخير باق . (۵۱۸/۲ ، كتاب الصلاة ، باب قضاء الفوائت)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿وإذا ضربتم في الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلوٰة﴾ . (سورة النساء : ۱۰۱)
ما في " اعلاء السنن " : عن عمر قال :" صلاة المسافر ركعتان ، وصلا ة الجمعة ركعتان ، والفطر ركعتان ، والأضحى ركعتان ، تمام غير قصر ، على لسان محمد ﷺ " . رواه ابن ماجة والنسائي وابن حبان . وإسناده صحيح . (۲۸۶/۷ ، باب وجوب القصر في السفر وكراهة الاهتمام)
ما في التنوير وشرحه مع الشامية " : (صلى الفرض الرباعي ركعتين ولو عاصيا بسفره حتى يدخل موضع مقامه أو ينوي إقامة نصف شهر بموضع صالح لها) من مصر أو قرية (فيقصر إن نوى الإقامة (في أقل منه) أي في نصف شهر . التنوير وشرحه .
(۶۰۳/۲ ، ۶۰۶ ، باب صلاة المسافر ، البحرالرائق : ۲۳۰/۲ ، باب صلاة المسافر)
ما في " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : " المشقة تجلب التيسير " . (۲۷۶/۱)

سفر میں سنتوں کا حکم

مسئلہ(۷۹): اگر مسافر برسرِ سفر ہے، کسی جگہ نماز کے لئے ہی ٹھہرا ہے، اور سنن میں مشغول ہونے سے گاڑی کی آمد ورفت کے وقت ہجوم کی وجہ سے گاڑی میں چڑھنا ، اور اپنی سیٹ تک پہنچنا دشوار ہو، یا گاڑی چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو، یا کوئی اور عجلت درپیش ہو تو سنتیں پڑھنے کی ضرورت وتاکید نہیں ہے ،صرف فرض پر اکتفاء کرے ،لیکن اگر اپنی پرائیویٹ گاڑی سے سفر کررہا ہو اور کسی قسم کی عجلت بھی نہ ہو تو سنن پڑھنا افضل ہے، اور یہی قول راجح ہے۔[1]

نوٹ: سنتیں جب بھی پڑھی جائیں گی تو پوری پڑھی جائیں گی ان کا قصر نہ ہوگا۔[2]

دورانِ سفر چھوٹی ہوئی نمازوں میں قصر یا اتمام؟

مسئلہ(۸۰): جن طلباء یا اساتذہ کا وطن ساڑھے ستہتر ''۱/۲ :۷۷'' کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، اور دورانِ سفر ان کی نمازیں قضاء ہوگئی ہوں تو وہ جامعہ میں آکر اپنی دورانِ سفر چھوٹی ہوئی نمازوں کو قصر کے ساتھ پڑھیں گے، اور اگر کوئی عین سورج غروب ہونے کے وقت، سفر سے واپس ہوکر اپنے وطنِ اقامت (جامعہ) میں داخل ہوا تو قصر کریگا، ورنہ اتمام کرے گا۔[3]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ويأتي المسافر بالسنن إن كان في حال أمن وقرار ، وإلا بأن كان في خوف وفرار لا يأتى بها " هو المختار " . " الدر المختار " . قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (هو المختار) وقيل : الأفضل الترك ترخيصًا ، وقيل : الفعل تقرباً ، وقال الهندواني : الفعل حال النزول ، والترک حال السير ...... قال في شرح المنية : والأعدل ما قاله الهندواني اهـ . قلت : والظاهر أن ما في المتن هو هذا ، وأن المراد بالأمن والقرار النزول ، وبالخوف والفرار السير . (۲/۶۱۳ ، باب صلوٰة المسافر ، الفتاوىٰ الهندية : ۱/۱۳۹ ، الباب الخامس عشر في صلوٰة المسافر)

ما في " البحر الرائق " : وفي التجنيس : والمختار أنه إن كان حال أمن وقرار يأتي بها لأنها =

قصر واتمام میں مکہ ومنیٰ ایک ہی شہر شمار ہوگا

مسئلہ (۸۱): جناب نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک اوراس کے بعد کے ادوار میں، منیٰ کی آبادی مکہ مکرمہ کی آبادی سے بالکل الگ اور خاصے فاصلے پرتھی، مکہ معظّمہ اور منیٰ کو دوالگ الگ آبادیاں شمار کیا جاتا تھا، اس لیے اگر کوئی شخص مکہ اور منیٰ دونوں میں ملاکر پندرہ ایام کے قیام کی نیت کرتا تھا تو بھی اس پر مسافر کے احکام جاری ہوتے تھے، اوروہ مقیم کی امامت میں نماز ادا نہ کرنے کی صورت میں قصر کرتا تھا، مگراب صورتِ حال بدل چکی، مکہ مکرمہ کی آبادی بڑھتے بڑھتے منیٰ تک ہی نہیں بلکہ اس سے آگے پہنچ چکی، اور منیٰ سرکاری طور پر بھی بلدیہ مکہ مکرمہ کا حصہ بن چکا ہے، جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے ایک خط کے جواب میں امام وخطیبِ مسجدِ حرام، الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل فرماتے ہیں:

’’دورِحاضر میں شہر منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک حصہ بن چکا ہے، اور مکہ مکرمہ کی آبادی نے نہ صرف اس کا احاطہ کیا بلکہ وہ حدودِ عرفہ تک بڑھ چکی، اسی بنا پر منیٰ مکہ مکرمہ کے محلوں میں داخل

= شرعت مكملات ، والمسافر إليه محتاج ، وإن كان حال خوف لا يأتي بها لأنه ترك بعذر اهـ .
(۲/۲۳۰ ، كتاب الصلاة ، باب المسافر)

(۲) ما في " البحر الرائق " : وقيد بالفرض لأنه لا قصر في الوتر والسنن . (۲/۲۲۹)
(فتاویٰ محمودیہ: ۷/۵۱۶)

الحجة على ما قلنا :

(۳) ما في " الدر المختار مع الشامية " : والقضاء يحكي أي يشابه الأداء سفرًا وحضرًا لأنه بعد ما تقرر لا يتغير . " الدر المختار " . وفي الشامية : قوله : (سفرًا وحضرًا) أي فلو فاتته صلاة السفر وقضاها في الحضر يقضيها مقصورة كما لو أداها .
(۲/۶۱۸ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة المسافر ، مطلب : في الوطن الأصلي ووطن الإقامة)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : والمعتبر في تغيير الفرض آخر الوقت ، وهو قدر ما يسع التحريمة ، فإن كان المكلف في آخره مسافرًا وجب ركعتان وإلا فأربع . وفي الشامية : قوله : (وجب ركعتان) أي وإن كان في أوله مقيمًا . وقوله : (وإلا فأربع) أي وإن لم يكن في آخره مسافرًا بأن كان مقيمًا في آخره فالواجب أربع .
(۲/۶۱۳ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة المسافر ، قبيل مطلب في الوطن الأصلى ووطن الإقامة)

ہو چکا، اور منیٰ جانے والا شخص مسافر شمار نہیں ہوتا، اور نہ حاجی کے لیے قصر جائز ہے، اور نہ منیٰ میں جمع بین الصلوٰتین جائز ہے (ان علماء کے قول کے مطابق جو اس کے قائل ہیں)، کیوں کہ منیٰ میں قصر کی علت سفر ہے، اور منیٰ میں جانے والا شخص حدودِ مکہ سے نکلا ہی نہیں، نیز سعودی حکومت منیٰ کو شہر معظم مکہ مکرمہ کا ایک محلّہ ہی گردانتی ہے، اور منیٰ میں تعمیرات سے روکنا مصلحتِ عامہ کی خاطر ہے۔"(۱)

شیخ کی اس تحریر سے معلوم ہو رہا ہے کہ مکہ مکرمہ اور منیٰ دونوں بلدِ واحد (ایک شہر) کے حکم میں ہیں، اس لیے حاجی ان دونوں مقاموں کے قیام میں پندرہ دنوں کی نیت کرے تو قصر نہیں بلکہ اتمام کرے گا، جیسے کوئی شخص کسی بڑے شہر کے دو مقاموں میں پندرہ روز کے قیام کی نیت کرے تو وہ مقیم کہلائے گا اور نمازوں میں اتمام کرے گا۔

فقہاء کرام نے اتمام سے جو منع فرمایا تھا، اسکی وجہ اور علت ماضی بعید میں مکہ اور منیٰ دونوں کی آبادیوں کا الگ الگ ہونا تھا، جو اب ختم ہو چکی ہے، اور جب علتِ منع ختم ہو چکی تو ممنوع بھی ختم ہوگا، قاعدۂ مسلمہ ہے:" إذا زال المانع عاد الأصل " (جب مانع ختم ہو تو اصل لوٹ آئے گا)، اور قیام کی حالت میں اصل اِتمام ہے۔

صاحب البحر الرائق، کنز الدقائق کے متن" لا بمكة ومنىٰ " کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ماتنِ کنز الدقائق نے " لا بمكة ومنى " میں دو شہروں کی قید اس لیے لگائی کہ اگر دو ایسے مقام جو اقامت کی صلاحیت رکھتے ہوں، میں کوئی شخص پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرے تو وہ مقیم نہیں ہوگا، اس میں اس سے احتراز مقصود ہے کہ اگر ایک ہی شہر کے دو مقاموں، یا ایک ہی گاؤں کے دو مقاموں میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرے تو یہ نیتِ اقامت صحیح ہوگی، کیوں کہ ایک شہر کے دو مقام یا ایک گاؤں کے دو مقام حکماً ایک ہی ہیں۔"(۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) قال الشيخ محمد بن عبد الله السّبيّل : " إن منىٰ أصبحت اليوم جزءًا من مدينة مكة بعد أن=

دورِ حاضر میں چوں کہ مکہ اور منیٰ ایک ہی شہر شمار ہورہے ہیں، اس لئے اگر حاجی دونوں مقاموں کے قیام کو ملا کر پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرتا ہے تو وہ مقیم ہوگا، اور اپنی نمازیں پوری پڑھے گا قصر نہیں کرے گا۔

= اکتنفها بنيان مكة وتجاوزها إلى حدود عرفة ، وبناء على هذا فإنها قد أصبحت اليوم من احياء مدينة مكة ، فلا يعد الذاهب إليها من مكة مسافرًا ، وبناء عليه فإنه لا يجوز للحاج أن يقصر ولا أن يجمع بها على قول من يقول من العلماء : ان العلة في القصر بمنى إنما هو من أجل السفر ، لأن الذاهب إلى منٰى لم يخرج عن حدود مكة ، إن حكومة المملكة العربية السعودية تعد منٰى من مكة على اعتبار أنها من احياء ها إلا أن الحكومة تمنع البناء فيها لمصلحة عامة " .

(شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کے ایک خط کے جواب میں امام وخطیب مسجد حرام کی تحریر)

(۲) ما في " البحر الرائق " : قيد بالمصرين ومراده موضعان صالحان للإقامه لا فرق بين المصرين أو القريتين أو المصر والقرية للاحتراز عن نية الإقامة في موضعين من مصر واحد أو قرية واحدة فإنها صحيحة لأنهما متحدان حكمًا ، ألا ترى أنه لو خرج إليه مسافرًا لم يقصر .

(۲/۲۳۳ ، كتاب الصلاة ، باب المسافر)

باب الجمعة

جمعہ کے مسائل

خطبہ کے دوران خاموش رہنا

مسئلہ(۸۲): خطبہ کے دوران بالکل خاموش رہنا واجب ہے، اور حدیث میں یہ وارد ہے کہ اگر کوئی شخص بول رہا ہو تو اسے چپ کرانے کے لئے بولنا بھی ناجائز ہے، لہٰذا جب امام آیتِ کریمہ ﴿إن الله وملٰئكته يصلون على النبي﴾ الخ۔ پڑھے تو مقتدیوں کو دل ہی دل میں درود شریف پڑھنا چاہیے، زبان سے پڑھنا درست نہیں، خطبے کے دوران جب نماز پڑھنا ناجائز ہے تو درود شریف پڑھنا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن ابن شهاب قال : أخبرني سعيد بن المسيب : أن أبا هريرة أخبره أن رسول الله ﷺ قال : " إذا قلت لصاحبک يوم الجمعة : أنصت ، والإمام يخطب فقد لغوت " .

(۱۲۷/۱ ، كتاب الجمعة ، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب ، وإذا قال لصاحبه انصت الخ)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : كل ما حرم في الصلاة حرم فيها أي في الخطبة . الدر المختار . (۳۵/۳ ، كتاب الصلاة ، باب الجمعة ، مطلب في شروط وجوب الجمعة)

ما في " فيض الباري على صحيح البخاري " : وهو واجب على القوم ، ويجوز للإمام أن يأمر وينهٰى عند الحاجة وخلال الجمعة ، وللقوم أن يمنعوا بالإشارة من كان يلغط .

(۴۳۸/۲ ، كتاب الجمعة ، باب الاستماع إلى الخطبة ، لامع الدراري على صحيح البخاري : ۲۸/۲ ، كتاب الجمعة ، الإنصات عند خروج الإمام أو عند الخطبة)

ما في " الدر المختار مع الشامية ": وإن صلى الخطيب على النبي ﷺ إذا قرأ آية : ﴿صلوا عليه﴾ فيصلي المستمع سِرًّا بنفسه ، وينصت بلسانه عملاً بأمري " صلوا " و" أنصتوا " . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (فلا يأتي بما يفوت الاستماع الخ) سيأتي في باب الجمعة : أن كل ما حرم في الصلاة حرم في الخطبة ، فيحرم أكل وشرب وكلام ولو تسبيحًا ، أو ردّ سلام أو أمرًا بمعروف إلا من الخطيب ، لأن الأمر بالمعروف منها بلا فرق بين قريب وبعيد في الأصح .

(۲۶۷/۲ ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، قبيل فروع في القراءة خارج الصلاة)

نمازِ جمعہ چھوٹ جائے

مسئلہ (۸۳): جس گاؤں میں ایک ہی جگہ نمازِ جمعہ پڑھی جاتی ہو وہاں کسی شخص کی نماز جمعہ چھوٹ جائے تو وہ ظہر کی نماز ادا کرے، نہ کہ جمعہ کی۔(۱)

فصل في دفن الميت

دفن میت سے متعلق

دفن کے بعد میت کے سرہانے اور پیروں کی جانب دعا

مسئلہ (۸۴): دفن کے بعد میت کے قریب سرہانے ہوکر، سورۂ فاتحہ یا سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات تا ﴿أولٰئک هم المفلحون﴾ ، اور پیروں کی جانب کھڑے ہوکر سورۂ بقرہ کا آخری رکوع ﴿لله ما في السموات والأرض﴾ تا آخر پڑھنا، اور میت کو ایصالِ ثواب کرکے اس کے لئے سہولتِ سوال وجواب، تخفیفِ ہولِ قبر واثبات علی الایمان کی دعا کرنا مستحب ہے۔(۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : أهل مصر فاتتهم الجمعة فإنهم يصلون الظهر بغير أذان ولا إقامة ولا جماعة . الدر المختار . (۳/۳۳ ، كتاب الصلاة ، باب الجمعة ، مطلب فى شروط وجوب الجمعة) (فتاویٰ محمودیہ:۸/۳۵، باب صلاۃ الجمعۃ)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " السنن الكبرى للبيهقي " : عن عبد الله بن عمر قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " إذا مات أحدكم فلا تحبسوه ، وأسرعوا به إلى قبره ، وليقرأ عند رأسه فاتحة الكتاب ، وعند رجليه بخاتمة البقرة في قبره " . (۷/۱۶ ، باب على من مات من أهل القبلة ، باب زيارة القبور ، رقم الحديث : ۹۲۹۴ ، مشكوٰة المصابيح : ص/۱۴۹ ، باب دفن الميت ، الفصل الثالث)

ما في " الشامية " : وكان ابن عمر يستحب أن يقرأ على القبر بعد الدفن أول سورة البقرة و خاتمتها . (۳/۱۴۳ ، صلاة الجنازة ، مطلب : في دفن الميت)

(فتاویٰ رحیمیہ: ۷/۶۴، فتاویٰ محمودیہ: ۹/۱۴۵، ۱۴۶، امداد الفتاویٰ: ۱/۵۷۲، ۵۷۳)

کتاب الزکاۃ

زکوۃ کے مسائل

سونے چاندی میں نصابِ حرمتِ زکوٰۃ ووجوبِ زکوٰۃ

مسئلہ (۸۵): زکاۃ سے متعلق نصوص اورعام فقہاء کی تصریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جیسے سونا وچاندی میں سے ہرایک خلقۃً ،طبعًا ،اوراستعمالاً ثمن ہے [۱]،اسی طرح نصابِ زکاۃ میں بھی دونوں میں سے ہرایک کا نصاب مستقل ہے،دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے پر متفرع نہیں ہے [۲]،مگر یہ حقیقت ہے کہ چاندی کے نصاب سے متعلق نصوص زیادہ ہیں ،اور وہ قوت میں بھی فائق ہیں اسی لئے چاندی کا نصاب اتفاقی ہے اور سونے کے نصاب کی بابت کچھ اختلاف رہا ہے [۳]، بلکہ مشہور تابعی حضرت عطاءؒ کا بیان تو یہ ہے کہ اس عہد میں چاندی ہی زیادہ رائج تھی یعنی دراہم نہ کہ دینار۔

آج کے اس دور میں سونے اور چاندی کے نصاب کی مالیت میں زمین وآسمان کا فرق واقع ہو چکا ہے،اس لئے نصابِ حرمتِ زکوٰۃ ووجوبِ زکوۃ کی کم سے کم مقدار نصابِ چاندی سے مقرر کی جائے تو یہ انفع للفقراء واحوط لغیر ہم ہے،انفع للفقراء اس طرح کہ جس کے پاس بھی نصاب چاندی کی مقدار میں مال ہوگا وہ زکوۃ نکالے گا ،جس میں فقراء کا فائدہ ہے،اور احوط لغیر ہم اس طرح کہ جس کے پاس بھی نصاب چاندی کی مقدار میں مال ہوگا وہ زکوۃ لے گا نہیں بلکہ دے گا،اور یہ دونوں باتیں اس کے حق میں اولیٰ وبہتر ہیں۔[۴]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " فقه الزكاة " : الذهب والفضة معدنان نفيسان ناط الله بهما من المنافع ما لم ينط بغيرهما من المعادن، ولندرتهما ونفاستهما أقدمت أمم كثيرة منذ عهود بعيدة على اتخاذهما نقودا وأثمانا للأشياء . (ص/۱۷۱ ، زكاة الفضة والذهب)

ما في " فقه الزكاة " : ويبدو أن النقود الفضية كانت هي الشائعة والكثيرة للاستعمال عند =

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

= العرب في عصر النبوة ، لهذا نصت عليها الأحاديث المشهورة التي بينت مقادير الصدقات المفروضية وأنصبتها ، فصرحت بنصاب الدراهم ، كما صرحت بمقدار الواجب فيها ، وعلم منها أن نصاب الفضة مئتا درهم ، وهذا مما لم يخالف فيه أحد من علماء الإسلام . (ص/۱۷۷)

(۲) ما في " صحيح البخاري " : عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ قال : ليس فى ما دون خمس أوسق من التمر صدقة ، وليس فيما دون خمسة أواق من الورق صدقة ، وليس فيما دون ذود من الإبل صدقة . (۱/۱۹۶ ، الزكاة ، باب ليس فيما دون خمس ذود صدقة ، الصحيح لمسلم : ۱/۳۱۵ ، الزكاة)

(۳) ما في " فقه الزكاة " : وأما النقود الذ هبية (الدنانير) فلم يجئ في نصابها أحاديث في قوة أحاديث الفضة وشهرتها ، ولذا لم يظفر نصاب الذهب بالإجماع كالفضة ، غير أن الجمهور الأكبر من الفقهاء ذهبوا إلى أن نصابه عشرون دينارًا ، وروي عن الحسن البصري : أن نصابه أربعون دينارًا ، وروي عنه مثل قول الأكثرين ، ونصاب الذهب معتبر في نفسه ، وخالف في ذلک طاوس فاعتبر في نصابه التقويم بالفضة ، فما بلغ منه ما يقوّم بمئتي درهم وجبت فيه الزكاة ، وحكى مثله عن عطاء والزهري وسليمان بن حرب و أيوب السختياني .

(ص/۱۷۷ ، زكاة الذهب والفضة)

(۴) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولو بلغ بأحدهما نصابا وخمسا وبالآخر أقل ، قوّمه بالأنفع للفقير . سراج . " الدر المختار " . (۳/۲۲۹ ، كتاب الزكاة ، باب زكاة المال)

ما في " الفقه الإسلامي وأدلته " : ويرى كثير من علماء العصر أن النقود تقدر بسعر الفضة احتياطا لمصلحة الفقراء ، ولأن ذلک أنفع لهم ، وأرى الأخذ بهذا الرأي ؛ لأنه يفتى بما هو أنفع للفقراء .

(۳/۱۸۲۱ ، كتاب الزكاة ، المبحث الخامس : المطلب الأول : زكاة النقود)

حوائجِ اصلیہ میں کون کونسی چیزیں داخل ہیں؟

مسئلہ(۸۶): وجوبِ زکاۃ کیلئے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ آدمی کے پاس جو مال ہے وہ اس کی حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو، اور حوائجِ اصلیہ میں درجہ ذیل امور معتبر ہیں۔

(۱) اپنے اور اپنے اہل وعیال، نیز زیرِ کفالت رشتہ داروں سے متعلق روزمرہ کے اخراجات۔

(۲) رہائشی مکان، کپڑے، سواری، آلاتِ صنعت وحرفت، مشین اور دیگر وسائلِ رزق جن کے ذریعہ کوئی شخص اپنی روزی کماتا ہے۔(۱)

(۳) حوائجِ اصلیہ کے مد میں ضروریاتِ زندگی، اور روزمرہ پیش آنے والے اخراجات داخل ہیں، اور اعتبار سال بھر کے اخراجات کا ہوگا، اور آئندہ سال کی ضرورت کے لئے جو سرمایہ محفوظ رکھا جائیگا، زکوۃ نکالتے وقت حوائجِ اصلیہ میں شمار ہوکر اموالِ زکاۃ سے منہا (وضع) نہیں کیا جائیگا۔(۲)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : وسببه افتراضها ملك نصاب حولي .... تام ..... فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد ، سواء كان لله كزكاة وخراج أو للعبد ولو كفالة أو مؤجلاً ولو صداق زوجته المؤجل للفراق ونفقة لزمته بقضاء أو رضًا . " التنوير وشرحه " .
(۳/۱۷۴ – ۱۷۷ ، كتاب الزكاة ، مطلب الفرق بين السبب والشرط والعلة)

(۲) ما في " الهداية " : وليس في دور السكنى وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة ، وسلاح الاستعمال زكوٰة ، لأنها مشغولة بالحاجة الأصلية وليست بنامية أيضًا ، وعلى هذا كتب العلم لأهلها وآلات المحترفين لما قلنا . (۱/۱۶۶ ، كتاب الزكاة ، الشامية : ۲/۶ و ۳/۱۷۸ ، كتاب الزكاة ، مطلب فی زكاة المبيع وفاء)

ما في " النتف في الفتاوى " : واعلم أن المال على وجهين : مال حاضر ، ومال غائب ، فأما الحاضر فعلىٰ ثلاثة أوجه : الأول : مثل الحبوب لمنفعة البيت ، أو المماليك للخدمة ، والدواب للركوب ، والمنازل للمسكن ، والأثواب للبس ، والأمتعة للحاجة ونحوها ، فليس في شيء منها زكاة وإن كثرت وعظمت قيمتها .
(ص/۱۱۰ ، كتاب الزكاة ، ما تجب فيه الزكاة ، المال الحاضر والغائب)

سونے چاندی کا مقرر کردہ موجودہ نصاب

مسئلہ (۸۷): اگر کسی شخص کے پاس سونے اور چاندی کا مقرر کردہ نصاب ساڑھے باون تولہ (۵۲/۱/۲) یعنی چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام (۶۱۲/۳۵) چاندی، یا ساڑھے سات تولہ (۷/۱/۲) یعنی موجودہ مقدار ستاسی گرام چار سو اُناسی ملی گرام (۴۷۹، ۸۷) سونا نہیں ہے، تو فی الحال جتنے روپئے میں ساڑھے باون تولہ (۵۲/۱/۲) چاندی خریدی جاسکے، اتنے روپیے کے مالک کو صاحبِ نصاب قرار دیا جائیگا، اوران روپیوں میں ڈھائی فیصد (۲/۱/۲٪) کے حساب سے زکاۃ واجب ہوگی[۱]، اوراگر کسی کے پاس سونا اور چاندی ہوں مگر دونوں نصاب کو نہ پہونچتے ہوں، تو اگر دونوں کی مجموعی قیمت، چاندی کے نصاب کی قیمت کے بقدر ہوجائے تب بھی ڈھائی فیصد (۲/۱/۲٪) کے حساب سے زکاۃ واجب ہوگی۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : فأفاد أن التقويم إنما يكون بالمسكوك عملا بالعرف متقوما بأحدهما إن استويا ، فلو أحدهم أروج تعين التقويم به ، ولو بلغ بأحدهما نصاباً دون الآخر تعين ما يبلغ به ، ولو بلغ بأحدهما نصابا وخمسا وبالآخر أقل ، قومه بالأنفع للفقير ربع عشر ، وفي كل خمس بضم الخاء بحسابه ففي كل أربعين د رهماً درهمٌ ، وفي كل أربعة مثاقيل قيراطان . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (يتعين التقويم به) أي إذا كان يبلغ به نصابا لما في النهر عن الفتح : يتعين ما يبلغ نصابا دون ما لا يبلغ ، فإن بلغ بكل منهما ، وأحدهما أروج تعين التقويم بالأروج . (۲۲۸/۳، ۲۲۹ ، كتاب الزكاة ، باب زكاة المال ، كذا فى مجمع البحرين وملتقى النيرين :ص/۱۸۹ ، كتاب الزكاة ، فصل فى زكاة النقدين)

ما في " النتف في الفتاوى " : وأما التي في المال : أحدهما : النصاب الكامل ، ونصاب الذهب عشرون مثقالا ، ونصاب الفضة مائتا درهم . (ص/۱۰۹ ، كتاب الزكاة ، شروطها فى المال النصاب)

(۲) ما في " الفتاوى التاتر خانية " : ويضم الذهب إلى الفضة ، والفضة إلى الذهب ، ويكمل إحدى النصابين بالآخر عند علمائنا ، بخلاف البقر مع الإبل .... وفي الينابيع : يريد به أي يقوم الذهب بالدراهم ، وينظر إن بلغ نصابا بالدراهم تجب فيها الزكاة وإلا فلا . (۱۳/۲ ، كتاب الزكاة ، الفصل الثانى فى زكاة المال ، كذا فى بدائع الصنائع :۴۱۱/۲ ، كتاب الزكاة ، فصل فى مقدار الواجب)

وجوبِ ادائے زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار

مسئلہ(۸۸): زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جبکہ نصابِ زکوٰۃ پر قمری (اسلامی) سال کے اعتبار سے پورا سال گزر جائے، انگریزی سال کا اعتبار نہیں ہوگا، مثلاً: اگر کوئی شخص رجب المرجب کی ٦ تاریخ کو صاحبِ نصاب ہوا تو آئندہ سال ٦ رجب المرجب کو اس کے نصاب پر سال پورا ہوگا اور ادائیگی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۱)

پیشگی زکوٰۃ

مسئلہ(۸۹): اگر کوئی شخص نصاب پر سال گزرنے سے پہلے ہی پیشگی زکوٰۃ ادا کردے تو جائز ہے، سال پورا ہونے پر نصاب باقی ہے تو یہ پیشگی ادا کردہ زکوٰۃ، زکوٰۃ ہوگی، ورنہ صدقۂ نافلہ ہوگی (۲)، نیز زکوٰۃ کی ادائیگی کے وجوب کیلئے کوئی مہینہ یا تاریخ متعین نہیں ہے، بلکہ جس دن نصاب پر سال پورا ہو، اسی تاریخ کو زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوگی، مگر بہت سے لوگ رمضان المبارک میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، بعض تو وہ ہوتے ہیں کہ رمضان ہی میں ان کے نصاب پر سال پورا ہوتا ہے وہ وقت ہی پر ادا کررہے ہیں، اور بعض وہ ہوتے ہیں کہ ان کے نصاب پر سال پہلے ہی پورا ہو چکا ہوتا ہے، ان کیلئے بہتر یہ تھا کہ جس وقت سال پورا ہو اسی وقت ادا کرتے، کیوں کہ اداءِ زکوٰۃ میں تاخیر کرنا مکروہِ تحریمی ہے (۳)، اور بعض وہ

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وحولها أي الزكاة قمري " بحر عن القنية " لا شمسي ، وسيجيئ الفرق في العنين . " الدر المختار " . وفي الشامية : قوله : (وسيجيئ الفرق في العنين) عبارة مع المتن ، وأجل سنة قمرية بالأهلة على المذاهب وهي ثلاثمائة وأربع وخمسون وبعض يوم ، وقيل شمسية بالأيام ، وهي أزيد بأحد عشر يومًا .

(۳/۲۲۳ ، كتاب الزكاة ، باب زكاة الغنم ، مطلب استحلال المعصية القطعية كفر)

ما في " الفقه الحنفي في ثوبه الجديد " : وحولان الحول على النصاب شرط لوجوب الزكاة فيه ، والمراد الحول القمري . (۱/۳۵٦ ، كتاب الزكاة ، سبب افتراض الزكاة)

ما في " فقه السنة " : وأن يحول عليه الحول الهجري . (۱/۳۲۳ ، كتاب الزكاة) =

ہوتے ہیں جو رمضان المبارک کی فضیلت وبرکت (ثواب میں ۷۰ گنا اضافہ) سے فائدہ اٹھانے کیلئے پیشگی زکوٰۃ دیتے ہیں جو کہ جائز ہے، مگر تین شرطوں کے ساتھ:

۱- بوقتِ تعجیلِ زکوٰۃ (پیشگی زکوٰۃ ادا کرتے وقت) سال شروع ہو چکا ہو۔

۲- اخیر سال میں وہ نصاب کامل ہو جس کی پیشگی زکوٰۃ دی گئی۔

۳- درمیان میں اصلِ نصاب فوت نہ ہو۔ (۱)

حج کیلئے جمع شدہ رقم میں زکوٰۃ

مسئلہ (۹۰): اگر کسی شخص نے حج کو جانے کیلئے حج کمیٹی، یا کسی اورٹورس کمیٹی والے کو پیشگی رقم جمع کردی، تو آمد ورفت کے کرائے اور معلم فیس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ جو رقم کرنسی کی صورت میں واپس دی جاتی ہے اور وہ خرچ کے بعد بچ جاتی ہے اور نصاب کے بقدر ہے، تو سال پورا ہونے پر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

= (۲) ما في " الفتاوى الولوالجية " : يجوز تعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ، لأنه عجل بعد وجود السبب وهو ملك النصاب .... ولا يجوز التعجيل على ملك النصاب لفقد السبب أصلا .
(۱/ ۱۹۳ ، كتاب الزكاة)

(۳) ما في " الفتاوى الهندية " : وتجب على الفور عند تمام الحول ، حتى يأثم بتاخيره من غير عذر ، وفي رواية الرازي على التراخي ، حتى يأ ثم عند الموت ، والأول أصح . كذا في التهذيب .
(۱/ ۱۷۰ ، كتاب الزكاة ، الباب الأول وتفسيرها وصفتها وشرائطها)

(۱) ما في " الفتاوى التاترخانية " : وشرح الطحطاوي وإنما يجوز التعجيل بشرائط ثلاثة : أحدها : أن يكون الحول منعقدا وقت التعجيل . والثاني : أن يكون النصاب كاملا في التي عجل عنه في آخر الحول . والثالث : أن لا يفوت أصله فيما بين ذلك . (۲/ ۲۸ ، كتاب الزكاة)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " رد المحتار " : ويخالفه ما في المعراج في فصل زكاة العروض ؛ ان الزكاة تجب في النقد كيفما أمسكه للنماء أو للنفقة ، وكذا في البدائع في بحث النماء التقديري .... على ما إذا أمسكه لينفق منه كل ما يحتاجه ، فحال الحول ، وقد بقي معه منه نصاب ، فإنه يزكي ذلك الباقي ، وإن كان قصده الإنفاق منه أيضًا في المستقبل ، لعدم استحقاق صرفه إلى حوائجه الأصلية وقت حولان الحول . (۳/ ۱۷۹ ، كتاب الزكاة ، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاءً)

وجوبِ زکوٰۃ میں دین کی منہائی

مسئلہ (۹۱): دین کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ دین جس کے وصول ہونے کی کوئی امید نہ ہو، جیسے ڈوبی ہوئی رقم۔ (۲) وہ دین جس کے وصول ہونے کی پوری امید ہو۔

جس دین کے وصول ہونے کی امید نہیں تھی، اگر وہ وصول ہوجائے تو وصولی کے دن سے ایک سال گزرنے کے بعد ہی زکوۃ واجب ہوگی۔

جس دین کے وصول ہونے کی پوری امید تھی، اس کی تین صورتیں ہیں:

(الف) وہ دین قرض کی صورت میں ہو، یا سامانِ تجارت کی قیمت کسی کے ذمہ باقی ہو، اس دین کے وصول ہونے کے بعد سالہائے گذشتہ یعنی گزرے ہوئے سالوں کی زکوۃ بھی ادا کرنی ہوگی۔

(ب) وہ دین جو ایسے مال کے عوض ہو جو تجارت کیلئے نہیں، اور نہ قرض کے طور پر تھا، جیسے مالِ وراثت یا مالِ وصیت۔

(ج) ایسا دین جو کسی مال کا عوض نہ ہو، جیسے مہر، ان دونوں صورتوں (صورت بؔ وجؔ) میں گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ [۱]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : واعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة : قوي ، ومتوسط ، وضعيف ، فتجب زكاتها إذا تم نصاباً ، وحال الحول ، ولكن لا فورًا بل عند قبض أربعين درهمًا من الدين القوي كقرض وبدل مال تجارة ، فكلما قبض أربعين درهمًا يلزمه درهمٌ ، وعند قبض مائتين منه بغيرها ، أي من بدل مال بغير تجارة وهو المتوسط ، كثمن سائمة وعبيد خدمة ونحوهما مما هو مشغول بحوائجه الأصلية ، كطعام ، وشراب ، وأملاک ، ويعتبر ما مضى من الحول قبل القبض في الأصح ، ومثله ما لو ورث دينا على رجل ، وعند قبض مأتين مع حولان الحول بعده ، أي بعد القبض من دين ضعيف ، وهو بدل غير مال ، كمهر ، ودية ، وبدل كتابة ، وخلع . (۲۳۹/۲۳۶/۳ ، كتاب الزكوٰة ، باب زكوة المال ، بدائع الصنائع : ۳۹۲/۲ ، كتاب الزكاة ، فصل في الشرائط التى ترجع إلى المال ، كذا في خلاصة الفتاوىٰ : ۲۳۸/۱ ، كتاب الزكاة ، الفصل السادس في الديون ، وكذا فى التاترخانية : ۵۸/۲ ، ۵۹ ، كتاب الزكاة ، الفصل الثالث عشر فى زكوٰة الديون ، الفتاوىٰ الهندية : ۱۷۵/۱ ، كتاب الزكاة ، النتف فى الفتاوىٰ : ص/۱۱۱ ، كتاب الزكاة ، المال الحاضر أو الغائب ، تحفة الفقهاء : ۲۹۳/۱ ، ۲۹۴ ، كتاب الزكاة ، زكاة الديون عند أبي حنيفة)

گروی رکھی ہوئی چیز پر زکوٰۃ

مسئلہ (۹۲): اگر کسی شخص کے پاس بقدرِ نصابِ زکوۃ مال تو ہے، لیکن دوسرے کے پاس رہن (گروی) رکھا ہوا ہے، تو راہن (گروی رکھنے والا) اور مرتہن (جس کے پاس گروی رکھی گئی) دونوں پر اس مالِ مرہون (گروی رکھے ہوئے مال) کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، کیوں کہ وجوبِ زکوٰۃ کے لئے ملک اور قبضہ دونوں ضروری ہیں، جبکہ مالِ مرہون راہن کی ملکیت میں تو ہے مگر قبضہ نہیں، اور مرتہن کا قبضہ تو ہے مگر ملکیت نہیں۔ (۱)

سونے چاندی کے اجزاء پر زکوۃ

مسئلہ (۹۳): بعض اوقات کپڑوں میں سونے چاندی کے تار لگے ہوتے ہیں، پہلے زمانے میں اس کا رواج اور استعمال کچھ زیادہ ہی عام تھا، اسی طرح گھڑی میں لگی ہوئی سونے چاندی کی سوئیاں، اور سونے یا چاندی کے قلم، کرتے میں لگے بٹن، قرآن یا برتن میں بنے ہوئے سونے یا چاندی کے ستارے، اور سونے چاندی کے وہ اجزاء جو باقی رہتے ہوئے کسی چیز کے ساتھ لگائے جاتے ہیں، جن کو الگ کرنا بھی بآسانی ممکن نہیں ہوتا، چاہے تجارت کیلئے رکھا ہو یا خرچ کیلئے، یا زینت مقصود ہو، یا کچھ بھی نیت نہ ہو، تو اس سلسلہ میں احناف کے یہاں سونے چاندی کے ان اجزاء پر بھی زکوۃ واجب ہوتی ہے، اگر ان اجزاء سے ہی سونے چاندی کا نصاب پورا ہوجائے تو وجوبِ زکوۃ کے لئے یہی کافی ہے، ورنہ دوسری صورت میں سونے اور چاندی کی جو مقدار موجود ہے اس کو بھی ضم (ملا) کر کے زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : (ولا في مرهون) . التنوير وشرحه . وفي الشامية : قوله : (ولا في مرهون) أي لا على المرتهن لعدم ملك الرقبة ولا على الراهن لعدم اليد .

(۳/ ۱۸۰، كتاب الزكاة)

ما في " الفتاوى الهندية " :ولا على الراهن إذا كان الرهن في يد المرتهن . هكذا في البحر الرائق .

(۱/ ۱۷۲) =

سونے چاندی کے اعضاء پر زکوۃ

مسئلہ (۹۴): بسا اوقات انسان مصالح خاصہ کی بنا پر سونے چاندی کے اعضاء مثلاً: ناک، دانت وغیرہ بناتا ہے، یا سونے کے تاروں سے اسے باندھتا ہے، اگر بوقتِ ضرورت بسہولت انہیں نکال کر دوبارہ اپنے محل میں لگانا ممکن ہوتو زیورات کے حکم میں ہوں گے، اوراس پر زکوۃ واجب ہوگی، اوراگر نکالنا ممکن نہ ہوتو اجزاءِ انسانی میں شمار ہوں گے، اور زکوۃ واجب نہیں ہوگی، کیوں کہ وجوبِ زکوۃ کے لیے مال کا نامی یا محتملِ نمو ہونا ضروری ہے، اوراس صورت میں یہ ممکن نہیں ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

= (۲) ما في " القرآن الكريم ": قوله تعالىٰ : ﴿والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشّرهم بعذاب أليم﴾ . (سورة التوبة : ۳۴)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : وروي عن عمر وابن عباس وابن عمر والحسن والسدي قالوا : ما لم يؤدّ زكاته فهو كنز ، فمنهم من قال : وإن كان ظاهرًا ، وما أدى زكاته فليس بكنز ، وإن كان مدفوناً ، ومعلوم أن أسماء الشرع لا تؤخذ إلا توقيفًا ، فثبت أن الكنز اسم لما يؤدّ زكاته المفروضة ، وإذا كان كذلک كان تقدير قوله : ﴿والذين يكنزون الذهب والفضة﴾ : الذين لا يؤدون زكاة الذهب والفضة ﴿ولا ينفقونها﴾ يعني الزكاة في سبيل الله ، فلم تقتض الآية إلا وجوب الزكاة فحسب .... الخ . (۱۳۷/۳)

ما في " بدائع الصنائع " : لا يعتبر في هذا النصاب صفة زائدة على كونه فضة ، فتجب الزكاة فيها، سواء كانت دراهم مضروبة أو نقرة أو تبرًا أو حليًا مصوغًا أوحلية سيف أو منطقة أو لجام أو سرج أو الكواكب في المصاحف والأواني وغيرها إذا كانت تخلص عند الإذابة إذا بلغت مائتي درهم ، سواء كان يمسكها للتجارة أو للنفقة أو للتجمل أو لم ينو شيئًا ، وهذا عندنا .

(۴۰۶/۲ ، كتاب الزكاة ، فصل فی بيان صفة الزكاة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الاختيار لتعليل المختار " : لقوله تعالىٰ :﴿خذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها﴾ أو لأنها إنما تجب في الأموال النامي إما حقيقةً أو تقديرًا . (۱۴۸/۱ ، كتاب الزكوة)

ما في " الفتاوى التاتارخانية " : غير أن مطلق المال ليس بسبب إنما السبب المال النامي ، وطريق النماء في الحيوانات النسل ، وفيما عداها من المال التجارة . (۳/۲ ، كتاب الزكاة) =

تجارتی پلاٹ پر زکوۃ

مسئلہ (۹۵): اگر کسی شخص نے کوئی پلاٹ (Plot) بیچنے اور فروخت کرنے کی نیت سے خریدا ہو، تو اس پر بازاری قیمت (Market Rate) کے اعتبار سے زکوۃ واجب ہوگی، مثلاً: جس وقت خریدا ہوا اس وقت اس کی قیمت صرف پچاس ہزار (50000) تھی، لیکن جس دن سال پورا ہوا، اس روز اس کی قیمت بازار کے اعتبار سے ایک لاکھ (100000) روپئے ہوں تو ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کرنی ہوگی۔ (۱)

= ما في " الفتاوى التاتارخانية " : الزكاة واجبة في الذهب والفضة ، مضروبة كانت أو غير مضروبة ، وفي الخانية : مصوغًا كان أو غير مصوغ ، حليًا كان للرجال أو للنساء عندنا ، نوى التجارة أم لا ، إذا بلغت الفضة مائتي درهم والذهب عشرين مثقالا .

(۲/ ۱۱ ، كتاب الزكاة ، الفصل الثاني في زكاة المال)

ما في " حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح " : فرضت على حر مسلم مكلف مالك لنصاب من نقد ولو تبرًا أو حليًا أو آنية ، أو ما يساوي قيمته من عروض تجارة فارغ عن الدين وعن حاجته الأصلية نام ولو تقديرًا . (ص/ ۳۸۹ ، كتاب الزكاة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " بدائع الصنائع " : قال صاحب البدائع علاء الدين أبو بكر الكاساني رحمه الله تعالى : وسواء كان مال التجارة عروضًا أو عقارًا أو شيئًا مما يكال أو يوزن ، لأن الوجوب في أموال التجارة تعلق بالمعنى وهو المالية والقيمة ، وهذه الأموال كلها في هذا المعنى جنس واحد .

(۲/ ۴۱۶ ، فصل فى نصاب أموال التجارة)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال الحصكفي رحمه الله تعالى : وتعتبر القيمة يوم الوجوب، وقالا : يوم الأداء ؛ وفي السوائم يوم الأداء إجماعًا وهو الأصح ، ويقوّم في البلد الذي المال فيه ، ولو في مفازة ففي أقرب الأمصار إليه . فتح . " الدر المختار " .

(۳/ ۲۱۱ ، باب زكاة الغنم ، قبيل مطلب : محمد إمام فى اللغة واجب التقليد فيها من أقران سيبويه ، الفتاوى الهندية : ۱/ ۱۸۰ ، الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة والعروض ، الفصل الثانى فى العروض)

کرایہ کی پیشگی وصول کردہ رقم پر زکوۃ

مسئلہ (۹۶): مکان یا دوکان کا کرایہ دار جو رقم مالکِ مکان کو بطورِ پگڑی ادا کرتا ہے، اس کی زکوۃ مالکِ مکان یا دوکان پر لازم ہوگی، اس لیے کہ وہ اس رقم کا مالک ہو چکا ہے۔ (۱)

بیسی کی رقم پر زکوۃ

مسئلہ (۹۷): چند لوگوں نے آپس میں ملکر بیسی لگائی، مثلاً دس لوگوں نے دو دو ہزار روپئے بیسی میں لگائے، پھر قرعہ اندازی کے ذریعہ یہ رقم کسی ایک شخص کے پاس جمع کی گئی تو اس پر صرف دو ہزار (۲۰۰۰) ہی کی زکوۃ واجب ہوگی (جو اس کی ذاتی ملک ہے)، بقیہ اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) کی حیثیت قرض کی ہے جس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " التنویر وشرحه مع الشامیة " : وسببه أي سبب افتراضها ملک نصاب حولي تام فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد . " التنویر " .

(۳/۱۷۴ ، ۱۷۶ ، مطلب الفرق بین السبب والشرط والعلة)

ما في " الفتاوی التاترخانیة " : الملک التام أن یکون ملکه ثابتاً من جمیع الوجوه .

(۲/۳ ، کتاب الزکاة)

الحجة علی ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الکریم " : قوله تعالیٰ : ﴿خذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزکیهم﴾ .

(سورة التوبة :۱۰۳)

ما في " التفسیر الکبیر للرازي " : قوله : ﴿من أموالهم صدقة﴾ یقتضي أن یکون المال مالاً لهم ، ومتی کان الأمر کذلک لم یکن الفقیر شریکاً للمالک في النصاب وحینئذ یلزم أن تکون الزکاة متعلقة بالذمة . الخ . (۶/۱۳۵)

ما في " تفسیر الجلالین " : ﴿خذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزکیهم بها﴾ من ذنوبهم فأخذ ثلث أموالهم وتصدق بها . (ص/۱۶۳)

ما في " صحیح البخاري " : قوله علیه السلام : " إن الله افترض علیهم صدقة في أموالهم تؤخذ من أغنیائهم وتردّ في فقرائهم " . (۱/۱۸۷ ، کتاب الزکاة)

ما في " التنویر وشرحه مع الشامیة " : وسببه أي سبب افتراضها ملک نصاب حولي تام فارغ =

کتاب الصوم

روزے کے مسائل

روزہ میں امراضِ قلب سے متعلق دوائیں

مسئلہ(۹۸): امراضِ قلب سے متعلق جو دوا زبان کے نیچے رکھی جاتی ہے، اگر روزہ کی حالت میں اس کا استعمال کیا جائے، اوراس کے اجزاء یا اس دوا کے ملے ہوئے لعاب کو نگلنے سے مکمل طور پر بچا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (۱)

روزہ میں انہیلر کا استعمال

مسئلہ(۹۹): سانس وغیرہ کے مرض میں انہیلر کے استعمال سے روزہ فاسد ہوجائیگا، جو دوا بھاپ کی شکل میں منہ یا ناک کے ذریعہ کھینچی جائے، خواہ مشین کے ذریعہ کھینچی جاتی ہو یا کسی اور طریقے سے ان سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔ (۲)

= عن دين له مطالب من جهة العباد . " تنوير " .

(۳/۱۷۴ ، ۱۷۶ ، كتاب الزكاة ، مطلب الفرق بين السبب والشرط والعلة)

ما في " التاترخانية " : الملك التام أن يكون ملكه ثابتا من جميع الوجوه . (۲/۳ ، كتاب الزكاة)

ما في " الهندية " : قال أصحابنا رحمهم الله تعالى : كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة ، سواء كان الدين للعباد ، كالقرض وثمن المبيع وضمان المتلفات وأرش الجراحة ، وسواء كان الدين من النقود أو المكيل أو الموزون أو الثياب أو الحيوان .

(۱/۱۷۲ ، كتاب الزكاة ، الباب الأول في تفسيرها وصفتها وشروطها)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : قوله : (كطعم أدوية) أي لو دق دواء فوجد طعمه في حلقه . زيلعي وغيره . وفي القهستاني : طعم الأدوية وريح العطر إذا وجد في حلقه لم يفطر كما في المحيط .

(۳/۳۶۷ ، كتاب الصوم ، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد ، مطلب يكره السهر إذا خاف فوت الصبح)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : أو دخل حلقه غبار أو ذباب أو دخان ، ومفاده أنه لو =

روزہ کی حالت میں انجکشن

مسئلہ(۱۰۰): انجکشن کے ذریعہ جو دوا رگوں یا گوشت میں پہنچائی جاتی ہے، خواہ اس سے محض دوا کی ضرورت پوری کی جائے یا غذا کی روزہ اس سے نہیں ٹوٹتا ہے، البتہ روزہ کی حالت میں غذائی ضروت کی تکمیل اورتقویت کے لیے بلا ضرورت انجکشن لینا مکروہ ہے۔(۱)

= أدخل حلقه الدخان أفطر أيّ دخان كان ولوعودًا أو عنبرًا لو ذاكرًا لإمكان التحرز عنه . اهـ . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (أنه لو أدخل حلقه الدخان) ...... أي بأيّ صورة كان الإدخال ، حتى لو تبخر ببخور فآواه إلى نفسه واشتمه ذاكرًا لصومه أفطر لإمكان التحرز عنه وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس ، ولا يتوهم أنه كشم الورد ومائه والمسک لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسک وشبهه وبين جوهر دخان وصل إلى جوفه بفعله . إمداد . (۳/۳٦٦)

ما في " حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح " : وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه من أدخل بصنعه دخانا حلقه بأي صورة كان الإدخال فسد صومه سواء كان دخان عنبر أو عود أو غيرهما ، حتى من تبخر ببخور فآواه إلى نفسه واشتم دخاناً ذاكرًا لصومه أفطر لإمكان التحرز عن إدخال المفطر جوفه ودماغه وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس فلينبه له .اهـ .

(ص/ ۳٦۱ ، ۳٦۲ ، باب بيان ما لا يفسد الصوم ، الفقه الإسلامي وأدلته : ۲/٦۵۷)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ . کہ منافذِ اصلیہ سے داخل ہونے والی چیز ہی روزہ کوتوڑتی ہے۔ (۳/ ۳٦۷)

ما في " بدائع الصنائع " : وأما ما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ عن غير المخارق الأصلية ، بأن داویٰ الجائفة والآمة فإن داواها بدواء يابسٍ لا يفسد لأنه لم يصل إلى الجوف ولا إلى الدماغ ، ولو علم أنه وصل يفسد في قول أبي حنيفة ، وإن داواها بدواء رطبٍ يفسد عند أبي حنيفة ، وعندهما لا يفسد ، هما اعتبر المخارق الأصلية ، لأن الوصول إلى الجوف من المخارق الأصلية متيقن به ، ومن غيرها مشكوک فيه فلا نحكم بالفساد مع الشک ، ولأبي حنيفة أن الدواء إذا كان رطبًا فالظاهر هو الوصول لوجود المنفذ إلى الجوف ، فيبني الحكم على الظاهر . (۲/ ۲۴۳)

ما في " الفتاوى الهندية " : وفي دواء الجائفة والآمة أكثر المشائخ على أن العبرة للوصول إلى الجوف والدماغ لا لكونه رطبًا أو يابسًا حتى إذا علم أن اليابس وصل يفسد صومه ، ولو علم أن الرطب لم يصل لم يفسد . هكذا في العناية . =

روزہ کی حالت میں گلوکوز چڑھانا

مسئلہ (۱۰۱): گلوکوز چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ چوں کہ یہ ایک درجہ میں انسان کی غذائی ضرورت کو بھی پوری کرتا ہے، اس لیے بلا عذر گلوکوز چڑھانا مکروہ ہے۔(۱)

روزہ کی حالت میں موضعِ حقنہ تک دوا پہنچانا

مسئلہ (۱۰۲): اگر روزہ کی حالت میں موضعِ حقنہ یعنی فضلات کے اِخراج کی نالی کا آخری حصہ، جہاں سے بڑی آنت شروع ہوتی ہے، یہاں تک اگر دوا پہنچادی جائے تو اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا، خواہ دوا سیال ہو یا جامد۔(۲)

= (۱/۲۰۴ ، کتاب الصوم ، الباب الرابع فیما یفسد الصوم وما لا یفسد)

ما في " رد المحتار " : فالمعتبر حقیقة الوصول حتی لو علم وصول الیابس أفسد أو عدم وصول الطري لم یفسد . (۳/۳۷۶ ، خلاصة الفتاویٰ : ۱/۲۵۳ ، حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ص/۳۶۸ ، کتاب الصوم ، باب ما یفسد الصوم ویوجب القضاء من غیر کفارة)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ . کہ منافذِ اصلیہ سے داخل ہونے والی چیز ہی روزہ کو توڑتی ہے۔ (۳/۳۶۷)

ما في " شرح المهذب للنووي " : لو أوصل الدواء إلی داخل الساق أو غرز فیه سکّینًا أو غیرها ، فوصلت مخه لم یفطر بلا خلاف ؛ لأنه لا یعد عضوًا مجوفًا . (۵/۳۱۴)

ما في " بدائع الصنائع " : وما وصل إلی الجوف أو إلی الدماغ من المخارق الأصلیة کالأنف والأذن والدبر ، بأن استعط أو احتقن أو أقطر في أذنه فوصل إلی الجوف أو إلی الدماغ فسد صومه . وأما إذا وصل إلی الجوف فلا شک فیه لوجود الأکل من حیث الصورة ، وکذا إذا وصل إلی الدماغ ، لأن له منفذًا إلی الجوف فکان بمنزلة زاویة من زوایا الجوف . (۲/۲۴۳)

ما في " بدائع الصنائع " : هذا یدل علی أن استقرار الداخل في الجوف شرط فساد الصوم .

(۲/۲۴۴ ، رد المحتار : ۳/۳۶۹ ، البحر الرائق : ۲/۴۳۸)

الحجة علی ما قلنا :

(۲) ما في " البحر الرائق " : وإن احتقن أو استعط أو أقطر في أذنه أو داویٰ جائفة أو آمة بدواء ، ووصل الدواء إلی جوفه أو دماغه أفطر .... أطلق الدواء فشمل الرطب والیابس لأن العبرة للوصول لا لکونه رطبًا أو یابسًا ، وإنما شرطه القدوري لأن الرطب هو الذي یصل إلی =

روزہ کی حالت میں بواسیری مسوں پر مرہم

مسئلہ (۱۰۳): بواسیری مسوں پر دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، تاہم بلا ضرورتِ شدیدہ روزہ میں اس کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔(۱)

روزہ میں آلاتِ جدیدہ کا معدہ میں داخل کرنا

مسئلہ (۱۰۴): امراضِ معدہ کی تحقیق کے لیے پیچھے کے راستہ سے، محض آلہ داخل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر اس آلہ میں کوئی دوا یا تر چیز لگائی گئی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔(۲)

= الجوف عادة ، حتى لو علم أن الرطب لم يصل لم يفسد ، ولو علم أن اليابس وصل فسد صومه كذا في العناية . (۲/۴۳۸ ، الفتاوىٰ الهندية : ۱/۲۰۴)

ما في " النتف في الفتاوى " : وأما من الدبر فواحدة وهي الاحتقان فلا يفسد منه الصوم في قول أبي عبد الله ، ويفسد في قول أبي حنيفة وأصحابه . (حقنہ لگانے سے ابوعبداللہ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا، البتہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک روزہ فاسد ہوجاتا ہے)۔ (ص/۱۰۳)

ما في " رد المحتار " : قلت : ولم يقيدوا الاحتقان والاستعاط والإقطار بالوصول إلى الجوف بظهوره فيها، و إلا فلا بد منه ، حتى لو بقي السعوط في الأنف ولم يصل إلى الرأس لا يفطر . (۳/۳۷۶)

ما في " الفتاوى التاترخانية " : وإذا احتقن يفسد صومه . (۲/۳۶۵ ، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح :ص/۳۶۷ ، باب ما يفسد الصوم ويوجب القضاء من غير كفارة ، فتاوى قاضي خان على هامش الهندية : ۱/۲۱۰ ، الفصل السادس فيما يفسد الصوم)

ما في " خلاصة الفتاوى " : وما وصل إلى جوف الرأس والبطن من الأذن والأنف والدبر فهو مفطر بالإجماع وفيه القضاء ، وهي مسائل الإفطار في الأذن والسعوط والوجور والحقنة وكذا من الجائفة والآمة عند أبي حنيفة . (۱/۲۵۳)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : أو أدخل إصبعه اليابسة فيه أي دبره أو فرجها ولو مبتلة فسد . التنوير . وفي الشامية : قوله : ولو مبتلة فسد لبقاء شيء من البلّة في الداخل وهذا لو أدخل الإصبع إلى موضع الحقنة . (۳/۳۶۹)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " البحر الرائق " : و لو شد الطعام بخيط وأرسله في حلقه وطرف الخيط في يده =

روزہ میں مرد یا عورت کی شرمگاہ میں دوا رکھنا

مسئلہ (۱۰۵): عورت کی شرمگاہ کے باہری حصہ میں دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، لیکن اندر کے حصہ میں دوا رکھنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، مرد کی آگے کی شرمگاہ میں دوا یا نلکی ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (۱)

= لا يفسد الصوم . (اگر کھانا دھاگے سے باندھے اور اس کو اپنے حلق میں چھوڑ دے، اور دھاگے کا ایک کنارہ اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا)۔ (۴۳۸/۲)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وكذا ابتلع خشبة أو خيطا ولو فيه لقمة مربوطة إلا أن ينفصل منها شيء ، ومفاده أن استقرار الداخل في الجوف شرط للفساد . بدائع . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (مفاده) ما ذكر متنا وشرحا وهو أن ما دخل في الجوف إن غاب فيه فسد وهو المراد بالاستقرار ، وإن لم يغب بل بقي طرف منه في الخارج أو كان متصلاً بشيء خارج لا يفسد لعدم استقراره . (۳۶۹/۳)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " البحر الرائق شرح الكنز " : وكذا لو دخل إصبعه في استه أو أدخلت المرأة في فرجها هو المختار . إلا إذا كانت الإصبع مبتلة بالماء أو الدهن فحينئذ يفسد لوصول الماء أو الدهن . (۴۳۸/۲ ، كتاب الصوم ، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : أو أقطر في إحليله ماءً أو دهنًا ، وإن وصل إلى المثانة على المذهب . أو أدخل إصبعه اليابسة فيه أي دبره أو فرجها ولو مبتلة فسد . " الدر المختار " .. ...
وفي الشامية : قوله : لبقاء شيء من البلة في الداخل . (۳۶۹/۳ – ۳۷۲)

ما في " الهندية " : ولو أدخل إصبعه في استه أو المرأة في فرجها لا يفسد وهو المختار إلا إذا كانت مبتلة بالماء أو الدهن فحينئذ يفسد لوصول الماء أو الدهن . هكذا في الظهيرية .
(۲۰۴/۱)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وأما في قبلها فمفسد إجماعًا لأنه كالحقنة . " الدر المختار "
.... وفي الشامية : قلت : الأقرب التخلص بأن الدبر والفرج الداخل من الجوف إذ لا حاجز بينهما وبينه فهما في حكم . (۳۷۲/۳) (فتاوی حقانیہ: ۱۶۸/۴)

ما في " خلاصة الفتاوى " : وتكلم المشائخ في الإقطار في إقبال النساء ، منهم من قال على الخلاف ، ومنهم من قال تفسد بلا خلاف وهو الصحيح . (۲۵۳/۱ ، الفتاوى الهندية : ۲۰۴/۱ ، البحر الرائق : ۴۳۸/۲ ، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده)

روزہ کی حالت میں عورت کے رحم تک آلات پہنچانا

مسئلہ(۱۰۶): مرض کی تحقیق کے لیے عورت کے رحم تک آلات پہنچائے جائیں، اوران آلات پر دوایا کوئی اورشئ لگائی گئی ہوتو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " البحر الرائق " : ولو شدّ الطعام بخيط وأرسله في حلقه وطرف الخيط في يده لا يفسد الصوم . (اگرکھانا دھاگے سے باندھے اوراس کواپنے حلق میں چھوڑ دے،اوردھاگے کاایک کنارہ اس کے ہاتھ میں ہوتو روزہ نہیں ٹوٹے گا)۔ (۴۳۸/۲ ، رد المحتار :۳۶۹/۳)

ما في " البحر الرائق " : إلا إذا كانت الإصبع مبتلة بالماء أو الدهن فحينئذ يفسد لوصول الماء أو الدهن . (جب انگلی پانی یا تیل سے تر ہوتو روزہ فاسد ہوگا پانی یا تیل کے پہنچنے کی وجہ سے)۔ (۴۳۸/۲)

ما في " رد المحتار " : لبقاء شيء من البلّة في الداخل .(اندرکچھ نہ کچھ تری کے باقی رہ جانے کی وجہ سے)۔ (۳۶۹/۳)

ما في " موقع علماء الشريعة " : قال الشيخ الفقيه ابن عثيمين رحمه الله تعالى : إن المنظار لا يفطر إلا إذا وضع مع المنظار مادة دهنية مغذية تسهل دخول المنظار فههنا يفطر الصائم بهذه المادة لا بدخول المنظار لأنه لا يفطر إلا المغذي . (مفطرات الصيام المعاصرة)

کتاب النکاح والرضاع

نکاح ورضاعت کے مسائل

دورانِ مدتِ رضاعت بچہ کو عورت کا خون چڑھانا

مسئلہ(۱۰۷): اگر دوسال سے کم عمر کا بچہ قریب المرگ ہے، اسے خون کی ضرورت ہے، اور خون کا جو گروپ اسے درکار ہے، وہ کسی عورت میں پایا جاتا ہے، اور وہ عورت اپنا خون اس بچہ کو عطیہ کردے، اور وہ خون اسے چڑھایا جائے تو اس بچہ اور عورت کے مابین حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوگی، کیوں کہ حرمتِ رضاعت دودھ پینے یا پلانے کے ساتھ خاص ہے، اور وہ یہاں نہیں پایا گیا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال الحصكفي رحمه الله تعالى : أسباب التحريم أنواع : قرابة ، مصاهرة ، رضاع ، جمع ، ملك ، شرك ، إدخال أمة على حرة ، فهي سبعة ذكرها المصنف بهذا الترتيب . الدر المختار . وفي الشامية : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : وقد نظمت السبعة مع الخمسة المزيدة بقولي : (الرجز) ؎

أَنْوَاعُ تحريمِ النِّكَاحِ سَبْعُ　　قَرَابَةٌ مِلْكٌ رِضَاعٌ جَمْعُ
كَذَاكَ شِرْكٌ نِسبةِ المُصَاهَرَةِ　　وَأَمَةٌ عَنْ حُرَّةٍ مُؤَخَّرَه
وزِيدَ خَمسةٌ أَتَتْكَ بِالْبَيَانِ　　تَطْلِيقَةٌ لَهَا ثَلاثاً وَاللِّعَانُ
تَعَلُّقٌ بِحَقٍّ غَيَّرَ مِنْ نِكَاحِ　　أَوْ عِدَّةٌ خُنُوْثَةٌ بِلاَ اتِّضَاحِ
وَآخِرُ الكُلِّ اخْتِلاَفُ الجِنْسِ　　كَالجِنِّ والمَائِي لِنَوْعِ الإِنْسِ

(۴/۱۰۰ ، كتاب النكاح ، فصل في المحرمات ، البحر الرائق :۳/۶۳ ، كتاب النكاح ، فصل في المحرمات ، الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر : ۱/۴۷۵)

(جواہر الفقہ :۲/۴۰،فتاوی رحیمیہ:۱۰/۱۷۶،فتاوی محمودیہ:۱۸/۳۳۱)

ما في " موسوعة القواعد الفقهية " : يدور الحكم مع السبب الظاهر وجودا وعدما ويسقط اعتبار المعنى الخفي . (۱۲/۳۵۷)

زوجین کا ایک دوسرے کو خون دینا

مسئلہ (۱۰۸): اگر شوہر یا بیوی کو خون چڑھانے کی ضرورت ہو، اور دونوں کا بلڈ گروپ (Blood Group) ایسا ہے کہ ایک دوسرے کو چڑھایا جاسکتا ہے تو بیوی کا خون شوہر کو، یا شوہر کا خون بیوی کو چڑھانے سے رشتۂ زوجیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، نکاح بدستور قائم رہتا ہے، کیوں کہ شریعتِ اسلام نے محرّمیت کو نسب، مصاہرت اور رضاعت کے ساتھ خاص فرمایا ہے، اوران تینوں میں سے کوئی بھی یہاں نہیں پایا گیا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " كتاب الفقه على المذاهب الأربعة " : وأما الذي يوجب حرمة المصاهرة فهو أربعة أمور : أحدها العقد الصحيح ، ثانيها : الوطء سواء كان بعقد صحيح أو فاسد أو زنا ؛ ثالثها : المس ، رابعها : نظر الرجل إلى داخل فرج المرأة ؛ ونظر المرأة إلى ذكر الرجل .... الخ .
(۴/۶۳ ، كتاب النكاح ، مبحث فيما تثبت به حرمة المصاهرة)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : أسباب التحريم أنواع ؛ قرابة ، مصاهرة ، رضاع ، جمع ، ملک ، شرک . " الدر المختار " . (۴/۱۰۰ ، كتاب النكاح ، فصل في المحرّمات ، البحر الرائق :۳/۱۶۳ ، الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر : ۱/۴۷۵ ، النتف في الفتاوى : ص/۱۶۴) (جواہر الفقہ :۲/۴۰،فتاویٰ رحیمیہ :۱۰/۱۷۶،فتاویٰ محمودیہ:۱۸/۳۳۱)

ما في " المبسوط للسرخسي " : " الحكم يثبت بحسب العلة " .
(۱۳/۱۰۲ ، موسوعة القواعد الفقهية :۴/۲۲۶)

کتاب البیوع

خرید وفروخت کے مسائل

عورتوں کے دودھ کی خرید وفروخت

مسئلہ(۱۰۹): آج کل یورپ میں انسانی خون کی طرح عورتوں کا دودھ بھی بینکوں میں جمع کیا جانے لگا ہے، جس میں عورتوں کا دودھ خرید کر اختلاط کرکے عموماً اس کا پاؤڈر بنالیا جاتا ہے، بعض مسلمان یہ دودھ پاؤڈر (Milk Powder) خرید کر، اپنے بچوں کی غذا کے لیے استعمال کرتے ہیں، جب کہ اولاً تو انسانی خون کی خرید وفروخت ہی جائز نہیں، کیوں کہ انسانی دودھ انسان کا جزو ہے، اور انسان اپنے جمیع اجزاء کے ساتھ مکرم ومحترم ہے، نیز یہ ماننا بھی بڑا مشکل امر ہے کہ کس نے کونسی عورت کا دودھ خریدا، اور کس بچہ کو پلایا؟ کیوں کہ رضاعت سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوتی ہے، اور نکاح کا فساد لازم آتا ہے، اس لیے عورتوں کے دودھ کی خرید وفروخت کی یہ صورت شرعاً ناجائز وحرام ہے۔(۱)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الکریم " : قوله تعالی : ﴿ولقد کرّمنا بني اٰدم وحملنٰهم في البرّ والبحر ورزقنٰهم من الطیبٰت وفضلنٰهم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا﴾ . (سورة الإسراء : ۷۰)

ما في " فتح القدیر لإبن الهمام " : ولا یجوز بیع شعور الإنسان ، ولا الانتفاع بها ، لأن الاٰدمي مکرم لا مبتذل ، فلا یجوز أن یکون شيء من أجزائه مهانًا ومبتذلا .

(۶/۳۹۰، ۳۹۱ ، کتاب البیوع ، باب البیع الفاسد)

ما في " التنویر وشرحه مع الشامیة " : (وشعر الإنسان) لکرامة الآدمي ولو کافرًا ، ذکره المصنف وغیره في بحث شعر الخنزیر اهـ . " الدر المختار " . وفي الشامیة : قوله : (ذکره المصنف) حیث قال : والآدمي مکرم شرعًا وإن کان کافرًا ، فإیراد العقد علیه وابتذاله به وإلحاقه بالجمادات إذلال له اهـ . أي وهو غیر جائز وبعضه في حکمه ، وصرح في فتح القدیر ببطلانه .

(۷/۲۴۵ ، کتاب البیوع ، باب البیع الفاسد ، مطلب : الآدمي مکرم شرعًا ولو کافرًا)

ما في " الهندیة " : الانتفاع بأجزاء الآدمي لم یجز ، قیل : للنجاسة ، وقیل : للکرامة ، هو =

باب الربوا

سود کے مسائل

اخباری معمے جوا اور سود پر مبنی ہوتے ہیں

مسئلہ (۱۱۰): آج کل بعض اخباروں اور پرچوں میں معمے آتے ہیں، جن کو بھر کر بھیجنے کے بعد صحیح نکل آنے پر بڑے بڑے انعام دیئے جاتے ہیں، ان معموں کو بھرنے کے لیے صرف فیس بھیجنی ہوتی ہے، اس طرح کے معموں کو حل کرنا اور اس پر ملنے والے انعام کا لینا شرعاً درست نہیں، کیوں کہ یہ جوا[1] اور سود[2] پر مشتمل ہے، اور یہ دونوں چیزیں شرعاً حرام ہیں۔

= الصحيح . كذا في جواهر الأخلاطي . (۵/۳۵۴ ، كتاب الكراهية ، الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات وفيه العزل وإسقاط الولد)

ما في " قواعد الفقه " : " درء المفاسد أولى من جلب المنافع " .

(ص/۸۱ ، رقم القاعدة :۱۳۳ ، الأشباه والنظائر لإبن نجيم :ص/۷۸)

ما في " المقاصد الشرعية للخادمي " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴۶)

ما في " صحيح البخاري " : فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالبًا ، لأن اعتناء الشرع بالمنهيات أشد من اعتنائه بالمأمورات ، ولذا قال عليه السلام : " إذا أمرتكم بشيء فأتوا منه ما استطعتم ، وإذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه " . (۲/۱۰۸۲ ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الأشباه والنظائر لإبن نجيم :ص/۷۸ ، سنن ابن ماجه :ص/۲ ، المقدمة ، باب اتباع سنة رسول الله ﷺ)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجسٌ من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾ . (سورة المائدة : ۹۰)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : ولا خلاف بين أهل العلم في تحريم القمار ، وأن المخاطرة من القمار ، قال ابن عباس : إن المخاطرة قمار ، وأن أهل الجاهلية كانوا يخاطرون على المال والزوجة ، وقد كان ذلک مباحًا إلى أن ورد تحريمه . (۱/۳۹۸) =

ملٹی لیول مارکیٹنگ(M.L.M)

مسئلہ (۱۱۱): آج کل ایسے ادارے وجود میں آئے ہیں جو مختلف اسکیموں کو ممبر در ممبر آگے بڑھاتے ہیں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ادارہ ایک آدمی کو ممبر بناتا ہے، اس سے پانچ سو روپئے فیس لیتا ہے، اور اس ممبر شپ کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس ادارہ کی مصنوعات (Product) مثلاً: کوئی چیز جس کی قیمت بازار میں پچاس (۵۰) روپے ہیں، تو وہ چیز اسے چالیس (۴۰) روپئے میں ملتی ہے، اور اس پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ مزید پانچ ممبر تیار کریں، اگر وہ ایک آدمی کو ممبر بنادے تو ادارہ اس کو دوسو (۲۰۰) روپئے دیتا ہے، اور جب پانچ ممبر ہوجائیں تو اسے مزید آٹھ سو (۸۰۰) روپئے یعنی کل ایک ہزار (۱۰۰۰) روپئے ملتے ہیں، اسی طرح ادارہ ہر نئے ممبر سے پانچ سو (۵۰۰) روپئے ممبری فیس وصول کرتا ہے، اور اس پر بھی لازم ہوتا ہے کہ وہ پانچ ممبر بنائے، اور اس ممبر بنانے کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوتا ہے، اب جب جب بھی ادارہ میں نئے ممبر کا اضافہ ہوتا ہے، ادارہ کو بلامحنت ومشقت مفت میں تین سو (۳۰۰) روپئے، اور پہلے ممبر کو بلاعوض دوسو (۲۰۰) روپئے کا فائدہ ہوتا ہے، اس طرح کی اسکیم کھلم کھلا قمار بازی یعنی جوا ہے[1]، اور اس میں سود بھی پایا جاتا ہے[2] اس لیے یہ شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

= ما في " رد المحتار " : لأن القمار من القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرى ؛ وسمي القمار قمارًا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص . (۹/۵۷۷ ، ۵۷۸ ، كتاب الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغيره)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿وأحل الله البيع وحرم الربوا﴾ . (سورة البقرة : ۲۷۵)

ما في " جامع الترمذي " : (ونهى النبي ﷺ عن بيع الغرر) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : " نهى رسول الله ﷺ عن بيع الغرر وبيع الحصاة " . (۱/۲۳۳ ، أبواب البيوع ، باب ما جاء في كراهية بيع الغرر ، صحيح مسلم : ۲/۲ ، كتاب البيوع)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطن﴾ . (سورة المائدة: ۹۰) =

بند ڈبوں کی خرید وفروخت

مسئلہ (۱۱۲): آج کل بازاروں اور نمائشوں میں مختلف مالیت کے بند ڈبے فروخت کئے جاتے ہیں، کہ کسی ڈبہ میں ایک پیسہ کا بھی مال نہیں ہوتا ہے، اور کسی میں زیادہ مال ہوتا ہے، لوگ اس کو قسمت آزمائی سمجھ کر اختیار کرتے ہیں، یہ کھلی ہوئی قمار بازی اور جوا ہے اس لئے ناجائز وحرام ہے۔(۱)

بیسی یعنی چٹھی ڈالنا

مسئلہ (۱۱۳): موجودہ زمانے میں بیسی ڈالنے کا عام رواج ہے، جس کو بعض علاقوں میں چٹھی ڈالنا بھی کہتے ہیں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ چند لوگ مل کر آپس میں قرعہ اندازی کے ذریعہ، یا کسی اور طریقے سے کسی ایک آدمی کو صدر منتخب کرتے ہیں، اور تمام حضرات مل کر اس کے پاس یومیہ، یا ہفتہ واری، یا ماہانہ روپیہ جمع کرتے ہیں، مثلاً ۲۰- افراد پر

= ما في " رد المحتار " : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : وسمي القمار قمارا ، لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص . (۵۷۷/۹ ، ۵۷۸ ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا الربوٰا أضعافا مضاعفة﴾ . (اٰل عمران : ۱۳۰)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : قال صاحب التنوير التمرتاشي رحمه الله تعالى : الربا شرعًا فضل خال عن عوض بمعيار شرعي مشروط لأحد المتعاقدين في المعاوضة . " تنوير " .
(۳۹۸/۷ - ۴۰۱)

ما في " الصحيح لمسلم " : عن جابر قال : " لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اٰكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه ، وقال : هم سواء " . (۲۷/۲ ، كتاب البيوع)

ما في " نصب الراية للزيلعي " : لأن النبي صلى الله عليه وسلم نهىٰ عن بيع وشرط " .
(۴۳/۴ ، مجمع الزوائد : ۱۰۴/۴)

ما في " جامع الترمذي " : " نهىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة " .
(۲۳۳/۱ ، أبواب البيوع ، باب ما جاء في النهي عن بيعتين في بيعة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) (حوالہ بالا بسلسلۂ قمار وربوا)

مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے، جس میں ہر شخص یومیہ، یا ہفتہ واری، یا ماہانہ ایک سو روپئے صدر کمیٹی کے پاس جمع کرتا ہے، تمام ممبروں کا کل روپیہ ۶۰ ہزار، یا ۸ ہزار، یا ۲ ہزار ہوجاتا ہے، پہلے ماہ میں یہ پوری رقم صدر کمیٹی کے کسی ایک شخص کو دے دیتا ہے، پھر دوسرے ماہ سے بقیہ ۱۹ ممبروں کے نام باری باری قرعہ اندازی کی جاتی ہے، جس کے نام قرعہ نکل آتا ہے، اسے ایک ماہ کی جمع کردہ مکمل رقم دے دی جاتی ہے، چونکہ اس میں ہر شخص کو اپنی جمع کردہ رقم بغیر کمی بیشی کے مل جاتی ہے گرچہ کہ تقدیم وتاخیر سے ملتی ہے، اس لیے بیسی (چِٹھی) ڈالنے کی یہ صورت شرعاً جائز ہے، کیوں کہ یہ امدادِ باہمی [1] اور قرضِ حسنہ [2] کی صورت ہے، البتہ اگر کوئی ممبر درمیان سے نکلنا چاہے تو اسے نکلنے کی اجازت ہو، اور اس کی جمع کردہ رقم سوخت نہ ہو، اور اگر مر جائے تو اس کے ورثاء کو لوٹا دی جائے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿وتعاونوا على البرّ والتقوىٰ﴾ . (سورة المائدة : ۲)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : قال الأخفش : وهو أمر لجميع الخلق بالتعاون على البرّ والتقوىٰ أي ليعن بعضكم بعضًا . (۴۲/۶)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿من ذا الذي يقرض اللّٰهَ قرضًا حسنًا﴾ .

(سورة البقرة : ۲۴۵)

ما في " تفسير المظهري " : والمراد ههنا بالقرض : إما حقيقة ؛ فيكون في الكلام تجوز بتقدير المضاف أي يقرض عباد الله . (۳۷۹/۱)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : قال القرطبي : ثواب القرض عظيم لأن فيه توسِعَة على المسلم ، وتفريجا عنه ، خرج ابن ماجة في سننه عن انس بن مالک قال : قال رسول الله ﷺ : رأيت ليلة أُسري بي على باب الجنة مكتوبا ، الصدقة بعشر أمثالها ، والقرض بثمانية عشر ، فقلت لجبريل : ما بال القرض أفضل من الصدقة ؟ قال : لأن السائل يسأل وعنده ، والمستقرض لا يستقرض إلا من حاجة . (۲۴۰/۳ ، سنن ابن ماجه :ص/۱۷۵ ، باب القرض ، كنز العمال : ۸۷/۶ ، رقم الحديث : ۱۵۳۷۰)

ما في " كنز العمال " : قوله عليه السلام : (عن ابن مسعود) " ما من مسلم يقرض مسلمًا قرضًا مرتين ، إلا كان كصدقتها مرةً " . (۸۸/۶ ، رقم الحديث : ۱۵۳۷۷)

قسط کی ادائیگی مؤخر ہونے کی صورت میں قیمت میں اضافہ

مسئلہ (۱۱۴): آج کل یہ اسکیم نکلی ہے کہ کوئی چیز، مثلاً: گاڑی، کولر، فریج، شوکیس، وغیرہ نقد لینے کی صورت میں ۵ ہزار، اور قسط وار لینے کی صورت میں ۶ ہزار روپے میں ملتی ہے، تو نقد اور ادھار کی قیمت میں یہ فرق شرعاً منع نہیں [۱]، لیکن اگر وقتِ متعین پر قسط نہ ادا کرنے کی صورت میں قیمت میں مزید اضافہ کیا جاتا ہے، یا وصول کردہ رقم سوخت ہوجاتی ہے، اور خریدی ہوئی چیز بھی ضبط کرلی جاتی ہے تو اس طرح کا معاملہ سود [۲] اور جوا کو شامل ہے [۳]، اور یہ دونوں نصِ قطعی سے حرام وممنوع ہیں۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " درر الحكام شرح مجلة الأحكام " : البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح ، يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط . (۱/۲۲۷ ، ۲۲۸ ، رقم المادة :۲۴۵ ، ۲۴۶)

ما في " بحوث في قضايا فقهية معاصرة " : أما الأيمة الأربعة وجمهور الفقهاء والمحدثين فقد أجازوا البيع المؤجل بأكثر من سعر النقد بشرط أن يبت العاقدان بأنه بيع ومؤجل بأجل معلوم وبثمن متفق عليه عند العقد . (ص/۷ ، بحوث فقهية من الهند :ص/۱۲۳ ، بيع التقسيط)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا الربوا أضعافا مضاعفة﴾ . (آل عمران : ۱۳۰)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : قال صاحب التنوير التمرتاشي : الربا شرعًا فضل خال عن عوض بمعيار شرعي مشروط لأحد المتعاقدين في المعاوضة . " تنوير " . (۷/۳۹۸ – ۴۰۱)

ما في " الصحيح لمسلم " : عن جابر قال : " لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه ، وقال : هم سواء " . (۲/۲۷)

(۳) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾ . (سورة المائدة : ۹۰)

ما في " معجم لغة الفقهاء " : القمار تعليق الملك على الخطر والمال من الجانبين . (ص/۳۶۹)

ما في " الشامية " : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : لأن القمار من القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرى ، وسمي القمار قمارًا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه ، وهو حرام بالنص .

(۹/۵۷۷ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء ، فصل في البيع)

مروجہ لاٹری

مسئلہ(۱۱۵): حالیہ زمانے میں بازار کے اندر لاٹری کی مختلف صورتیں مروج ہیں، جن میں سے ایک مشہور صورت یہ ہے کہ بازاروں میں مخصوص جگہ پر لاٹری کی مختلف ٹکٹیں، مختلف قیمتوں کی ہوتی ہیں، خریدار کسی ایک قیمت یا الگ الگ قیمتوں کے کچھ ٹکٹ خرید لیتا ہے، پھر جب خریدار کا ریکارڈ اصل مرکز میں پہنچتا ہے، اور اس کے نام لاٹری نکل آتی ہے تو اسے متعینہ رقم ملتی ہے، جو اکثر اوقات روپیہ ہی کی صورت میں ہوتی ہے، اور ٹکٹ کی رقم سے زیادہ ہی ہوتی ہے، اور یہ سود ہے جو شرعاً حرام ہے [۱]، نیز اس میں نفع ونقصان مبہم اور خطرے میں رہتا ہے، کہ اگر نام نکل آیا تو نفع ہوگا، اور نہ نکلا تو اصل پونجی بھی ڈوب جائیگی، علاوہ ازیں یہ ٹکٹ خریدنے والے کی محنت کا نتیجہ نہیں، بلکہ محض بَخت یعنی قسمت واتفاق پر مبنی ہوتے ہیں کہ اس کا نام نکل بھی سکتا ہے، اور نہیں بھی نکل سکتا ہے، ایسے ہی مبہم اور پر خطر نفع ونقصان کو قمار کہتے ہیں، جو شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ [۲]

لکس صابن اور بریٹانیہ بسکٹ کی ایک نئی اسکیم

مسئلہ(۱۱٦): آج کل مختلف کمپنیاں اپنے ناقص سامان کو زیادہ سے زیادہ فروخت کرنے کے لیے مختلف اسکیمیں بناتی ہیں، جیسے لکس صابن(Lux soap) کی کمپنی نے ایک اسکیم لانچ (Launch) کی کہ لکس صابن(Lux soap) خریدنے پر پاؤ ایک سونے کا سکہ بالکل مفت، اور بن جاؤ راتوں رات کروڑ پتی، اسی طرح بسکٹ کی کمپنی ہے جس کا نام بریٹانیہ (Britaniya) ہے، اس کمپنی نے ایک اسکیم جاری کی تھی کہ اگر بریٹانیہ کے بسکٹ کے پیکٹ

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا الربوآ أضعافا مضاعفة﴾ . (اٰل عمران : ۱۳۰)

ما في " تبيين الحقائق " : قال حافظ الدين النسفي رحمه الله تعالى : هوفضل مال بلا عوض في معاوضة مال بمال . (۴/۴۴٦ ، رمز الحقائق شرح كنز الدقائق : ۲/۳۲ ، البحر الرائق : ٦/۲۰۷، النهر الفائق :۳/۴٦۹ ، كذا في رد المحتار : ۷/۳۹۸ – ۴۰۱ ، كتاب البيوع ، باب الربا)

(۲) (حواله بالا ، رقم الحاشية :۳)

پر تمہیں کوئی لکی نمبر مل جائے ، تو ہم تمہیں ورلڈ کپ کی (چاہے وہ کسی بھی ملک میں ہو پاسپورٹ اور ویزا کے ساتھ) فری ٹکٹ دیں گے، یہ انعامی اسکیم غریب اور نادار لوگوں کے ساتھ ظلم ہے، اس لیے کہ یہ انہیں بے جا فضول خرچی ، اور غیر ضروری خریداری کی طرف انعام کی لالچ میں راغب کرتی ہے، جس کے نتیجہ میں ایک عام آدمی کے محدود مالی وسائل نہ صرف متأثر ہوتے ہیں، بلکہ وہ اس سے مالی مشکلات اور ذہنی پریشانیوں کا شکار ہوتا ہے، کیوں کہ اس طرح کی اسکیموں میں کمالِ ہوشیاری سے ایسے حربے اپنائے جاتے ہیں، کہ اولاً تو سونے کا سکہ یا لکی (Lucky) نمبر نکلتا ہی نہیں، اور نکلتا بھی ہے تو لاکھوں خریداروں میں سے ایک آدھ کا، نتیجۃً خریدار کے لیے سوائے مایوسی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا، شرعاً ایسی خرید وفروخت ناجائز اور فاسد ہے[۱] کہ جس میں کوئی ایسی خارجی شرط لگائی جائے، جس میں فریقین میں سے کسی ایک کا نفع ہو، نیز اس میں دھوکہ دہی، غَررِ کثیر[۲] اور قمار (جوا)[۳] بھی ہے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يا أيها الذين اٰمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل﴾ .
(سورة النساء : ۲۹)

ما في " البحر المحيط لأبي حيان " : قال أبوحيان رحمه الله تعالى : الباطل هو كل طريق لم تبحه الشريعة ، فيدخل فيه السرقة والخيانة والغصب والقمار وعقود الربا وأثمان البياعات الفاسدة .
(۳۲۲/۳)

(۲) ما في " جامع الترمذي " : ولما جاء في الحديث : عن أبي هريرة قال : " نهىٰ رسول الله ﷺ عن بيع الغرر وبيع الحصاة " . (۲۳۳/۱ ، الصحيح لمسلم : ۲/۲)

ما في " نصب الراية للزيلعي " : وروي أن النبي ﷺ نهىٰ عن بيع وشرط . (۴۳/۴)

ما في " جامع الترمذي " : ونهىٰ رسول الله ﷺ عن بيعتين في بيعة . (۲۳۳/۱)

(۳) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿ يا أيها الذين اٰمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾ . (سورة المائدة : ۹۰)

ما في " الشامية " : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : وسمي القمار قمارًا ، لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه ، وهو حرام بالنص . (۵۷۷/۹ ، ۵۷۸ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء ، فصل في البيع)

غرر وقمار پر مشتمل ایک ممبر سازاسکیم

مسئلہ (۱۱۷): آج کل عموماً تاجر یا کمپنی وغیرہ ممبر سازی کے ذریعہ فرتج، کولر، واشنگ مشین، سائیکل، موٹر سائیکل وغیرہ اسکیم کے تحت فروخت کرتے ہیں، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کسی چیز کی اصل قیمت بازار میں مثلاً: پانچ ہزار روپئے ہیں، تو وہ لوگ پوری رقم یکبارگی لینے کے بجائے، سو روپے ماہانہ ادا کرنے والے سو ممبر ۴۵ ماہ کے لئے بنا لیتے ہیں، اور ہر ماہ پابندی کے ساتھ قرعہ اندازی کی جاتی ہے، اگر پہلے ہی ماہ میں کسی ممبر کا نام قرعہ اندازی سے نکل آتا ہے، تو اس کو صرف سو روپے میں پانچ ہزار کی چیز مل جاتی ہے، اور اگر کسی کا نام دوسرے ماہ میں نکلا تو پانچ ہزار کی چیز اسے صرف دو سو میں مل جاتی ہے، اسی طرح ہر ماہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے والے کو وہ چیز جمع شدہ رقم کے عوض ملتی رہتی ہے، اب پینتالیسویں ماہ میں جتنے ممبر باقی رہیں گے، سب کو وہ چیز دیدی جائے گی، اس طرح کی اسکیم شرعاً قمار یعنی جوا[1] کو شامل ہے، نیز بوقتِ عقد، ثمن مجہول ہوتا ہے[2]، لہٰذا یہ اسکیم چلانا، اس میں حصہ لینا، اور قرعہ اندازی سے طے شدہ اشیاء کا حاصل کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه﴾ . (سورة المائدة : ۹۰)

ما في " الشامية " : لأن القمار من القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرىٰ ، وسمي القمار قمارًا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلىٰ صاحبه ، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه ، وهو حرام بالنص . (۹/۵۷۷ ، ۵۷۸ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء ، فصل في البيع)

ما في " معجم لغة الفقهاء " : القمار تعليق الملك على الخطر والمال من الجانبين . (ص/۳۶۹)

(۲) ما في " الصحيح لمسلم " : وعن أبي هريرة قال : " نهىٰ النبي ﷺ عن بيع الغرر وبيع الحصاة " . (۲/۲ ، جامع الترمذي : ۱/۲۳۳)

ما في " المبسوط للسرخسي " : الغرر ما يكون مستور العاقبة . (۱۲/۱۹۴)

ما في " بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع " : الغرر هو الخطر الذي يستوي فيه طرف الوجود والعدم بمنزلة الشك . (۵/۱۶۳)

ما في " الشامية " : وأما الثالث : وهو شرط الصحة فخمسة وعشرون : ومنها عامة ومنها =

کتاب الإجارة

اجارہ کے مسائل

شیٔ مستأجرہ پر تعدّی کی صورت میں ضمان

مسئلہ (۱۱۸): آج کل لوگ گاڑی کرایہ پر لے کر سفر کرتے ہیں، اس کی عموماً دوصورتیں ہوتی ہیں:

(۱) گاڑی اس وضاحت کے ساتھ کرایہ پر لے کہ صرف اور صرف وہی اس گاڑی پر سواری کرے گا، چنانچہ اگر وہ خود تنِ تنہا سوار ہوا، اور دورانِ سفر گاڑی کا کوئی پارٹ (Part) خراب ہوا تو کرایہ پر لینے والا ضامن نہیں ہوگا، بلکہ یہ نقصان گاڑی کے مالک کا شمار ہوگا۔

(۲) گاڑی کرایہ پر لی، اور اس طرح کی کوئی وضاحت نہیں کی کہ صرف وہی سوار ہوگا، یا کسی اور کو بھی سوار کرے گا، پھر خود سوار ہوا اور دوسروں کو بھی سوار کیا، اور دورانِ سفر گاڑی کو کوئی نقصان پہنچا تو ائمۂ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک کرایہ دار نقصان کا ضامن ہوگا۔[1]

= خاصة ، فالعامة لكل بيع شروط الانعقاد المارة : لأن ما لا ينعقد لا يصح ، وعدم التوقيت ومعلومية المبيع ومعلومية الثمن بما يرفع المنازعة فلا يصح بيع شاة من هذا القطيع ، وبيع الشيء بقيمته . (۱۵/۷ ، البيوع ، مطلب شرائط البيوع أنواع أربعة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " النتف في الفتاوى " : وأما استئجار الدابة فعلىٰ وجهين : أحدهما : أن يكتري دابة ويقيدها بركوب نفسه خاصة ، والآخر : أن يكتريها مرسلة ولا يقيدها بركوب نفسه ، ثم أركبها غيره وعطبت الدابة فعليه الضمان ، وإن ركبها وأركب معه آخر فعطبت الدابة ففي قول أبي حنيفة وأصحابه يضمن بمقدار الآخر . (ص/۳۴۴ ، كتاب الإجارة ، استئجار الدابة)

ما في " بدائع الصنائع " : ولو استأجر دابة ليركبها ، ليس له أن يركب غيره ، وإن فعل ضمن . (۴۷/۶ ، كتاب الإجارة)

ما في " البحر الرائق " : وإن قيد براكب أو لابس فخالف ضمن اهـ . (۵۲۳/۷ ، كتاب =

اِسار یعنی بیعانہ

مسئلہ (۱۱۹): آج کل لوگ اپنی ذاتی گاڑیاں کرایہ پر چلاتے ہیں، ان گاڑیوں کے مالکوں کے نزدیک ضابطہ یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کو گاڑی کرایہ پر لینی ہوتی ہے، وہ گاڑی مالک کو اپنے سفر کی تاریخ اور وقت بتلا دیتا ہے، اور اس عقدِ اجارہ کی پختگی کیلئے بطورِ بیعانہ (جسے عرفِ عام میں اِسار کہا جاتا ہے) کچھ رقم دیدی جاتی ہے، اگر مستاجر یعنی کرایہ دار اس تاریخ کو یہ گاڑی کرایہ پر نہ لے تو بیعانہ کے طور پر دی ہوئی رقم سوخت ہوجاتی ہے[1]، اور گاڑی مالک لی ہوئی رقم نہ واپس کرتا ہے، اور نہ مستاجر اس کا مطالبہ کرسکتا ہے، شرعاً یہ طریقہ ناجائز ہے، کیوں کہ عقدِ اجارہ میں اجرت منافع کی ہوتی ہے، اور منافع نہ حاصل کئے جانے کی صورت میں بھی اجرت کا واجب ولازم ہونا سراسر ظلم وزیادتی ہے۔[2]

= الإجارة ، باب ما یجوز من الإجارة وما یکون خلافا فیها)

ما في '' الهندیة '' : فإن أطلق الرکوب جاز أن یرکب من شاء .

(۴/۴۸۷ ، الباب السادس والعشرون فی استئجار الدواب للرکوب ، الهدایة :۳/۲۹۸ ، نتائج الأفکار تکملة فتح القدیر : ۹/۸۳ ، کتاب التجارات ، ما یجوز من الإجارة وما یکون خلافا فیها)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في '' سنن ابن ماجه '' : عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده : '' أن رسول الله ﷺ نهیٰ عن بیع العربان '' . (ص/۱۵۸ ، أبواب التجارات ، باب بیع العربان)

ما في '' اعلاء السنن '' : قال مالک : وذلک فیما نری ؛ والله أعلم . یشتري الرجل العبد أو الولیدة أو یتکاری الدابة ، ثم یقول للذی اشتری منه أو تکاری منه : أعطیتک دینارًا أو درهمًا أو أکثر من ذلک أو أقل ، علی أني أخذت السلعة أو رکبت ما تکاریت منک ، فالذي أعطیتک من ثمن السلعة أو من کراء الدابة ، وإن ترکت ابتیاع السلعة أو کراء الدابة فما أعطیتک لک باطل بغیر شيء .[زرقاني :۳/۹۴ ، ۹۵] . (۱۴/۱۹۷ ، رقم الحدیث :۴۶۷۲ ، باب النهي عن بیع العربان ، الفقه الإسلامي وأدلته :۵/۳۴۳۴ ، بیع العربون)

ما في '' حجة الله البالغة '' : ونهی عن بیع العربان أن یقدم (المشتري) إلیه (البائع) شيء من الثمن، فإن حسب من الثمن وإلا فهو له مجانا ، وفیه معنی المیسر . (۲/۱۹۱ ، بیوع فیها معنی المیسر)

ما في '' بدائة المجتهد '' : فجمهور علماء الأمصار علی أنه غیر جائز .... الخ ؛ بیع =

کمپیوٹر پروگرامس ’’سی ڈیز‘‘ کی ایک نئی اسکیم

مسئلہ (۱۲۰): آج کل بعض کمپنیاں تعلیم کے نام پر غریبوں اور مفلسوں کا خون چوس رہی ہیں، مثلاً: ایک کمپنی ہے جس نے کمپیوٹر تعلیم کیلئے ایسی سی ڈی (C-D) تیار کی ہے جو ستاون (57) کورسیس پر مشتمل ہے، یہ ستاون کورسیس اگر کسی کالج یا تعلیمی ادارے میں حاصل کرنے ہوں تو ان کی فیس لاکھوں تک پہونچتی ہے، لیکن اگر کوئی آدمی ساڑھے سات ہزار روپئے دے کر، اس کمپنی کا ممبر بن جاتا ہے تو کمپنی یہ پورے ستاون (57) کورسیس اسے صرف ساڑھے سات ہزار روپئے میں سکھادے گی، ممبر کے لئے سال میں تین کورسیس میں کامیاب ہونے پر کمپنی کی طرف سے یہ انعام ہوتا ہے، کہ اگر وہ دو ممبر اس کمپنی کے بنادے جس کی مالیت پندرہ ہزار (15000) روپئے ہوتی ہے تو کمپنی اسے اس پندرہ ہزار (15000) میں سے دو ہزار (2000) روپئے بطورِ اجرت دے گی، شرعاً یہ صورت منع ہے، کیونکہ اس صورت میں اجیر کے عمل سے حاصل ہونے والی رقم ہی کا ایک جزء اس کی اجرت قرار دیا گیا جو شرعاً ناجائز ہے [1]، نیز اس میں غرر بھی ہے، وہ اس طرح کہ اگر صرف ایک ممبر

= العربان : وصورته أن يشتري الرجل شيئًا فيدفع إلى المبتاع من ثمن ذلک المبيع شيئًا على أنه إن نفذ البيع بينهما كان ذلک المدفوع من ثمن السلعة ، وإن لم ينفذ ترک المشتري بذلک الجزء من الثمن عند البائع ، ولم يطالبه به ، وإنما صار الجمهور إلى منعه ، لأنه من باب الغرر والمخاطرة ، وأكل مال بغير عوض . (۲۱۸/۳ ، كتاب البيوع ، الباب الرابع في بيوع الشروط والثنيا)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل﴾ . (سورة النساء : ۲۹)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : قال العلامة الجصاص في هذه الأية : قد انتظم هذا العموم النهي عن أكل مال الغير بالباطل وأكل مال نفسه بالباطل .... وقد قيل فيه وجهان : أحدهما ما قال السدي : وهو أن يأكل بالربا والقمار والبخس والظلم ؛ وقال ابن عباس والحسن : أن يأكله بغير عوض . (۲۱۶/۲ ، ۲۱۷)

ما في " جمع الجوامع " : قوله عليه السلام : " ألا لا يحل مال امرئٍ مسلم إلا بطيب نفس منه " . (۷/۹ ، تتمه ، حرف اللام ألف ، رقم الحديث : ۲۶۷۵۹ ، سنن الدار قطني : ۲۲/۳ ، كتاب البيوع ، رقم الحديث : ۲۸۶۲ ، مشكوٰة المصابيح :ص/۲۵۵ ، كتاب الغصب والعارية) =

بنایا تو کوئی معاوضہ نہیں، اور اگر تین ممبر بنائے تو صرف دو پر اجرت دی جائے گی تیسرے پر نہیں، جب کہ آپ ﷺ نے غرر اور نجش سے منع فرمایا(۱)، نیز اس طرح کی کمپنیوں کے قیام کا مقصد، اور ان کی ممبر شپ حاصل کرنے کی غرض تعلیم کو فروغ دینا یا حاصل کرنا نہیں بلکہ پیسہ کمانا ہے، ویسے تو پیسہ کمانا فی نفسہ ممنوع نہیں، لیکن شریعت نے اسے حاصل کرنے کے بھی کچھ اصول وضوابط متعین کئے، اگر ان اصول وضوابط کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو بنگاہِ شرع یہ اکلِ اموال بالباطل میں داخل ہو کر حرام ہوتا ہے۔(۲)

الحجة على ما قلنا :

= (۱) ما في " سنن الدار قطني " : عن أبي سعيدٍ الخدري قال : " نهى عن عسب الفحل وعن قفيز الطحان " . (۴۲/۳ ، رقم الحديث : ۲۹۶۶ ، السنن الكبرىٰ للبيهقي : ۵۵۶/۵ ، رقم الحديث : ۱۰۸۵۴ ، نصب الراية للزيلعي : ۳۳۴/۴)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولو دفع غزلا لآخر لينسجه له بنصفه ، أي بنصف الغزل أو استأجر بغلا ليحمل طعامه ببعضه ، أو ثورًا ليطحن بره ببعض دقيقه فسدت في الكل ، لأنه استأجره بجزء من عمله ، والحاصل في ذلک نهيه ﷺ عن قفيز الطحان . " الدر المختار " . (۷۸/۹ ، ۷۹ ، باب الإجارة الفاسدة ، مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر : ۵۳۹/۳ ، كتاب الإجارة ، تبيين الحقائق : ۱۲۷/۶ ، ۱۲۸ ، باب الإجارة الفاسدة ، الفتاوىٰ الهندية : ۴۴۴/۴ ، الفصل الثالث في قفيز الطحان)

(۱) ما في " الصحيح لمسلم " : عن أبي هريرة قال : " نهىٰ رسول الله ﷺ عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر " . (۲/۲ ، كتاب البيوع ، جامع الترمذي : ۲۳۳/۱ ، باب ما جاء في كراهية بيع الغرر)

ما في " المبسوط للسرخسي " : الغرر ما يكون مستور العاقبة . (۱۹۴/۱۲)

ما في " بدائع الصنائع " : الغرر هو الخطر الذي استوى فيه طرف الوجود والعدم بمنزلة الشک . (۱۶۳/۵)

ما في " سنن النسائي " : عن نافع عن ابن عمر : " أن رسول الله ﷺ نهىٰ عن النجش " . (۱۴/۴ ، رقم الحديث : ۴۰۹۶ ، الصحيح لمسلم : ۳/۲ ، كتاب البيوع ، باب تحريم بيع الرجل ..... وتحريم النجش)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل﴾ . (سورة النساء : ۲۹)

ما في " البحر المحيط " : قال أبو حيان رحمه الله تعالى : والباطل هو كل طريق لم تبحه =

اسٹیڈیم کا ٹکٹ خریدنا

مسئلہ (۱۲۱): آج کل بعض ممالک، سرکاری اورنیم سرکاری ادارے، اپنی ماتحتی وسرپرستی میں کھیلوں اوران کی میچوں کومنعقد کرتے ہیں، اوران میچوں کو دکھانے کیلئے پلے گراؤنڈ (Playground) یا اسٹیڈیم (Stadium) میں داخلے کیلئے ٹکٹ وصول کرتے ہیں، ان کھیلوں اورمیچوں میں ٹکٹ لے کر اسٹیڈیم (Stadiam) میں جانا اوران کھیلوں اور میچوں کا دیکھنا شرعاً اس وقت جائز ہے، جب کہ ان کھیلوں اور میچوں میں ستر پوشی کا پورا انتظام ہو، اور غیر شرعی کام وہاں پر نہ کئے جاتے ہوں، اگر اسٹیڈیم میں نامحرم کھیل رہے ہوں، یا کھیلنے والوں کی سترِ شرعی ڈھکی ہوئی نہ ہو، یا اس کے علاوہ کوئی اورخلافِ شرع امرانجام دیا جارہا ہو، تو ٹکٹ لینا اوردینا اوراس میچ کا دیکھنا سبھی امورناجائز ہیں۔ (۱)

= الشريعة ، فيدخل فيه السرقة والخيانة والغصب والقمار وعقود الربا وأثمان البياعات الفاسدة .
(۳۲۲/۳)

ما في ” أحكام القرآن للجصاص “ : قال أبو بكر الجصاص : قد انتظم هذا العموم النهي عن أكل مال الغير بالباطل وأكل مال نفسه بالباطل ، قد قيل فيه وجهان : أحدهما ما قال السدى : وهو أن يأكل بالربا والقمار والبخس والظلم ؛ وقال ابن عباس والحسن : أن يأكله بغير عوض .
(۲۱۶/۲ ، ۲۱۷)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في ” الهندية “ : ولا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو وعلى هذا الحداء وقراء ة الشعر وغيره ، ولا أجر في ذلک وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالىٰ ، كذا في غاية البيان .(۴۴۹/۴ ، كتاب الإجارة ، الباب السادس في مسائل الشيوع في الإجارة ، والإجارة على الطاعات والمعاصى)

ما في ” التنوير وشرحه مع الشامية “ : لا تصح الإجارة لعسب التيس .... ولأجل المعاصي مثل الغناء والنوح والملاهي . ” تنوير “ . (۷۵/۹ ، كتاب الإجارة ، باب الإجارة الفاسدة)

کتاب الشرکة

شرکت کے مسائل

پارٹنر شِپ میں قرعہ اندازی کے ذریعہ نفع ونقصان کا تعین

مسئلہ (۱۲۲): بعض لوگ پارٹنرشپ (Partnership) میں کاروبار کرتے ہیں، جس میں دونوں کی رقم برابر ہوتی ہے، اورابتداء ہی سے آپس میں یہ بات طے کر لیتے ہیں کہ ہر ماہ قرعہ اندازی کی جائے گی، جس کا نام قرعہ اندازی سے نکل آئیگا صرف وہی نفع ونقصان کا ضامن ہوگا، خواہ ہر مہینہ ایک ہی شریک کا نام نکلتا رہے، اس طرح سے کاروبار کرنا مکمل طور پر قمار یعنی جوا کو شامل ہے جو شرعاً حرام ہے، لہٰذا شرکت کا یہ طریقہ بھی ناجائز وحرام ہوگا۔ [1]

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الکریم " : ﴿إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجسٌ من عمل الشیطٰن﴾ . (سورة المائدة : ۹۰)

ما في " معجم لغة الفقهاء " : القمار تعلیق الملک علی الخطر والمال من الجانبین . (ص/۳۶۹)

ما في " الشامیة " : قال ابن عابدین الشامي رحمه الله تعالی : لأن القمار من القمر الذي یزداد تارة وینقص أخری ؛ وسمي القمار قمارًا لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ، ویجوز أن یستفید مال صاحبه ، وهو حرام بالنص .

(۹/۵۷۷ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء ، فصل في البیع)

کتاب اللقطة

لقطہ کے مسائل

گری پڑی چیز کا اٹھانا

مسئلہ (۱۲۳): لقطہ یعنی گری پڑی چیز کسی شخص کا وہ کھویا ہوا مال ہے جسے کوئی اور شخص اٹھالے [۱]، لقطہ کا اٹھانا کبھی مستحب ہوتا ہے کبھی مباح اور کبھی حرام، اگر اندیشہ ہو کہ نہ اٹھانے کی صورت میں وہ سامان ضائع ہوجائے گا تو اصل مالک تک پہنچانے کی نیت سے اسے اٹھالینا مستحب ہے [۲]، بلکہ شوافع کے نزدیک واجب ہے [۳]، اگر ضیاع کا اندیشہ نہ ہوتو اس کا اٹھانا مباح ہے، اور اس نیت سے اٹھانا کہ وہ خود رکھ لے گا اصل مالک تک نہ پہنچائے گا تو یہ حرام ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لقطہ یعنی گری پڑی چیز اٹھانا اس کے لیے حلال ہے جو اعلان کا ارادہ رکھتا ہو''۔ [۴]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' الدر المختار مع الشامية '' : (اللقطة) هي رفع شيء ضائع للحفظ على الغير لا للتمليك . '' الدر المختار '' . (۶/ ۴۳۱ – ۴۳۳ ، كتاب اللقطة)

ما في '' المغني '' : (اللقطة) وهي المال الضائع من ربه يلتقط غيره . (۵/ ۴۱۳)

(۲) ما في '' فتاوى قاضي خان على هامش الهندية '' : اللقطة على وجهين : إن خاف ضياعها يفترض دفعها وإلا يباح ، أجمع العلماء عليه . (۶/ ۲۱۹ ، كتاب اللقطة)

(۳) ما في '' المهذب '' : والثاني يجب لما روى ابن مسعود رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال : '' حرمة مال المؤمن كحرمة دمه '' . ولو خاف على نفسه لوجب حفظها فكذلك إذا خاف على ماله . (۲/ ۳۰۳)

(۴) ما في '' بدائع الصنائع '' : ولنا ما روي عن رسول الله ﷺ قال : '' لا تحل اللقطة ، فمن التقط شيئًا فليعرّفه سنة '' . (۸/ ۳۳۴ ، كتاب اللقطة ، فصل في بيان ما يصنع باللقطة)

ما في '' الأشباه والنظائر لإبن نجيم '' : الأمور بمقاصدها . (۱/ ۱۱۳)

تبدیل شدہ سامان اور کھوئی ہوئیں اشیاء

مسئلہ (۱۲۴): اگر کسی شخص کی چپل یا جوتا مسجد سے تبدیل ہوگیا، یا جہاز یا بس وغیرہ میں بیگ تبدیل ہوگیا اور غلطی سے دوسرے کا بیگ آ گیا تو اس کا استعمال جائز نہیں ہے [۱]، کیوں کہ یہ بات یقینی نہیں ہے کہ جس نے جوتا یا چپل یا بیگ لیا ہے، یہ جوتا یا چپل اور بیگ اسی کا ہے، اور اگر یقین ہو بھی تو چونکہ باہمی اس کے مبادلہ کا کوئی معاملہ نہیں ہوا، اس لیے اس کا حکم لقطہ یعنی گری پڑی چیز کا ہوگا، اس کے مالک کو تلاش کرکے واپس کرنا لازم وضروری ہے، اور اگر مالک کے ملنے سے ناامید ہوجائے تو مالک کی طرف سے صدقہ کردے، اور اگر خود فقیر ہو تو اس کو استعمال کرسکتا ہے۔ [۲]

ذاتی چیز کھوجانے سے غیر کی چیز حلال نہیں ہوتی

مسئلہ (۱۲۵): بعض مرتبہ کسی کی چپل یا جوتا کوئی شخص مسجد سے یا کسی اور مقام سے چرالے جاتا ہے تو وہ دوسرے کی چپل یا جوتا پہن لیتا ہے، اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ میرے لیے جائز وحلال ہے، کیوں کہ میری چپل یا جوتا بھی تو چوری ہوگیا، جب کہ اپنی کسی چیز کے چوری ہوجانے پر دوسرے کی چیز کی چوری جائز نہیں ہوتی، بلکہ ویسے ہی ناجائز وحرام ہے جیسے پہلے تھی۔ [۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " إمداد المفتيين المسمى بالفتاوى العزيزية " : كما في العالمكيرية : قال : امرأة وضعت ملائتها ، وجاءت امرأة أخرى وضعت ملأتها ، ثم جاءت الأولى وأخذت ملأة الثانية وذهبت لا يسع للثانية أن ينتفع ملائتها . (۲/۲۷ ، باب الوديعة والأمانة)

ما في " دررالحكام " : لا يجوز لأحد أن يتصرّف في ملك الغير بلا إذنه .

(۱/۹٦ ، رقم المادة : ۹٦)

(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال الحصكفي : فينتفع بها لو فقيرًا وإلا فتصدق على فقير ، ولو على أصله وفرعه وعرسه ...... فإن جاء مالكها بعد التصدق خير بين إجازة فعله .

(٦/۴۳۷ ، ۴۳۸ ، كتاب اللقطة) =

اخبار، ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ گم شدہ سامان کا اعلان

مسئلہ (۱۲۶): لقطہ یعنی گری پڑی چیز کا اعلان کرنا واجب ہے، فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ بازار اور مساجد کے دروازوں پر اعلان کرے، لقطہ کی اہمیت اور قیمت کے لحاظ سے اعلان وتشہیر کے لیے رسائل، اخبار اور ریڈیو وغیرہ کا انتخاب بھی کیا جاسکتا ہے، جب لقطہ یعنی گری پڑی چیز کے مالک کا پتہ چل جائے تو اسے دیدے، اور اگر مناسب مدت مثلاً: ایک سال تک اعلان کیا اور مالک کا پتہ نہ چلا تو صدقہ کردے[۱]، اور اگر خود مستحق ہو تو خود بھی استعمال کرسکتا ہے، پھر اگر مالک آجائے تو اسے اختیار ہوگا، کہ اپنی چیز لے لے یا اجر وثواب حاصل کرے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

= (۳) ما في " تعليق بدائع الصنائع " : وأخذ السرقة حرام ، ويدل لذلک الكتاب والسنة والإجماع : أما الكتاب : فقوله تعالى : ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما جزاءً بما كسبا نكالا من الله﴾ . [سورة المائدة :۳۸] . فإن الله تعالى قد رتب وجوب قطع الأيدي على السرقة عقوبة للسارق ، وهذه العقوبة الشديدة لا تكون إلا على فعل محرم شرعًا لما فيها من شديد الإيذاء . وأما السنة : فأولا ما رواه الحاكم من حديث حجة الوداع ؛ أن رسول الله ﷺ قال : " لا يحل لإمرئ من مال أخيه إلا ما أعطاه عن طيب نفس " . فإن نفي الحل يقتضي الحرمة ، فأخذ مال الغير حرام ، إلا إذا طابت به نفسه ، والسرقة أخذ مال الغير من غير طيب من نفسه فتكون محرمة . وثانيًا : ما رواه مسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : " لعن الله السارق يسرق البيضة فتقطع يده ، ويسرق الحبل فتقطع يده " . فإن اللعن على الفعل دليل حرمته، خصوصًا إذا صاحب اللعن ترتب العقوبة على الفعل كما هنا . وأما الإجماع : فقد اتفقت كلمة المجتهدين من السلف والخلف على حرمتها . (۹/۲۷۹ ، كتاب السرقة ، فصل في ركن السرقة)

ما في " درر الحكام " : لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملک الغير بلا إذنه . وفيه أيضًا : لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي . (۱/۱۹٦ – ۱۹۸ ، رقم المادة :۹٦ – ۹۸)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : ويعرّف الملتقط اللقطة في الأسواق والشوارع مدة يغلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها بعد ذلک ، هو الصحيح . كذا في مجمع البحرين ...... ثم بعد تعريف المدة المذكورة الملتقط مخير بين أن يحفظها حسبة ، وبين أن يتصدق بها ، فإن جاء صاحبها =

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

= فأمضى الصدقة يكون له ثوابها ، وإن لم يمضها ضمن الملتقِط . (۲/ ۲۸۹ ، كتاب اللقطة)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : (إلى أن علم أن صاحبها لا يطلبها ..... الخ) . الدر المختار .

وفي الشامية : قوله : (إلى أن علم أن صاحبها لا يطلبها) لم يجعل للتعريف مدة اتباعًا للسرخسي ؛ فإنه بنى الحكم على غالب الرأي ، فيعرف القليل والكثير إلى أن يغلب على رأيه أن صاحبه لا يطلبه ، وصححه في الهداية ، وفي المضمرات والجوهرة ، وعليه الفتوى .

(۶/ ۴۳۶ ، كتاب اللقطة)

(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : فينتفع الرافع بها لو فقيرًا ، وإلا تصدق بها على فقير ولو على أصله وفرعه وعرسه .... فإن جاء مالكها بعد التصدق خير بين إجازة فعله ، ولو بعد هلاكها وله ثوابها أو تضمينه . " الدر المختار " . (۶/ ۴۳۷ - ۴۳۹ ، كتاب اللقطة)

کتاب الوقف

وقف کے مسائل

شئ موقوفہ کو منتقل کرنا یا عوض دے کر اس پر مالکانہ قبضہ

مسئلہ (۱۲۷): اگر واقف نے قرآن کے پارے اور کتبِ دینیہ وفقہیہ، خاص مسجد پر وقف کیا ہے تو جس کا دل چاہے مسجد ہی میں تلاوت ومطالعہ کرے، ان کو درسگاہ، مکان، دوکان وغیرہ میں مستقلاً یا عارضی طور پر لے جانا شرعاً جائز نہیں ہے، اگر چہ اس کے عوض دوسرا قرآن کریم یا کوئی اور کتاب یا اس کی قیمت مسجد میں دیدے، کیوں کہ شئ موقوفہ پر عوض دے کر قبضہ کرنا شرعاً جائز نہیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الشامية " : لكن في القنية : سبل مصحفا في مسجد بعينه للقراء ة ، ليس له بعد ذلك أن يدفعه إلى آخر من غير أهل تلك المحلة للقراء ة .... وأما نقلها منه ففيه تردّد ناشئ مما قدمه عن الخلاصة من حكاية القولين ؛ من أنه لو وقف المصحف على المسجد : أي بلا تعيين أهله ، قيل : يقرأ فيه ، أي يختص بأهله المتردّدين إليه ؛ وقيل : لا يختص به أي فيجوز نقله إلى غيره ، وقد علمت تقوية القول الأول بما مر عن القنية . (۵۵۸/۶ ، ۵۵۹ ، كتاب الوقف ، مطلب : متى ذكر للوقف مصرفًا لا بد أن يكون فيهم تنصيص على الحاجة ، ومطلب : في نقل كتب الوقف من محلها ، البحر الرائق :۳۸۱/۵ ، كتاب الوقف)

ما في " خلاصة الفتاوى " : لأن البواري ليست من المسجد حقيقة ، لكن لها حكم المسجد .... ولا يحمل الرجل سراج المسجد إلى بيته ، ويحل من بيته إلى المسجد .

(۲۲۹/۱ ، كتاب الصلاة ، الفصل السادس والعشرون في المسجد وما يتصل به ، جنس آخر)

ما في " البحر الرائق " : وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه . (۳۴۲/۵ ، كتاب الوقف)

كتاب الحظر والإباحة

ممنوع اور مباح چیزوں کے مسائل

دینی پروگرامس کی ''ویڈیو شوٹنگ''

مسئلہ (۱۲۸): نعت ونظم یا حرم شریف وغیرہ کی تراویح، یا مناظرہ، یا اور کوئی دینی پروگرامس کی تصاویر والی سی ڈی (C-D) تیار کرنا، کروانا، اسی طرح ان سی ڈیز کو ٹی وی (T-V) یا کمپیوٹر (Computer) پر دیکھنا، دکھانا، اور اس کی خرید وفروخت جمہور علماء ہند کے نزدیک شرعاً ناجائز وممنوع ہے، کیوں کہ ذی روح کی تصویر کشی وتصویر سازی بلاضرورتِ شدیدہ حرام ہے۔(۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' صحيح البخاري '' : قوله عليه السلام : '' إن أشدّ الناس عذاباً عند الله المصورون '' .
(۲/۸۸۰ ، كتاب اللباس ، باب عذاب المصورين يوم القيامة ، الصحيح لمسلم : ۲/۲۰۱ ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم تصوير صورة الحيوان)

ما في '' الجامع لأحكام القرآن للقرطبي '' : قال القرطبي رحمه الله تعالى : يدل على المنع من تصوير شيء أي شيء كان . (۱۴/۲۷۴)

ما في '' الدر المختار مع الشامية '' : لا تمثالَ إنسان أو طير . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (أو طير) لحرمة تصوير ذي الروح . (۹/۵۱۹ ، الحظر والإباحة ، فصل في اللبس)

ما في '' شرح النووي على هامش مسلم '' : قال أصحابنا وغيرهم من العلماء : '' تصوير صورة الحيوان حرام شديد ، وهو من أكبر الكبائر ، لأنه متوعد عليه بهٰذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث ، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره ، فصنعته حرام بكل حال ، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى ، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها .
(۲/۱۹۹ ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم صورة الحيوان ، رد المحتار : ۲/۴۱۶ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب : إذا تردّد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى)

ما في '' اعلام الموقعين '' : وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود .
(۳/۱۷۵ ، فصل في سد الذرائع) =

عظیم المرتبت ہستی کی آمد پر استقبال اور نعرہ بازی

مسئلہ (۱۲۹): اہلِ علم وفضل ،صاحبِ ورع وتقویٰ، دین کے مقتدیٰ ورہنما، اور جو کوئی بھی عظیم المرتبت شخصیت ہو، اس کی تعظیم وتکریم کے لیے کھڑا ہونا، ''خیر مقدم'' و''مرحباً بکم'' اور تہنیتی کلمات کہنا شرعاً درست ہی نہیں بلکہ امرِ مستحسن ہے، اور ہر ایسا نعرہ جس سے خلافِ شرع امر کی تائید وتاکید ہوتی ہو لگانا جائز نہیں ہے، اور جن نعروں میں خلافِ شرع امر کی تائید وتاکید نہ ہو، اور نہ اس سے خلافِ شرع امر مقصود ہو تو ان کا لگانا جائز ہے۔ (۱)

= ما في '' المقاصد الشرعية '' : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/٤٦) (بارہواں فقہی سیمینار، منعقدہ: ۵تا۸ ذی قعدہ، ۱۴۲۰ھ، ۱۱تا ۱۴ فروری ۲۰۰۰ء، تجویز نمبر۵، بحوالہ نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے ص/۱۷۴)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' مشكوة المصابيح '' : قوله عليه السلام : '' قوموا إلى سيدكم '' . (ص/۴۰۳)

ما في '' مرقاة المفاتيح '' : وقال بعض العلماء : في الحديث إكرام أهل الفضل من علم أو صلاح أو شرف بالقيام لهم إذا أقبلوا . هكذا احتج بالحديث جماهير العلماء . (۵۰۸/۸)

ما في الدر المختار مع الشامية '' : وفي الوهبانية : يجوز بل يندب القيام تعظيمًا للقادم كما يجوز القيام ولو للقاري بين يدي العالم . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (يجوز بل يندب القيام تعظيمًا للقادم الخ) أي إن كان ممن يستحق التعظيم اهـ .

(۵۵۱/۹ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغيره ، قبيل فصل في البيع)

ما في '' أسد الغابة في معرفة الصحابة '' : كما يستفاد من قصة إسلام عمر رضي الله عنه ، قال : فقلت : '' أشهد أن لا إله إلا الله ، وأشهد أنّ محمدًا رسول الله '' . قال : '' فخرج القوم يتبادرون بالتكبير ، استبشارًا بما سمعوه مني ، وحمدوا الله عز وجل '' . (۳۲۱/۳)

ما في '' الأشباه والنظائر لإبن نجيم '' : الأمور بمقاصدها . (۱۱۳/۱)

علومِ دینیہ میں مشغول ہونا عباداتِ نافلہ سے افضل

مسئلہ (۱۳۰): طلباء مدارس کا اپنے علم میں اضافہ کی خاطر، مطالعۂ کتبِ دینیہ ودرسیہ میں مشغول ہونا، عباداتِ نافلہ میں مشغول ہونے سے افضل ہے، کیوں کہ عباداتِ نافلہ میں مشغول ہونا رافعِ درجات ہے جو نفعِ لازم ہے، اور تحصیلِ علمِ شریعت میں مشغول ہونا نفعِ متعدی ہے، اور نفعِ متعدی نفعِ لازم سے افضل ہے، لیکن اگر اس اشتغال سے ترکِ فرائض وواجبات لازم آتا ہو تو یہ اشتغال جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

خلافِ شرع اشتہار (Advertise)

مسئلہ (۱۳۱): آج کا دور اعلان وتشہیر اور ایڈوٹائز کا دور ہے، ہر شعبہ میں تشہیر پر خوب توجہ دی جارہی ہے، خواہ وہ سیاست ہو یا تجارت، زراعت ہو یا صنعت وحرفت، انسانی خدمات کے ادارے ہوں یا تعلیمی شعبے، اعلان وتشہیر میں ضابطہ یہ ہے کہ:

۱- وہ مقاصدِ شرع کے خلاف نہ ہو ورنہ وہ حرام ہے۔ (۲)

۲- جس چیز کا اعلان کیا جارہا ہے وہ خلافِ حقیقت نہ ہو، ورنہ غرر ہے، جس سے اسلام نے منع کیا ہے، (حضور ﷺ نے بیعِ غرر اور دھوکہ دہی سے منع فرمایا)۔ (۳)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى البزازية على هامش الهندية " : طلب العلم والفقه إذا صحّت النية أفضل من جميع أعمال البرّ ، وكذا الاشتغال بزيادة العلم إذا صحت النية لأنه أعم نفعًا ، لكن بشرط أن لا يدخل النقصان في فرائضه . (۳۷۸/۶ ، كتاب الاستحسان)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : رجل تعلم علم الصلاة أو نحوه ليعلم الناس ، وآخر ليعمل به فالأول أفضل لأنه متعد ، وروى مذاكرة العلم ساعة خير من إحياء ليلة . الدر المختار .
(۹/۵۸۴ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء)

ما في " شرح كتاب الفقه الأكبر " : قال الإمام الشافعي :

كل العلم سوى القرآن مشغلة　　إلا الحديث وإلا الفقه في الدين
العلم ما كان فيه قال : حدثنا　　وما سوى ذلك وسواس الشياطين

(ص/۹ ، خطبة الكتاب) =

۳- اعلان وتشہیر میں ممنوعاتِ شرعیہ کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو، مثلاً کوئی دواساز کمپنی اپنی دوا کی تشہیر کے لیے کسی خاتون کی خدمات حاصل کرے، اوروہ اپنے جسم کے اس حصے کو اخباروں اورٹی وی پر ظاہر کرے، جہاں اس دوا کے مفید اثرات مرتب ہوئے ہوں۔ (۱)

۴- یہ اعلان وتشہیر کسی حرام وناجائز کام میں وقوع کا سبب وذریعہ نہ بنے، جیسے فلموں کی یا خرید وفروخت کی اُن صورتوں کی تشہیر جو شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

= (۲) ما في " الموافقات في أصول الأحكام للشاطبي " : ومجموع الضروريات خمسة : وهي حفظ الدين والنفس والنسل والمال والعقل . (۴/۲ ، كتاب المقاصد ، المسئلة الأولى)

(۳) ما في " الصحيح لمسلم " : عن أبي هريرة قال : نهى رسول الله ﷺ عن بيع الحصاة وبيع الغرر " . (۲/۲ ، البيوع ، جامع الترمذي : ۲۳۳/۱ ، البيوع ، باب ما جاء في كراهية بيع الغرر)

ما في " الصحيح لمسلم " : عن ابن عمر : " أن رسول الله ﷺ نهٰى عن النجش " .
(۳/۲ ، كتاب البيوع)

ما في " شرح النووي على هامش مسلم " : النجش : وهو أن يزيد في ثمن السلعة لا لرغبة فيها ، بل ليخدع غيره ولغيره ليزيد ويشتريها ، وهذا حرام بالإجماع . (۳/۲)

ما في " المبسوط للسرخسي " : الغرر ما يكون مستور العاقبة . (۱۹۴/۱۲)

(۱-۲) ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴۶)

ما في " قواعد الفقه " : درء المفاسد أولى من جلب المنافع . (ص/۸۱ ، رقم القاعدة : ۱۳۲)

الکحل ملا ہوا پرفیومس یا عطر

مسئلہ (۱۳۲): آج کل سینٹ (پرفیومس) اور عطر وغیرہ میں جو "الکحل" ملایا جاتا ہے، اگر وہ انگور یا کھجور کی شراب سے بنا ہوا ہو تو وہ ناپاک ہے، اس کا استعمال ناجائز ہے، اور اگر وہ اِن دونوں شرابوں کے علاوہ کسی اور پاک چیز کی شراب سے، مثلاً: مکئی، جوار، بیر، آلو، چاول یا پیٹرول وغیرہ سے بنا ہوا ہو تو اس کے کپڑوں پر لگانے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا، اس کا استعمال جائز ہے، اگر کسی نے ایسا پرفیوم (Perfume) کپڑے پر لگا کر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہوگی، لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

نوٹ: البتہ صاحبِ "احسن الفتاویٰ" حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب پاکستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ آج کل "اسپرٹ" اور "الکحل" کیلئے انگور اور کھجور استعمال نہیں کی جاتی، لہٰذا شیخین رحمہما اللہ کے قول کے مطابق پاک ہے، حضراتِ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اگرچہ فسادِ زمان کی حکمت کی بناء پر امام محمد رحمہ اللہ کے قول کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے، مگر آج کل ضرورتِ تداوی وعمومِ بلویٰ کی رعایت کے پیشِ نظر شیخین رحمہم اللہ کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے، ویسے بھی اصولِ فتویٰ کے لحاظ سے قولِ شیخین رحمہما اللہ کو ترجیح ہوتی ہے، إلا لعارضٍ۔ (۱)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " تكملة فتح الملهم " : حكم الكحول المسكرة (Alcohals) فإنها إن اتخذت من العنب أو التمر فلا سبيل إلى حلتها أو طهارتها ، وإن اتخذت من غيرها فالأمر فيها سهل على مذهب أبي حنيفة .... وإن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية والعطور وغيرها لا تتخذ من العنب أو التمر ، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البيترول وغيره ، وحينئذ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة عند عموم البلوى ؛ والله سبحانه أعلم .

(۶۰۸/۳ ، كتاب الطهارة ، الأشربة ، حكم الكحول المسكرة)

(احسن الفتاویٰ: ۸/ ۴۸۸، کتاب الأشربة، نظام الفتاویٰ: ۱/ ۳۵۲، ۳۵۳)

ما في " الفتاوى الهندية " : وأما الأشربة المتخذة من الشعير أو الذرة أو التفاح أو العسل إذا اشتد وهو مطبوخ أو غير مطبوخ فإنه يجوز شربه ما دون السكر عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما =

قرآن مجید کو بوسہ دینا

مسئلہ (۱۳۳): تبرکاً وتعظیماً قرآن مجید کو بوسہ دینا، اور بوسہ لے کر آنکھوں اور ماتھے سے لگانا شرعاً درست ہے، اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی منقول ہے۔ (۱)

مقدس اوراق میں منجن یا گل باندھنا

مسئلہ (۱۳۴): جن کاغذوں، اخباروں اور رسالوں کے اوراق پر آیات قرآنیہ، یا مباحث ومسائلِ شرعیہ، یا احادیث تحریر ہوں، ان میں منجن، گل، یا کسی کھانے پینے کی چیز وغیرہ کی پڑیاں باندھنا، اس کو بلا وضوء چھونا، راستے یا کوڑے دان میں پھینک دینا، یا ردّی میں بیچ دینا جہاں اس کی بے حرمتی لازم آتی ہو شرعاً ناجائز ہے۔ (۲)

= الله تعالیٰ ؛ وعند محمد رحمه الله تعالیٰ حرام شربه ؛ قال الفقيه : وبه نأخذ . كذا في الخلاصة. (۴۱۴/۵ ، كتاب الأشربة ، الباب الثاني في المتفرقات)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : تقبيل المصحف : قيل بدعة ؛ لكن روي عن عمر رضي الله تعالى عنه أنه كان يأخذ المصحف كل غداة ويقبله ، ويقول : " عهد ربي ومنشور ربي عز وجل " . وكان عثمان رضي الله عنه يقبل المصحف ويمسحه على وجهه . الدر المختار .

(۵۵۲/۹ ، الحظر والإباحة ، كذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح :ص/۲۳ ، فصل في صفة الأذكار ، وكذا في نفع المفتي والسائل للعلامة اللكنوي)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولا يجوز لف شيء في كاغذ فقه ونحوه . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (ونحوه) الذي في المنح ، ونحوه في الهندية : ولا يجوز لف شيء في كاغذ فيه مكتوب من الفقه ، وفي الكلام الأولى أن لا يفعل . (۵۵۵/۹ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغيره ، الفتاویٰ الهندية :۳۲۲/۵ ، كتاب الكراهية ، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف والذكر والدعاء ورفع الصوت الخ)

ما في " الهندية " : ويكره أن يجعل شيئًا في كاغذ فيها إسم الله تعالیٰ كانت الكتابة على ظاهرها أو باطنها . (۳۲۲/۵ ، الكراهية ، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ)

ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، =

قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق جلانا

مسئلہ (۱۳۵): قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو جلانا درست نہیں، بلکہ قرآن کریم کے ناقابلِ انتفاع نسخوں کو کسی محفوظ جگہ پاک وصاف کپڑے میں دفن کردینا چاہیے، یا ان اوراق کو جاری پانی میں ڈال دینا چاہیے۔ (۱)

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث وکتبِ فقہیہ وغیرہ سے ٹیک لگانا

مسئلہ (۱۳۶): قرآنِ مجید اور کتبِ احادیث وفقہ سے تکیہ کا کام لینا، یا ان پر ٹیک لگانا مکروہ ہے، اس لئے کہ یہ تمام چیزیں تحصیلِ علمِ دین کے ذرائع ہیں، اور ذرائع کا احترام مقصد کے تابع ہوکر فرض اور واجب ہوتا ہے، البتہ اگر کہیں سفر میں چوری ہونے کا اندیشہ ہو، اور حفاظت کا اور کوئی طریقہ نہ ہو تو جائز ہے۔ (۲)

= وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴۶)

ما في " اعلام الموقعين " : وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود .

(۳/ ۱۷۵ ، في سد الذرائع) (احسن الفتاویٰ:۸/۱۳)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالى : المصحف إذا صار بحال لا يقرأ فيه يدفن كالمسلم . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (يدفن) أي يجعل في خرقة طاهرة ويدفن في محل غير ممتهن لا يوطأ . (۱/ ۳۲۰ ، كتاب الطهارة ، مطلب : مطلق الدعاء على ما يشمل الثناء ، الفتاویٰ الهندية : ۵/۳۲۳ ، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ)

ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴۶)

ما في " مسلم الثبوت " : ألا ترىٰ أن تحصيل أسباب الواجب واجب ، وأسباب الحرام حرام .

(ص/۳۸ ، اعلام الموقعين : ۳/۱۷۵)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " الفتاوى الهندية " : متعلم معه خريطة فيها كتب من أخبار النبي ﷺ أو كتب أبي حنيفة أو غيره فتوسد بالخريطة ، إن قصد الحفظ لا يكره ، وإن لم يقصد الحفظ يكره . كذا في الذخيرة . التوسد بالكتاب الذي فيه الأخبار لا يجوز إلا على نية الحفظ له . كذا في الملتقط . =

ڈوربیل میں ''اللہ اکبر'' کی آواز فیڈ کرنا

مسئلہ (۱۳۷): جس ڈوربیل میں بٹن دبانے پر اللہ اکبر کی آواز نکلے، گھر یا آفس میں اسے استعمال کرنا شرعاً ناجائز ہے، کیوں کہ اس میں ''اللہ اکبر'' کے بابرکت وباعظمت الفاظ کا کسی کو اپنے آنے کی اطلاع وخبر دینے، یا کسی کو بلانے کے لئے استعمال کرنا لازم آتا ہے جو ناجائز ہے، اور اس کے اس طرح استعمال کرنے میں اللہ تعالیٰ کے معظم ومتبرک نام کی توہین بھی لازم آتی ہے۔(۱)

= وضع المصحف تحت رأسه في السفر للحفظ لا بأس به ، وبغير الحفظ يكره . كذا في خزانة الفتاوى . (۳۲۲/۵ ، كتاب الكراهية ، الباب الخامس فى آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : ويكره وضع المصحف تحت رأسه إلا للحفظ . اهـ . الدر المختار . (۳۲۱/۱ ، كتاب الطهارة ، قبيل باب المياه)

ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴۶ ، مسلم الثبوت :ص/۳۸)

ما في " اعلام الموقعين " : وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود .
(۳/ ۱۷۵ ، فصل في سد الذرائع)

ما في " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : الأمور بمقاصدها . (۱۱۳/۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : قوله عليه السلام : " إنما الأعمال بالنيات " .
(۲/۱ ، كتاب بدء الوحي)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وقدكرهوا والله أعلم نحوه ...... لإعلام ختم الدرس حين يقرر . وفي الشامية : قوله : (لإعلام ختم الدرس) ..... فإنه استعمله آلة للإعلام ونحوه إذا قال الداخل : " يا الله " مثلا ليعلم الجلاس بمجيئته ليهيؤا له محلا ويؤقروه ، وإذا قال الحارس : " لا إله إلا الله " ونحوه ليعلم باستيقاظه ، فلم يكن المقصود الذكر ، أما إذا اجتمع القصدان يعتبر الغالب كما اعتبر في نظائره . اهـ . (۲۱۷/۹ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء)

ما في " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : الأمور بمقصادها . (۱۱۳/۱)

بات ختم کرتے وقت یا رخصت کرتے وقت خدا حافظ کہنا

مسئلہ (۱۳۸): کسی شخص کو رخصت کرتے وقت، یا فون پر بات ختم کرتے وقت خدا حافظ کہنا جائز ہے، لیکن مسنون اور افضل طریقہ یہ ہے کہ " **السلام علیکم** " یا "**أستودع اللہ دینک**" یا جو دعائیں آپ ﷺ سے منقول ہیں وہ پڑھی جائیں۔(۱)

ٹاٹا " بائے بائے " کہنا

مسئلہ (۱۳۹): گھر سے جاتے وقت والدین کا اپنے بچوں کو ہاتھ کے اشارے سے ٹاٹا، بائے بائے، (Tata,Bye,Bye) کہنا، یا بوقتِ صبح گڈ مارننگ (Good Morning)، یا بوقتِ ظہر گڈ آفٹر نون، (GoodAfterNoon) یا بوقتِ شب گڈ نائٹ (GoodNight) کہنا، شرعاً خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے نا جائز ہے، یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے، اور ہمیں ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے، بلکہ گھر سے باہر نکلتے وقت، اور داخل ہوتے وقت " **السلام علیکم** " یا " **أستودع اللہ دینک وأمانتک وآخر عملک** " جیسے الفاظ استعمال کرنے چاہیے، جس کی ہمیں آپ ﷺ نے تعلیم دی ہے۔(۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن أبي داود " : حدثنا أبو قتادة : أن النبي ﷺ كان في سفر له فعطشوا فانطلق سرعان الناس ، فلزمت رسول الله ﷺ تلك الليلة ، فقال : " حفظك الله بما حفظت به نبيه ".
(ص/ ۷۰۹ ، كتاب الأدب ، باب الرجل يقول للرجل حفظك الله)

ما في " مشكوة المصابيح " : عن أبي هريرة ، عن النبي ﷺ قال : " إذا انتهىٰ أحدكم إلى مجلس فليسلم ، فإن بدا له أن يجلس فليجلس ، ثم إذا قام فليسلم ، فليست الأولىٰ بأحق من الآخرة " .
(ص/ ۳۹۹ ، باب السلام ، الفصل الثاني)

ما في " الشامية " : قال العلامة ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : عن عمرو بن شعيب ، عن أبيه ، عن جده ، عن رسول الله ﷺ : " إذا أتيتم المجلس فسلموا على القوم ، وإذا رجعتم فسلموا عليهم ، فان التسليم عند الرجوع أفضل من التسليم الأول " . (۵۹۷/۹ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغيره)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿فإذا دخلتم بيوتا فسلموا على انفسكم تحية من =

غیروں کو ''رام رام'' یا ''نمستے'' کہنا

مسئلہ(۱۴۰): اگر اہلِ ہنود بوقتِ ملاقات ''نمستے''۔ ''رام رام'' یا ایسے کلمات سے سلام کریں (جو ان کے یہاں بطورِ سلام استعمال ہوتے ہیں) تو جواب میں محض ''وعلیکم'' کہہ دیا کریں۔[1]

= عند الله﴾ . (سورة النور : ٦١)

ما في " مشكوة المصابيح " : قال رسول الله ﷺ : " أبغض الناس إلى الله ثلاثة : ملحد في الحرم ، ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية ، و مُطّلب دم امرئٍ مسلم بغير حق ليهريق دمه " . رواه البخاري . (ص/٢٧ ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الأول)

ما في " جامع الترمذي " : كان النبي ﷺ إذا ودّع رجلا أخذه بيده فلا يدعها حتى يكون الرجل هو يدع يد النبي ﷺ ويقول : " أستودع الله دينك وأمانتك وآخر عملك " . هذا حديث غريب . (١٨٢/٢ ، أبواب الدعوات ، باب ما جاء ما يقول إذا ودّع إنساناً)

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " صحيح البخاري " : إن عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما أخبره ، أن أبا سفيان بن حرب رضي الله تعالى عنه أخبره : أن هرقل أرسل إليه في ركب من قريش : .... بسم الله الرحمن الرحيم ، من محمد عبد الله ورسوله إلى هرقل عظيم الروم : " سلام علىٰ من اتبع الهدىٰ " . (١/ ٤ ، ٥ ، باب بدء الوحي)

ما في " مشكوة المصابيح " : عن أنس رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : " إذا سلم عليكم أهل الكتاب فقولوا : " وعليكم " . متفق عليه . (ص/٣٩٨ ، كتاب الأدب ، باب السلام)

ما في " مرقاة المفاتيح " : قال النووي : اتفقوا على الرد أهل الكتاب إذا سلموا ، لكن لا يقال لهم : " وعليكم السلام " يعني ولا " عليكم السلام " ، ولا " عليك السلام " بقرينة قوله : وأما إذا كان منفردًا فلا يأتي بصيغة الجمع لإبهامه التعظيم ، وإن كان المراد " عليكم " ما تستحقونه من إرادة التعظيم . (٤٢/٨ ، باب السلام)

ما في " الشامية " : إذاسلم على أهل الذمة فليقل : " السلام علىٰ من اتبع الهدىٰ " ، وكذلك يكتب في الكتاب إليهم ، وفي التاتارخانية : إذا كتبت إلى يهودي أو نصراني في حاجة فاكتب " السلام على من اتبع الهدى " . (٥٩٠/٩ ، الحظر والإباحة ، فصل في البيع)

بدعتی، متکبر اور فاسق کوسلام

مسئلہ (۱۴۱): سلام کرنا مسنون ہے، لیکن بدعتی، متکبر اور فاسق جو علانیہ مرتکبِ کبیرہ ہو، مثلاً ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا، ٹخنوں کے نیچے پاجامہ پہننا، ٹی وی دیکھنا، سب وشتم کرنا، غیبت کرنا وغیرہ یہ سب علانیہ گناہ ہیں، جب تک وہ ان گناہوں سے علانیہ توبہ نہ کرے، ایسے شخص کوسلام میں پہل کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر کسی فاسق سے جان پہچان ہو، اور اسے سلام نہ کرنے میں تہمتِ کبر، اور اس کے لئے دینداروں سے مزید تنفر کا باعث ہو تو ایسی صورت میں گنجائش ہے۔ (۱)

صرف انگلیوں اور ہتھیلیوں کے اشارے سے سلام

مسئلہ (۱۴۲): بوقتِ سلام صرف ہاتھ یا ہتھیلی کے اشارے سے سلام کا تلفظ کئے بغیر سلام کرنا شرعاً جائز نہیں، اور اس کا جواب دینا بھی واجب نہیں، کیوں کہ صرف انگلیوں کے اشارے سے سلام کرنا یہود کا طریقہ ہے، اور صرف ہتھیلی کے اشارے سے سلام کرنا نصاریٰ کا طریقہ ہے، اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر کوئی عذر ہو، یا کسی وجہ سے سلام کی آواز پہنچنا مشکل ہو تو اشارہ مع تلفظِ سلام یعنی سلام کے الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ اشارہ جائز ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿فاذا دخلتم بيوتا فسلموا علىٰ أنفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة﴾ . (سورة النور : ۶۱)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : قوله ﷺ : " تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف" . قال : وهذا التعميم مخصوص بالمسلمين فلا يسلم ابتداء على كافر .... كذا يخص منه الفاسق بدليل اٰخر . الدر المختار . (۹/۵۹۱ ، الحظر والإباحة ، فصل في البيع)

ما في " الشامية " : ويكره السلام على الفاسق لو مُعْلِناً وإلا لا .

(۹/۵۹۵ ، الحظر والإباحة ، فصل في البيع)

ما في " الهندية " : واختلف في السلام على الفاسق في الأصح أنه لا يبدأ بالسلام .

(۵/۲۲۶ ، كتاب الكراهية ، الباب السابع في السلام) =

تین بار معانقہ یعنی گلے ملنا

مسئلہ(۱۴۳): ایک بار معانقہ یعنی گلے ملنا مسنون ہے،اور تین بار خلافِ سنت ہے،اگر تین بار گلے ملنے کوثواب سمجھا جائے تو خلافِ سنت ہی نہیں بلکہ بدعت ہے،اور ہر بدعت گمراہی ہے،اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔(۱)

الحجة على ما قلنا :

= (۲) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿فسلموا على أنفسكم تحية من عند الله مبٰركة طيبة﴾ . (النور : ۶۱)

ما في " جامع الترمذي " : قوله عليه السلام : " ليس منا من تشبه بغيرنا ، ولا تشبهوا باليهود ولا بالنصارىٰ ، فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع ، وتسليم النصارىٰ الإشارة بالأكف " .

(۲/۹۹ ، أبواب الاستيذان والأداب ، باب ما جاء في كراهية إشارة اليد في السلام)

ما في " الفتاوى الهندية " : ويكره السلام بالسبابة . كذا في العناية .

(۵/۳۲۶ ، كتاب الكراهية ، الباب السابع في السلام وتشميت العاطس)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : قال العلامة القرطبي : " ولا تكفي الإشارة بالإصبع والكف عند الشافعي ، وعندنا تكفي إذا كان على بعد " . (۵/۳۰۳)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مشكوة المصابيح " : عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت : " قدم زيد بن حارثة المدينة ورسول الله ﷺ في بيتي ، فأتاه فقرع الباب ، فقام إليه رسول الله ﷺ عرياناً يجر ثوبه ، والله ما رأيته عرياناً قبله ولا بعده ، فاعتنقه وقبله " . رواه الترمذي .

(ص/۴۰۲ ، باب المصافحة والمعانقة ، الفصل الثاني)

ما في " مشكوة المصابيح " : قوله عليه السلام :" كل بدعة ضلالة " .

(ص/۳۰ ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الثاني)

ما في " مرقاة المفاتيح " : قال في الأزهار : " كل بدعة سيئة ضلالة " . (۱/۳۳۷)

ما في " الشامية " : قال العلامة الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (وكذا معانقته) قال في الهداية : ويكره أن يقبل الرجل فم الرجل أو يده أو شيئًا منه أو يعانقه . وذكر الطحاوي أن هذا قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى ؛ وقال أبو يوسف : لا بأس بالتقبيل والمعانقة لماروي أنه عليه الصلاة والسلام عانق جعفرًا حين قدم من الحبشة وقبله بين عينيه " .

(۹/ ۵۴۶ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغيره)

ہر مباح کام جو مقصدِ عظیم میں مخل ہو مکروہِ تحریمی ہے

مسئلہ (۱۴۴): فرائضِ خمسہ : کلمہ ، نماز، روزہ ، زکوٰۃ ، حج اور علمِ اخلاص کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، کیوں کہ صحتِ عمل اسی پر موقوف ہے، اسی طرح علمِ حلال وحرام، اور علمِ ریاء کا حاصل کرنا بھی فرض ہے، کیوں کہ عابد ریاء کے سبب اپنے عمل کے ثواب سے محروم ہوتا ہے ، علمِ حسد وعجب کا حاصل کرنا بھی فرض ہے ، کیوں کہ یہ دونوں چیزیں نیک عمل کو ایسے ہی کھا جاتی ہیں جیسے آگ لکڑی کو، خرید وفروخت، نکاح وطلاق کا علم اس شخص پر حاصل کرنا فرض ہے، جو ان امور میں داخل ہونا چاہتا ہے، اُن الفاظ وکلمات کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے، جس سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے (۱) ، ہم طلباء مدارسِ دینیہ اسی (فرض) علم کی تحصیل میں مشغول ہیں، اس لئے ہر ایسا کام جو اگر چہ مباح ہو، مگر ہمارے اس مقصدِ عظیم میں مخل ہو، ہمارے لئے اس کا کرنا مکروہِ تحریمی ہوگا ، مثلاً : بلا ضرورت موبائل کا استعمال، بازاروں میں فضول گھومنا پھرنا، اور رات دیر گئے تک گپ بازی کرنا وغیرہ، کیوں کہ شریعتِ اسلامیہ ایسے مباح کام سے بھی منع کرتی ہے جو فرائض وواجبات کی ادائیگی میں مخل ہو، یا دین میں کسی خرابی کا ذریعہ بنے، فقہ اسلامی میں اس کی بے شمار نظیریں موجود ہیں، مثلا:

(۱) عام حالات میں خرید وفروخت مباح ہے، مگر اذانِ جمعہ کے بعد اس میں مشغول ہونا مکروہِ تحریمی ہے، کیوں کہ یہ ایک واجبِ شرعی یعنی اداءِ جمعہ میں مخل ہے۔

(۲) کسی بھی وقت نفل نماز پڑھنا مباح ہے، مگر تین اوقات میں مکروہِ تحریمی ہے، کیوں کہ اس سے کافروں کے ساتھ مشابہتِ ظاہرہ لازم آتی ہے۔

(۳) خالق کی خلقت وصنعت کو دیکھنا اور اس میں غور وفکر کرنا گر چہ مباح ہے، مگر جب غیر محرم سامنے ہو تو نظر کو نیچے کرنا واجب ہے، کیوں کہ یہ امرِ ممنوع کے ارتکاب کا ذریعہ ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالیٰ : ﴿فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في =

فصل في اللبس

لباس کے مسائل

چاندی کی انگوٹھی پہننا

مسئلہ (۱۴۵): بادشاہ، امیر، قاضی اور متولیٔ وقف کے لئے مہر لگانے کی غرض سے چاندی کی انگوٹھی، جس کا وزن ایک مثقال یعنی ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام ہو، جائز ہے، جب کہ یہ غرض اب فوت ہوچکی، اور دیگر اسٹامپ نے اس کی جگہ لے لی، اس واسطے تمام مردوں کیلئے بلاضرورت انگوٹھی پہننا خلافِ افضل ہے، اور اگر زینت وتکبر مقصود ہوتو مکروہِ تحریمی ہے۔ (۱)

= الدين﴾ . (سورة التوبة : ۱۲۲)

ما في " سنن الكبرى للبيهقي " : قوله عليه السلام : " طلب العلم فريضة على كل مسلم " . (۲/۲۵۴ ، رقم الحديث : ۳۶۶۳ ، و۲/۲۵۶ ، رقم الحديث : ۱۶۷۲ ، مشكوٰة المصابيح : ص/۳۴ ، كتاب العلم ، الفصل الثاني)

ما في " الشامية " : وفي تبيين المحارم : " لا شك في فرضية علم الفرائض الخمس ، وعلم الإخلاص ، لأن صحة العمل موقوفة عليه ؛ وعلم الحلال والحرام ؛ وعلم الرياء ، لأن العابد محروم من ثواب عمله بالرياء ؛ وعلم الحسد والعجب ؛ إذ هما يأكلان العمل كما تأكل النار الحطب ؛ وعلم البيع والشراء ، والنكاح والطلاق لمن أراد الدخول في هذه الأشياء ؛ وعلم الألفاظ المحرمة أو المكفرة " . (۱/۱۲۶ ، المقدمة ، مطلب : في فرض الكفاية وفرض العين)

(۲) ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴۶)

ما في " اعلام الموقعين " : وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود . (۳/ ۱۷۵ ، فصل في سد الذرائع)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الشامية " : وإن تختم بالفضة ، قالوا : إن قصد به التجبر يكره ، وإن قصد به التختم ونحوه لا يكره .... وترك التختم بغير السلطان والقاضي أفضل . (۹/۵۱۷ - ۵۲۰ ، الحظر والإباحة ، فصل في اللبس)

ما في " درر الحكام " : ما جاء بعذر بطل بزواله . (۱/ ۳۹ ، القواعد الكلية ، المادة : ۲۳) =

اَشیاء میں صلیب کی علامتیں ایک سازش

مسئلہ (۱۴۶): آج کل ایک منکر (برائی) کو بہت زیادہ رواج دیا جارہا ہے، اور وہ ہے صلیب (Red cross) کی علامت، استعمال کی چیزیں، خصوصاً چٹائیوں، چادروں، بستروں، مصلوں، تولیوں، پتلون، ٹی شرٹس، برتنوں، چمچوں، قومی اور ملکی جھنڈوں میں اس کی علامت کو اتنی مہارت کے ساتھ بنایا جاتا ہے کہ وہ محسوس تک نہیں ہو پاتی، اور ہم اسے استعمال کرتے رہتے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ نے صلیب کو توڑنے کا حکم فرمایا ہے، اس لیے ان چیزوں کو خریدتے وقت ہم پر واجب ہے کہ دھیان سے دیکھیں، کہ کہیں صلیب کی علامت تو نہیں ہے۔(۱)

= ما في " الأشباه لإبن نجیم " : الأمور بمقاصدھا . (۱/۱۱۳)

ما في " صحیح البخاري " : وعن ابن عباس أنه قال : " لعن رسول الله ﷺ المتشبّھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال " .

(۲/۸۷۴ ، کتاب اللباس ، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال)

ما في " جامع الترمذي " : عن عبد الله بن بریدة عن أبیه قال : " جاء رجل إلی النبي ﷺ وعلیه خاتم من حدید ، فقال : ما لي أری علیک حلیة أھل النار ؟ ثم جاءہ وعلیه خاتم من صفر ، فقال : ما لي أجد منک ریح الأصنام ؟ ثم أتاہ وعلیه خاتم من ذھب ، فقال : ما لي أری علیک حلیة أھل الجنة ؟ قال : من أي شيء أتخذہ ؟ قال : من ورق ولا تتمه مثقالا " . ھذا حدیث غریب .

(۱/۳۰۸ ، أبواب اللباس ، رد المحتار : ۹/۵۱۷ ، الحظر والإباحة ، فصل في اللبس)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الکریم " : ﴿وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبه لھم﴾ . (سورۃ النساء : ۱۵۶)

ما في " صحیح البخاري " : عن عمران بن حطان ، عن عائشة " حدثته : " أن النبي ﷺ لم یکن یترک في بیته شیئًا فیه تصالیب إلا نقضه " .

(۸۸۰/۲ ، کتاب اللباس ، باب نقض الصور ، ۱۷۳ ، رقم الحدیث :۵۹۵۳)

ما في " الموسوعة الفقھیة " : لا یجوز لمسلم أن یصنع صلیبا ، ولا یجوز له أن یأمر بصناعته ، والمراد صناعة ما یرمز به إلی التصلیب ، ولیس له اتخاذہ ، وسواء علقه أو نصبه أو لم یعلقه ولم ینصبه ، ولا یجوز له إظھار ھذا الشعار في طرق المسلمین وأماکنھم العامة أو الخاصة ، ولا جعله في ثیابه ، لما روی عدي بن حاتم رضي الله تعالی عنه قال : " أتیت النبي ﷺ وفي عنقي صلیب من ذھب ، فقال : یا عدي ! إطرح عنک ھذا الوثن " . (۸۸/۱۲ ، التصلیب)

موجودہ لباس شریعت کی روشنی میں

مسئلہ (۱۴۷): لباس کے بارے میں شریعت کی تعلیمات بڑی معتدل ہیں، شریعت نے کسی مخصوص لباس کو متعین نہیں کیا، البتہ لباس کی حدود مقرر کی ہیں، جو لباس ان شرعی حدود میں ہوگا وہ لباسِ شرعی کہلائے گا، وہ حدود یہ ہیں:

۱- لباس اتنا چھوٹا اور باریک اور چست نہ ہو کہ وہ اعضاء ظاہر ہو جائیں جن کا چھپانا واجب ہے۔ [۱]

۲- لباس ایسا نہ ہو جس میں کفار وفساق کے ساتھ مشابہت ہو۔ [۲]

۳- لباس سے تکبر وتفاخر، اسراف وتنعم مترشح نہ ہوتا ہو، ہاں اسراف وتنعم اور نمائش سے بچتے ہوئے اپنا دل خوش کرنے کے لیے قیمتی لباس پہننا جائز ہے۔ [۳]

۴- مرد کی شلوار، تہبند اور پاجامہ ٹخنوں سے نیچے نہ ہو۔ [۴]

۵- مرد کا لباس اصلی ریشم کا نہ ہو، کیوں کہ وہ حرام ہے۔ [۵]

۶- مرد ''زنانہ'' اور عورتیں ''مردانہ'' لباس نہ پہنیں۔ [۶]

۷- خالص سرخ رنگ کا لباس پہننا مردوں کے لیے مکروہ ہے، البتہ کسی اور رنگ کی آمیزش ہو، یا سرخ دھاری دار ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ [۷]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' القرآن الكريم '' : قوله تعالى : ﴿يٰبني آدم قد أنزلنا عليكم لباسًا يواري سواتكم وريشًا ولباس التقوى ذلك خير﴾ . (سورة الأعراف : ۲۶)

(۲) ما في '' سنن أبي داود '' : قوله عليه السلام : (عن ابن عمر) '' من تشبه بقوم فهو منهم '' . (ص/۵۵۹ ، كتاب اللباس ، باب في لبس الشهرة)

(۳) ما في '' كنز العمال '' : قوله عليه السلام : (عن عمرو بن شعيب عن جده) '' كلوا وتصدقوا والبسوا من غير مَخِيلةٍ ولا تسرفوا فإن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده '' . (۲۷۴/۶ ، رقم الحديث :۱۷۱۹۳ ، كتاب الزينة والتجمل ، الباب الأول في الترغيب فيه ، وكذا في السنن =

لباس زیب تن کرنے میں موسم کی رعایت

مسئلہ (۱۴۸): ہر آدمی کے لئے اس قدر کپڑا پہننا فرض ہے جس سے وہ اپنے ستر کو چھپا سکے، اوراس کے لئے سردی گرمی سے دفاع ممکن ہو، کیوں کہ ستر چھپائے بغیر نماز نہیں ہوتی، اور خلقۃً انسان سخت سردی اور گرمی کا متحمل نہیں، اس لئے لباس میں موسم کی رعایت اولیٰ اور بہتر ہے، سرما میں متوسط درجہ کا ''اونی'' یا کوئی اور گرم کپڑا، اور گرما میں متوسط درجہ کا ''سوتی'' کپڑا اولیٰ ہے، تاکہ انتہائی سستے کپڑے میں اس کی تحقیر لازم نہ آئے، اور نہ انتہائی نفیس اور قیمتی کپڑے کے پہننے میں اس کا شمار متکبرین میں ہو، کیوں کہ آپ ﷺ نے دو شہرتوں سے منع فرمایا، ایک وہ شہرت جو انتہائی نفاست میں ہو، اور دوسری وہ شہرت جو انتہائی خساست میں ہو۔ (۱)

= الکبری للنسائي : ۲/ ۴۱ ، رقم الحدیث : ۲۳۴۰ ، کتاب الزکاة ، الاختیال في الصدقة)
ما في '' مجمع الأنهر شرح ملتقی الأبحر '' : وعن النبي ﷺ : '' أنه نهی عن الشهرتین ؛ وهو ما کان في نهایة النفاسة ، وما کان في نهایة الخساسة ، وخیر الأمور أوساطها '' .
(۴/ ۱۹۱ ، کتاب الکراهیة ، فصل في اللبس)
(۴) ما في سنن أبي داود '' : عن سالم بن عبد الله عن أبیه قال : قال رسول الله ﷺ : '' من جرّ ثوبه خیلاء لم ینظر الله إلیه یوم القیمة '' . وقال أیضًا : '' وإیاک وإسبال الإزار فإنها من المخیلة وإن الله لا یحب المخیلة '' . (ص/ ۵۶۴ ، کتاب اللباس، باب ما جاء في إسبال الإزار)
(۵) ما في '' سنن أبي داود '' : عن عبد الله بن زریر أنه سمع علي بن أبي طالب یقول : '' إن نبي الله ﷺ أخذ حریرًا فجعله في یمینه وأخذ ذهبا فجعله في شماله ثم قال : إن هذین حرام علی ذکور أمتي '' .
(ص/ ۵۶۱ ، کتاب اللباس ، باب في الحریر للنساء)
ما في '' مجمع الأنهر '' : ویحل للنساء لبس الحریر ولا یحل للرجال إلا قدر أربع أصابع کالعلم .
(۴/ ۱۹۲ ، کتاب الکراهیة ، فصل في اللبس)
(٦) ما في '' مشکوة المصابیح '' : عن ابن عباس قال : قال رسول الله ﷺ : '' لعن الله المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال '' . رواه البخاري .
(ص/ ۳۸۰ ، کتاب اللباس، باب الترجل ، الفصل الأول)
(۷) ما في '' مجمع الأنهر والدر المنتقی '' : (ویکره) الثوب (الأحمر والمعصفر) للرجال ، لأنه علیه السلام نهی عن لبس الأحمر والمعصفر . مجمع الأنهر. قوله : (ویکره) تحریمًا للرجال (الأحمر والمعصفر) . الدر المنتقی . (۴/ ۱۹۲ ، کتاب الکراهیة ، فصل في اللباس) =

ٹائی لگانا

مسئلہ (۱۴۹): آج کل جدید تعلیم یافتہ لوگ ٹائی (Tiey) کو بڑے فخر سے اپنے گلے میں لٹکاتے ہیں، یہ شرعاً بالکل ناجائز ہے، اس لئے کہ یہ صلیب نما ہوا کرتی ہے، اور صلیب (Red cross) شعارِ نصاریٰ ہے، اور ہمیں ان کے شعار میں مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

= (۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ . [سورة الأعراف : ۳۱] وقال أيضًا : ﴿وجعل لكم سر ابيل تقيكم الحرّ وسرابيل تقيكم بأسكم﴾ .

(سورة النحل : ۸۱)

ما في " جامع الترمذي " : عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال : قال رسول الله ﷺ : " إن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده " .

(۲/۱۰۹ ، أبواب الآداب ، باب ما جاء ان الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده)

ما في " حاشية الترمذي " : قوله ﷺ : (إن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده) . أي ينبغي أن يظهر أثر نعمة الله في حقه فليلبس ما يناسب حاله فإنه شكر فعلي ، وأيضًا يقصده المحتاجون فيتصدق عليهم . ۱۲ . (۲/۱۰۹ ، رقم الحاشية : ۷ ، قديمي)

ما في " مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر " : والأولى كونه من القطن أو الكتان وهو المأثور وهو أبعد عن الخيلاء بين النفيس والخسيس ، لئلا يحتقر في الدني ويأخذ الخيلاء في النفيس ، وعن النبي ﷺ أنه نهىٰ عن الشهرتين : وهو ما كان في نهاية النفاسة ، وما كان في نهاية الخساسة ، وخير الأمور أوساطها " . (۴/۱۹۱ ، كتاب الكراهية ، فصل في اللبس ، الاختيار لتعليل المختار : ۱/۲۹ ، باب ما يفعل قبل الصلاة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿ولا تركنوا إلى الذين ظلموا فتمسكم النار﴾ .

(سورة هود : ۱۱۳)

ما في " حاشية القونوي على تفسير البيضاوي " : قال ابن عباس : أي لا تميلوا ، والركون المحبة والميل بالقلب ، وقال أبو العالية : لا ترضوا بأعمالهم ، وقال عكرمة : لا تطيعوهم ؛ قال البيضاوي : لا تميلوا إليهم أدنى ميل ، فإن الركون هو الميل اليسير كالتزيي بزيهم وتعظيم ذكرهم . (۱۰/۲۲۶ ، تفسير المظهري : ۴/۴۳۰) =

بالوں کو خضاب وغیرہ کے ذریعے رنگنا

مسئلہ (۱۵۰): آج کل کے اس ماڈرن فیشن ایبل دور میں، مختلف قسم کے ہیئر ڈائز (Hairdies)، ہیئر کلرس (Hair, Colours)، جیسے برگنڈی، کلرمیٹ (Colour,Mate)، ہائیڈروجن کیمیکلس (Hydrogen,Chemicals) وغیرہ نکلے ہیں، جنہیں دورِ حاضر کے فیشن پرست نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بکثرت استعمال کرتی ہیں، اگر یہ سیاہ ہیں تو ان کا استعمال مکروہِ تحریمی ہے، اور اگر اس کے علاوہ ہیں تو جائز ہے، بشرطیکہ اور کوئی مانعِ شرعی موجود نہ ہو۔ (۱)

= ما في " معارف القرآن شفيعي " : حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "مراد ہے کہ ظالموں سے دوستی نہ کرو اور ان کا کہنا نہ مانو"، ابنِ جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "ظالموں کی طرف کسی طرح کا بھی میلان نہ رکھو"، ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "ان کے اعمال وافعال کو پسند نہ کرو" [قرطبی]، سدّی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "ظالموں سے مداہنت نہ کرو، یعنی ان کے برے اعمال پر سکوت یا رضا کا اظہار نہ کرو"، عکرمہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "ظالموں کی صحبت میں نہ بیٹھو"، قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "شکل وصورت اور فیشن اور رہن سہن کے طریقوں میں ان کا اتباع کرنا یہ سب اسی ممانعت میں داخل ہے"۔ (معارف القرآن: ۴/۶۷۳)

ما في " مشكوة المصابيح " : قوله عليه السلام : " أبغض الناس إلى الله ثلاثة ؛ ملحد في الحرم ، ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية ، ومطلب دم امرئٍ مسلم بغير حق ليهريق دمه " . (ص/۲۷)

ما في " مرقاة المفاتيح " : قوله ﷺ : (من تشبه بقوم فهو منهم) . أي من شبه نفسه بالكفار ، مثلا في اللباس وغيره أو بالفساق والفجار أو بأهل التصوف والصلحاء والأبرار .

(۸/۲۲۲ ، كتاب اللباس ، الفصل الثاني ، رقم الحديث : ۴۳۴۷)

ما في " موسوعة تكملة فتح الملهم " : إن اللباس الذي يتشبه به الإنسان بأقوام كفرة ، لا يجوز لبسه لمسلم إذا قصد به التشبه بهم " . (۱۰ / ۷۷ ، كتاب اللباس والزينة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن أبي داود " : قوله عليه السلام : " يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام لا يريحون رائحة الجنة " .

(ص/۵۷۸ ، كتاب الترجل ، باب ما جاء في خضاب السواد)

ما في " بذل المجهود " : قال الشيخ خليل أحمد السهارنفوري رحمه الله : " وفي الحديث تهديدٌ شديدٌ في خضاب الشعر بالسواد وهو مكروه كراهة تحريم " . (۱۲/۲۳۷ ، ۲۳۸ ، رقم=

داڑھی کا شرعی حکم

مسئلہ (۱۵۱): داڑھی رکھنا اسلامی وقومی شعار، تمام انبیاء کی سنت، شرافت وبزرگی کی علامت اور چہروں کا جمال ہے، اسی سے مردانہ شکل کی تکمیل ہوتی ہے، اور چھوٹے بڑے کے درمیان فرق ہوتا ہے، لہٰذا ایک مشت داڑھی رکھنا واجب، اور ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے منڈوانا، کاٹنا یا کٹوانا گناہِ کبیرہ ہے۔(۱)

= الحديث : ۴۲۱۲ ، كتاب الترجل ، باب ما جاء في خضاب السواد)

ما في " الصحيح لمسلم " : قوله عليه السلام : عن جابر بن عبد الله قال : أتي بأبي قحافة يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضًا ، فقال رسول الله ﷺ : " غيروا هذا بشيء واجتنبوا السواد " . (۱۹۹/۲ ، كتاب اللباس والزينة ، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة أو حمرة وتحريمه بالسواد ، مشكوٰة المصابيح : ۳۸۰/۲ ، باب الترجل ، الفصل الأول)

ما في " شروح النووي على هامش مسلم " : ومذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة ، ويحرم خضابه بالسواد على الأصح " . (۱۹۹/۲)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ، ولو في غير حرب في الأصح .... ويكره بالسواد . الدر المختار .

(۶۰۴/۹ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغيره ، فصل في البيع)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الصحيح لمسلم " : قوله عليه السلام : " احفوا الشوارب واعفوا اللحى " .

(۱۲۹/۲ ، كتاب الطهارة ، باب خصال الفطرة)

ما في " قواعد الفقه " : الأمر للوجوب ما لم تكن قرينة خلافه . (ص/۶۲ ، رقم القاعدة : ۴۹)

ما في " رد المحتار " : ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته .

(۵۸۲/۹ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء)

ما في " أشعة اللمعات " : "وحلق کردنِ لحیہ حرام است"۔

(۲۱۲/۱ ، كتاب الطهارة ، باب السواک ، حجة الله البالغة : ۴۱۰/۱ ، القسم الثاني في بيان أسرار ما جاء عن النبي ﷺ تفصيلا ، خصال الفطرة وما يتصل بها)

داڑھی کی توہین کفر ہے

مسئلہ (۱۵۲): کسی ادنیٰ سنت کی توہین اوراس کا مذاق اڑانا کفر ہے،تو داڑھی (جس کا رکھنا واجب اور شعائرِ اسلام میں سے ہے) کی توہین، مثلاً یوں کہنا ،داڑھی رکھنا شیطان کا کام ہے،یا داڑھی والے جھوٹ بولتے ہیں،یا داڑھی گالوں پرکوڑا اور جنگل ہے،یا یہ کہے کہ داڑھی بکری کی دم ہے، بدرجۂ اولیٰ کفر ہوگا۔[1]

بال رکھنے کا مسنون طریقہ

مسئلہ (۱۵۳): سنت یہ ہے کہ پورے سر پر بال رکھے جائیں،یا سب کے سب منڈوا دیئے جائیں،یا مساوی (برابر) طور پرکٹوا دیئے جائیں،انگریزی اور فیشن ایبل بال رکھنا،مثلاً: سولجرکٹ (S oldier Cut)، اسٹیپ کٹ(Step Cut)، مشروم کٹ (Mashroom Cut)ہپی کٹ(Hippy Cut)،بے بی کٹ(Baby Cut) ،راؤنڈ کٹ (Round Cut)وغیرہ میں مخالفتِ سنت[2] اور مشابہتِ قومِ آخرلازم آتی ہے[3]،اس لیے یہ مکروہ ہے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم ": ﴿يا أيهاالذين اٰمنوا لا تحلّوا شعائر الله﴾ . (سورة المائدة : ۲)

ما في " شرح الفقه الأكبر " : من استخف بالقرآن أو المسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع كفر . (ص/۱٦٧ ، فصل من ذلک فيما يتعلق بالقرآن والصلاة)

نوٹ: شعائراللہ سے مراد،تمام شرائع اور دین کے مقررکردہ واجبات وفرائض اوران کے حدود ہیں،شعائراسلام (سے مراد) وہ اعمال وافعال،جوعرفاً مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ (معارف القرآن شفیعی:۱۸/۳)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " سنن أبي داود " : عن ابن عمر أن النبي ﷺ نهىٰ عن القزع . وهو أن يحلق رأس الصبي ويترک له ذؤابة . (ص/۵۷۷ ، كتاب الترجل ، باب في الصبي له ذؤابة)

ما في " الشامية " : ويكره القزع ، وهو أن يحلق البعض ويترک البعض قطعاً مقدار ثلاثة أصابع .
(۹/۵۸۴ ، الحظروالإباحة ، باب الاستبراء وغيره ، فصل في البيع)

(۳) ما في " سنن أبي داود " :قو له عليه السلام : " من تشبه بقوم فهو منهم " .
(ص/۵۵۹ ، كتاب اللباس ، باب لباس الشهرة)

مردوں کے لیے کریم پاؤڈر کا استعمال

مسئلہ (۱۵۴): بعض لڑکے ایسے کریم و پاؤڈر استعمال کرتے ہیں جن کا مقصد زینت ہوا کرتا ہے، یہ شرعاً ناجائز ہے۔[۱]

فصل في الأكل والشرب

کھانے پینے سے متعلق

میز کرسی پر کھانا

مسئلہ (۱۵۵): اگر میز کرسی پر کھانا کھانے میں کفار وفساق، یا متکبرین کے ساتھ تشبہ کی نیت ہو تو میز کرسی پر کھانا ناجائز ہے، اگر تشبہ کی نیت نہ ہو تب بھی خلافِ سنت ہے، اس لئے اس سے احتراز لازم ہے، لیکن آج کل ہوٹلوں میں نیچے بیٹھ کر کھانے کا انتظام نہیں ہوتا، یا ایسے مقامات جہاں اس میں ابتلاء عام ہو تو میز کرسی پر کھانے کی گنجائش ہے۔[۲]

مالک کی اجازت کے بغیر درخت کے پھل کھانا

مسئلہ (۱۵۶): بعضے طلباء اطراف واکناف میں موجود کھیتوں کے درختوں سے، ان کے مالکوں کی اجازت کے بغیر پھلوں کو توڑ کر کھا لیتے ہیں، یا بسا اوقات توڑتے نہیں، بلکہ گرے ہوئے پھلوں کو اٹھا کر کھا لیتے ہیں، یا لے آتے ہیں، تینوں صورتیں شرعاً جائز نہیں ہیں۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : " لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء ، والمتشبهات من النساء بالرجال " .

(۸۷۴/۲ ، كتاب اللباس ، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال)

ما في " الأشباه لإبن نجيم " : " الأمور بمقاصدها " . (۱۱۳/۱)

(۲) (حوالہ بالا)

....
....
....
....
....
....
....
....
....
....

الحجة على ما قلنا :

= (۳) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿يا أيها الذين اٰمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم﴾ . (سورة النساء : ۲۹)

ما في " جمع الجوامع " : قوله عليه السلام : " لا يحل لإمرئٍ من مال أخيه شيء إلا بطيب نفس منه " . (۷/۹ ، رقم الحديث : ۲۶۷۵۹)

ما في " الفتاوى الهندية " : إذا مر الرجل بالثمار في أيام الصيف وأراد أن يتناول منها ، والثمار ساقطة تحت الأشجار ، فإن كان ذلک في المصر لا يسعه التناول إلا إذا علم أن صاحبها قد أباح إما نصًّا أو دلالة بالعادة ...... وإن كان من الثمار التي لا تبقى تكلموا فيه ؛ قال الصدر الشهيد : والمختار أنه لا بأس بالتناول ما لم يتبين النهي إما صريحًا أو عادة . كذا في المحيط . والمختار أنه لا يأكل منها ما لم يعلم أن أربابها رضوا بذلک .... الخ .

وأما إذا كانت ا لثمار على الأشجار فالأفضل أن لا يأخذ من موضع ما ، إلا بالإذن ، إلا أن يكون موضعًا كثير الثمار يعلم أنه لا يشق عليهم أكل ذلک فيسعه الأكل ولا يسعه الحمل . (۳۳۹/۵ ، ۳۴۰ ، الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل وما يتصل به ، البحر الرائق : ۳۳۷/۸ ، ۳۳۸ ، كتاب الكراهية ، فصل في الأكل والشرب)

ما في " درر الحكام " : " لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي " .

(۹۸/۱ ، المادة :۹۸)

ما في " درر الحكام " : قد قيدت هذه المادة بقوله : " بلا سبب شرعي " لأنه بالأسباب الشرعية كالبيع والإجارة والهبة والكفالة والحوالة يحق أخذ مال الغير ..... الخ .

ما في " درر الحكام " : " لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملک الغير بلا إذنه " .

(۹۸/۱ ، ۹۶ ، المادة :۹۸ ، ۹۶)

دینی مدارس میں کتابوں کے اختتام پر دعوتِ طعام وناشتہ

مسئلہ (۱۵۷): مدارسِ اسلامیہ میں سال کے اخیر میں کتابوں کے اختتام پر، کسی درجہ کے استاذِ محترم اپنے ذاتی مصارف سے اپنے طلباء اور دیگر اساتذہ، یا کوئی طالبِ علم اپنے اساتذہ ودیگر اساتذہ وطلباء کی دعوتِ طعام یا ناشتہ کرے تو شرعاً جائز ہے، کیوں کہ دعوت کے سلسلے میں ضابطۂ اسلامی یہ ہے "**الدعوة عند السرور**" جس کی اصل حضرت جابر بن عبد اللہ کی یہ روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک اونٹ یا گائے ذبح فرمائی۔[1]

لیکن آج کل کتابوں کے اختتام پر دعوتِ طعام وناشتہ میں یہ رواج چل پڑا ہے، کہ تمام طلباء اپنے ساتھیوں سے رقم جمع کرتے ہیں، جن میں بعض ایسے غیر مستطیع طلباء بھی ہوتے ہیں، کہ ان کی ضرورتیں وظیفہ کی رقم سے ہی پوری ہوتی ہیں، وہ اپنی ضرورتوں کو پسِ پشت ڈال کر، اور بعض وہ طلباء جن کا وظیفہ بند ہے، اور ذاتی رقم بھی نہیں رکھتے تو وہ دوسروں سے قرض لے کر اس اجتماعی چندہ میں شریک ہوتے ہیں، تاکہ اپنے ساتھیوں کے طعن وتشنیع تحقیر وتذلیل، یا اپنے استاذ کی ناراضگی وخفگی سے اپنے آپ کو بچائے، یا پھر اپنی غربت وافلاس پر پردہ پڑا رہے، اس طرح کی دعوتِ طعام یا ناشتہ کا اہتمام کرنا، کروانا، کھانا، کھلانا سب ناجائز وحرام ہے[2]، کیوں کہ جس رقم سے یہ دعوتِ طعام وناشتہ کی جارہی ہے، اس میں وہ رقم بھی شامل ہے جو بطیبِ خاطر، برضا ورغبت نہیں دی گئی، لہٰذا یہ حرام ہے۔[3]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن جابر بن عبد الله أن رسول الله ﷺ لما قدم المدينة نحر جزورًا أو بقرة " . (۱/۴۳۴ ، كتاب الجهاد ، باب الطعام عند القدوم)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : عن نافع عن ابن عمر قال : " تعلم عمر البقرة في اثنتي عشرة سنة فلما ختمها نحر جزورًا " . (۱/۳۰) =

قرعہ اندازی کے ذریعہ کسی ایک پر کوئی چیز لازم کرنا

مسئلہ (۱۵۸): آج کل بعض نوجوان ہوٹل یا کینٹین وغیرہ میں جمع ہوکر آپس میں قرعہ اندازی کرتے ہیں، اوراس میں یہ شرط لگاتے ہیں، کہ جس کا نام قرعہ اندازی سے نکل آئے وہی کھلائے گا یا پلائے گا، اس میں اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی آدمی کا نام ہفتہ میں چار مرتبہ آئے، کسی کا دو مرتبہ، اور کسی کا ایک مرتبہ بھی نہ آئے، اسی طرح بعض لوگوں کی کبھی کبھار ہوٹل یا کینٹین وغیرہ میں ملاقات ہوجاتی ہے تو آپس میں قرعہ اندازی کرتے ہیں، جس کا نام نکل آئے وہ اس دن کے پورے خرچ کا ذمہ دار ہوتا ہے، اس طرح سے کھلانا پلانا، کھانا اور پینا صریح قمار یعنی جوا ہے، جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے، البتہ پہلی صورت میں اگر یہ طریقہ ہوکہ جس کا نام ایک بار قرعہ میں نکل آئے دوبارہ اس کا نام شامل نہ کیا جائے، یہاں تک کہ تمام ساتھیوں کی باری پوری ہوجائے تو جائز ہے۔[1]

= ما في " الاختيار لتعليل المختار " : ونقل عن أبي حنيفة : وحين حفظ ابنه حماد سورة الفاتحة وهب المعلم خمس مائة درهم ، وكان الكبش يشترى بدرهم ، فاستكثر المعلم هذا السخاء إذ لم يعلمه إلا الفاتحة ، فقال أبوحنيفة : لا تستحقر ما علمت ولدي ، ولو كان معنا أكثر من ذلك لدفعناه إليك تعظيماً للقرآن . (۱/۷ ، كلمات في ترجمة أيمة المذهب الذين يكثر ذكرهم في الكتاب)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل﴾ . (سورة النساء : ۲۹)

(۳) ما في " سنن الدار قطني " : قوله ﷺ : " لا يحل مال امرئٍ مسلم إلا بطيب نفس منه " . (۳/۲۲ ، كتاب البيوع ، رقم الحديث : ۲۸۶۲ ، مشكوة المصابيح :ص/۲۵۵ ، كتاب الغصب والعارية ، جمع الجوامع : ۹/۷ ، تتمة حرف اللام الألف ، رقم الحديث : ۲۶۷۵۹)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراضٍ منكم﴾ . (سورة النساء : ۲۹)

ما في " البحر المحيط " : قال أبوحيان رحمه الله تعالى : والباطل هو كل طريق لم تبحه الشريعة ، فيدخل فيه السرقة والخيانة والغصب والقمار وعقود الربوا وأثمان البياعات الفاسدة . (۳/۳۲۲)

ما في " الشامية " : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : وسمي القمار قمارًا ، لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه ، وهو حرام بالنص . (۹/۵۷۷ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء ، فصل في البيع)

تمباکو کا استعمال ممنوع ومکروہ ہے

مسئلہ (۱۵۹): تمباکو کی اقسام واغراض اورخواص مختلف ہوتی ہیں، اس لئے اس کے استعمال میں مختلف اقوال ہیں، لیکن غالبًا اس کا استعمال بلاغرضِ صحیح یعنی علاج وغیرہ کے لئے نہیں ہوتا ہے، اورشریعتِ اسلامیہ اپنے ماننے والوں کو ہر ایسی چیز کے کھانے اور پینے سے منع کرتی ہے، جو اسے فوراً یا آہستہ آہستہ ہلاک کردے[۱]، اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

﴿ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾ اوراپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ [البقرة : ۱۹۵] اس پر یہ شاہد ہے، اس لیے اگرتمباکو کے استعمال سے نشہ ہوتو اس کا استعمال حرام ہے، اوراگرنشہ نہ ہوتب بھی اس میں مال کوضائع کرنا[۲] اوردوسروں کوتکلیف پہنچانا[۳] دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں، اس لئے اس کا استعمال ممنوع ومکروہ ہے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيمًا﴾ . کہ اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تم پر مہربان ہے۔ (سورة النساء : ۲۹)

ما في " الصحيح لمسلم " : قوله ﷺ : " كل مسكر حرام " .

(۲/۱٦۷ ، كتاب الأشربة ، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام ، سنن أبي داود :ص/۵۱۸ ، كتاب الأشربة ، باب ما جاء في السكر)

(۲) ما في " صحيح البخاري " : " ولأن النبي ﷺ نهٰى عن إضاعة المال " .

(۱/۳۲۵ ، كتاب الخصومات ، باب من ردّ أمر السفيه الضعيف العقل الخ)

(۳) ما في " مجمع الزوائد " : قوله ﷺ : " لا ضرر ولا ضرار في الإسلام " . (۴/۱۳۸ ، البيوع ، باب لا ضرر ولا ضرار ، ابن ماجه :ص/۱۵۹ ، أبواب الأحكام ، التمهيد : ۴/۲۸۴)

گٹکھا، گل، تپکیر وغیرہ کا استعمال

مسئلہ (۱۶۰): تمباکو اور گٹکھا کھانا، گل یا تپکیر کا دانتوں پر گھسنا، اگر ان سے نشہ آتا ہوتو شرعاً مکروہِ تحریمی ہوگا[۱]، اگر نشہ نہ بھی آتا ہو تب بھی اس کے استعمال میں مال کو ضائع کرنا[۲]، دوسروں کو تکلیف پہنچانا[۳]، اور خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا لازم آتا ہے[۴]، اس لئے یہ بھی مکروہِ تحریمی ہوگا۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الصحيح لمسلم " : قوله ﷺ : " كل مسكر حرام " .

(۲/۱۶۷ ، كتاب الأشربة ، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام ، سنن أبي داود: ص/۵۱۸ ، كتاب الأشربة ، باب ما جاء في السكر)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : قال الله تعالىٰ : ﴿إن المبذرين كانوا إخوان الشيٰطين ، وكان الشيطٰن لربه كفورًا﴾ . (سورة بني اسرائيل : ۲۷)

(۳) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾ . (البقرة : ۱۹۵)

(۴) ما في " مشكوة المصابيح للتبريزي " : قوله ﷺ : " من أكل من هذه الشجرة المُنتنَةِ فلا يقربنّ مسجدنا ، فإن الملائكة تتأذى كما يتأذى منه الإنس " .

(۱/۶۸، باب المساجد ومواضع السجود)

ما في " الشامية " : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (وأكل نحو ثوم أي كبصل ونحوه ما له رائحة كريهة للحديث الصحيح عن قربان آكل الثوم والبصل ، المسجد) قال الإمام العيني في شرحه على صحيح البخاري : قلت : " علة النهي أذى الملا ئكة وأذى المسلمين ، ولا يختص بمسجد عليه الصلاة والسلام ، بل الكل سواء " .

(۲/۴۳۵ ، الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب في الغرس في المسجد)

مسائل شتی

متفرق مسائل

قلم کا ادب واحترام ضروری ہے

مسئلہ(۱۶۱): قلم ذرائعِ علم میں سے ایک ذریعہ ہے، اور ذرائع ووسائل کا ادب واحترام بواسطۂ وجوبِ مقصود یعنی علم کے واجب ہونے کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، اس لئے بیت الخلاء، حمام اوراس جیسے دیگر مقامات پر قلم سے ناصحانہ کلمات لکھنا، یا کسی پر کوئی الزام لگانا، یا کسی کے عیوب کا افشاء کرنا وغیرہ، شرعاً ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔(۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿نٓ والقلم وما يسطرون﴾ . [سورة القلم : ۱] وقوله تعالىٰ : ﴿علّم بالقلم﴾ . (سورة العلق : ۴)

ما في " جامع الترمذي " : عن عبادة بن صامت قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " إن أول ما خلق الله القلم ، فقال له : اكتب فجرى بما هو كائن إلى الأبد " .

(۱۶۹/۲ ، أبواب التفسير ، سورة نٓ والقلم)

ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴۶)

ما في " اعلام الموقعين " : وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود .

(۳/ ۱۷۵ ، فصل في سد الذرائع)

ما في " الأشباه لإبن نجيم " : الأمور بمقاصدها . (۱/ ۱۱۳)

ما في " معارف القرآن شفيعي " : حضرت قتادہ نے فرمایا کہ قلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اگر یہ نہ ہوتا تو نہ کوئی دین قائم رہتا، نہ دنیا کے کاروبار درست ہوتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ان چیزوں کا علم دیا جن کو وہ نہیں جانتے تھے، اور ان کو جہل کی اندھیری سے نورِ علم کی طرف نکالا، اور علمِ کتابت کی ترغیب دی، کیوں کہ اس میں بے شمار اور بڑے منافع ہیں، جن کا اللہ کے سوا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا، تمام علوم وحکم کی تدوین، اور اولین وآخرین کی تاریخ، ان کے حالات ومقالات، اور اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتابیں، سب قلم ہی کے ذریعہ لکھی گئیں، اور رہتی دنیا تک باقی رہیں، اگر قلم نہ ہوتو دنیا ودین کے سارے ہی کام مختل ہوجائیں۔

(معارف القرآن: ۷۸۶/۸)

تبلیغِ علومِ دینیہ

مسئلہ (۱۶۲): دورانِ قیامِ جامعہ جن علومِ دینیہ کو ہم طلباء نے حاصل کیا، انہیں دوسروں تک پہنچانا ہم پر فرضِ کفایہ ہے، ملکی وریاستی امیروں پر ہاتھ کے ذریعہ، علماء پر زبان کے ذریعہ، اور عوام پر دل کے ذریعہ امر بالمعروف فرضِ کفایہ ہے، امر بالمعروف پانچ چیزوں کا محتاج ہے :

۱- علم: کیوں کہ جاہل ''امر بالمعروف'' بحسنِ خوبی انجام نہیں دے سکتا۔

۲- اس کے ذریعہ اللہ کی رضا مندی اور اسلام کی سر بلندی مقصود ہو۔

۳- جسے ''امر بالمعروف'' کیا جائے اس کے ساتھ نرمی اور شفقت کا معاملہ ہو۔

۴- ''امر بالمعروف'' کرنے والا خوب صبر کرنے والا اور حلیم الطبع ہو۔

۵- جس چیز کا دوسرے کو امر کرے خود اس پر عامل ہو، تا کہ فرمانِ الٰہی: ﴿لم تقولون ما لا تفعلون﴾ کا مصداق نہ بنے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' القرآن الكريم '' : ﴿وما كان المؤمنون لينفروا كآفة ، فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم لعلهم يحذرون﴾ . (سورة التوبة : ۱۲۲)

ما في '' أحكام القرآن للجصاص '' : قال حجة الإسلام أبو بكر أحمد بن علي الرازي الجصاص في ضمن تفسير هذه الأية : '' فظاهر الكلام يقتضي أن تكون الطائفة المنافرة هي التي تتفقه تنذر قومها إذا رجعت إليهم '' . (۲۰۶/۳)

ما في '' الفتاوى الهندية '' : ويقال : '' الأمر بالمعروف '' باليد على الأمراء ، وباللسان على العلماء، وبالقلب لعوام الناس ، وهو اختيار الزندويستي . كذا في الظهيرية . الأمر بالمعروف يحتاج إلى خمسة أشياء : أولها : العلم ؛ لأن الجاهل لا يحسن الأمر بالمعروف ؛ والثاني : أن يقصد وجه الله تعالىٰ وإعلاء كلمة العليا ؛ الثالث : الشفقة على المأمور فيأمره باللين والشفقة ؛ والرابع : أن يكون صبورًا حليمًا ؛ والخامس : أن يكون عاملا بما يأمره كيلا يدخل تحت قوله تعالىٰ : ﴿لم تقولون ما لا تفعلون﴾ . إنما يجب الأمر بالمعروف إذا علم أنهم يستمعون . كذا في فتاوىٰ قاضي خان . (۳۵۳/۵ ، كتاب الكراهية ، الفصل السابع عشر في الغناء واللهو وسائر المعاصي والأمر بالمعروف) =

اوقات کو ضائع کرنا

مسئلہ (۱۶۳): مدارس وجامعات میں پڑھنے والوں کا مقصدِ قیام، تحصیلِ علومِ شرعیہ ومعارفِ نافعہ ہے، اس لیے ان کا ایسے کام میں مشغول ہونا، جو اس عظیم مقصد میں مخل اور تضییعِ اوقات کا سبب وذریعہ بنے، مثلاً: رات دیر گئے تک لایعنی (فضول) باتیں کرنا، بلا مقصد فون کرنا، بلاضرورت بازاروں میں گھومنا، اور ہوٹلوں اور چوراہوں پر بیٹھنا وغیرہ، شرعاً سخت ناپسندیدہ اور ناجائز ہے۔ (۱)

= ما في " مشكوة المصابيح " : عن أبي سعيدٍ الخدري عن رسول الله ﷺ قال : " من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده ، فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذلک أضعف الإيمان " . رواه مسلم . (ص/۴۳۶ ، باب الأمر بالمعروف ، الفصل الأول)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿أفحسبتم أنما خلقناكم عبثًا وأنكم إلينا لا ترجعون﴾ . (سورة المؤمنون : ۱۱۵)

ما في " جمع الجوامع " : قوله ﷺ : " من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه " . (۳۹۳/۲ ، رقم الحديث : ۲۰۰۰۷)

ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرماً ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجباً .

(ص/۴۶ ، اعلام الموقعين : ۱۷۵/۳ ، الأشباه لإبن نجيم : ۱۱۳/۱)

ما في " الشامية " : كل لعب وعبث .... حرام . (۵۶۶/۹ ، الحظر والإباحة)

ما في " كتاب التعريفات للجرجاني " : العبث : ارتكاب أمر غير معلوم الفائدة . وقيل : ما ليس فيه غرض صحيح لفاعله . (ص/۱۴۲)

ما في " الهداية " : لأن الأصل أن سبب الحرام حرام .

(۴۶۶/۴ ، كتاب الكراهية ، فصل فى الاستبراء ، فتح القدير لإبن الهمام : ۵۶/۱۰)

ما في " بدائع الصنائع " : ولأن الاستمتاع بالدواعي وسيلة إلى القربان ، والوسيلة إلى الحرام حرام . (۴۸۸/۶ ، كتاب الاستحسان)

ما في " بدائع الصنائع " : ولأن خروجهن إلى الجماعة سبب الفتنة ، والفتنة حرام . وما أدى إلى الحرام فهو حرام . (۶۶۸/۱ ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان من يصلح للإمامة)

نعت ونظم کو گانے کے طرز پر پڑھنا

مسئلہ (۱۶۴): نعت ونظم کو گانوں کے طرز پر پڑھنا، اوراس کے ساتھ میوزک اور موسیقی شامل کرنا، اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت گانے کے طرز پر کرنا، جس سے گانے کی طرف دھیان جائے، یا گانے کی لذت محسوس ہو شرعاً جائز نہیں ہے۔[۱]

ختمِ خواجگان کی شرعی حیثیت

مسئلہ (۱۶۵): بعض مدارس میں ختمِ خواجگان اجتماعی طور پر پڑھا جاتا ہے، اس کے بعد اجتماعی دعا ہوتی ہے، یہ امر خلافِ شرع اور مکروہ نہیں ہے، کیوں کہ ختمِ خواجگان حصولِ برکت کیلئے پڑھا جاتا ہے، مشائخ کا مجرب عمل ہے، کہ اس کی برکت سے دعا قبول ہوتی ہے، لہٰذا یہ امرِ مباح ہے، اور امرِ مباح پر محض مداومت سے وہ قبیح ومکروہ نہیں ہوتا، بلکہ اس پر اصرار سے وہ مکروہ ہوتا ہے، اور اصرار یہ ہے کہ کسی عمل کو ہمیشہ کیا جائے، اور نہ کرنے والے کو گنہگار سمجھا جائے، اس کی تحقیر وتذلیل کی جائے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مشكوة المصابيح " : قوله ﷺ : " إقرؤا القرآن بلحون العرب وأصواتها ، وإياكم ولحون أهل العشق ، ولحون أهل الكتابيين ، سيجيئ بعدي قوم يرجِّعون بالقرآن ترجيعَ الغناء والنوح ، لا يجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شأنهم " . رواه البيهقي في شعب الإيمان . (ص/۱۹۱ ، كتاب فضائل القرآن ، الفصل الثاني)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " مرقاة المفاتيح " : لما جاء في الحديث عن عبد الله بن مسعود قال : لقد رأيت رسول الله ﷺ كثيرًا ينصرف عن يساره . متفق عليه . قال الملا علي القاري في شرح هذا الحديث : قال الطيبي : وفيه أن من أصرّ على أمر مندوب وجعله عزمًا ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطٰن من الإضلال . (۲۶/۳ ، كتاب الصلاة ، باب الدعاء في التشهد ، السعاية : ۲/۲۶۳ ، ۲۶۵ ، باب صفة الصلاة ، قبيل فصل في القراءة ، شرح الطيبي : ۲/۴۴۶)

(فتاویٰ رحیمیہ: ۲/ ۲۲۸، فتاویٰ محمودیہ: ۱۰/۱۸۳)

فلم بنانا، دیکھنا اور دکھانا

مسئلہ (۱۶۶): فلم بنانا، دیکھنا اور دکھانا فی نفسہ مطلقاً ناجائز وحرام ہے، اور جب اس فلم میں واقعات وشخصیاتِ اسلام کو فرضی کرداروں کے ساتھ فلمایا گیا ہو، جیسے فلم " الرسالة " یعنی دَمیسیج آف اسلام (The Message Of Islam) تو اس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے، کیوں کہ اسلام اور تاریخِ اسلام کے ساتھ یہ انتہائی بدترین وسنگین قسم کا مذاق ہے، اور شریعت نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا، ان کے اسباب وذرائع کو بھی حرام قرار دیا۔(۱)

کفریہ اور توہین آمیز کلمات پر مشتمل گانے سننا

مسئلہ (۱۶۷): گانا سننا فی نفسہ حرام ہے، اس کے باوجود بہت سے نوجوان گانا سننے سنانے سے اجتناب نہیں کرتے، حالانکہ بعض انڈین (بھارتی) گانے ایسے ہوتے ہیں، جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں انتہائی گستاخی اور توہین آمیز ہوتے ہیں، جس سے ذاتِ الٰہی کی طرف جہل، عجز، نقص کو منسوب کرنا لازم آتا ہے، جو آدمی کو کفر وشرک تک پہونچا دیتا ہے، اس لیے ان کفریہ جملوں پر مشتمل گانوں کو سننا، سنانا، گنگنانا اور اسے اچھا سمجھنا کفر ہے۔(۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالیٰ : ﴿ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوًا بغير علم﴾ . (سورة الأنعام : ۱۰۸)

ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرماً ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجباً .

(ص/۴٦ ، اعلام الموقعين : ۳/۱۷۵ ، الأشباه لإبن نجيم : ۱/۱۱۳)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم﴾ . (سورة لقمان : ٦)

ما في " الشامية ": جاء في التفسير أن المراد الغناء .

(۹/۵۰۲ ، الحظر والإباحة ، قبيل فصل في اللبس)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالى : وفي السراج : =

محبت وعقیدت میں اکابرین کے فوٹو رکھنا

مسئلہ (۱۶۸): آج کل بہت سے لوگ، بالخصوص طلبۂ مدارس محبت وعقیدت کی بنا پر اپنے اکابرین مثلاً: حکیم الامت علامہ تھانوی، حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہم اللہ وغیرہ کی تصاویر، اپنے گھر یا جیب وغیرہ میں رکھتے ہیں، جب کہ ان کا رکھنا ناجائز وحرام، اور ان کا ازالہ اور محو کرنا واجب ہے۔ (۱)

= ودلت المسئلة أن الملاهي كلها حرام . قال ابن مسعود : " صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات " . الدر المختار . (۹/۵۰۲ ، الحظر والإباحة)

ما في " الشامية " : قال الشامي رحمه الله تعالى : والحاصل : أنه لا رخصة في السَّماع في زماننا ، لأن الجنيد تاب عن السَّماع في زمانه ... الخ . (۹/۵۰۳ ، الحظر والإباحة ، قبيل فصل في اللبس)

ما في " البحر الرائق " : قال ابن نجيم : فيكفر إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به ، أو سخر بإسم من أسمائه أو يأمر بأمر من أوامره ، أو أنكر وعده أو وعيده ، أو جعل له شريكا أو ولدا أو زوجة ، أو نسبه إلى الجهل أو العجز أو النقص . كذا في شرح الفقه الأكبر . (۵/۲۰۲ ، كتاب السير ، باب أحكام المرتدين ، الفتاوى الهندية : ۲/۲۵۸ ، كتاب السير ، الباب التاسع في أحكام المرتدين)

ما في " الفتاوى الهندية " : ومن يرضى بكفر نفسه فقد كفر ، ومن يرضى بكفر غيره فقد اختلف فيه المشائخ في " كتاب التخيير " في كلمات الكفر إن رضي بكفر غيره ليعذب على الخلود لا يكفر، وإن رضي ليقول في الله ما لا يليق بصفاته يكفر ، وعليه الفتوى . كذا في التاتارخانية .
(۲/۲۵۷ ، كتاب السير ، الباب التاسع فى أحكام المرتدين)

ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴۶)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : قوله عليه السلام : " إن أشد الناس عذابا عند الله المصورون " .
(۲/۸۸۰ ، كتاب اللباس ، باب عذاب المصورين يوم القيامة)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : يدل على المنع من تصوير شيءٍ أي شيء كان . (۱۴/۲۷۴)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : لا تمثالَ إنسان أو طير . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (أو طير) لحرمة تصوير ذي الروح . (۹/۵۱۹ ، الحظر والإباحة ، فصل في اللبس)

ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجباً . (ص/۴۶) =

فحش ناول، کامکس، اخبارات وجرائم پڑھنا

مسئلہ(۱۶۹): آج کل بہت سے نوجوان فحش ناول، کامکس، اخبار ورسائل اور ماہنامہ جرائم وغیرہ پڑھتے ہیں، جن میں جرائم پیشہ افراد کے حالات و واقعات، طریقہائے جرم، فحش اور گندے اشعار، فحاشی اور عریانیت کو عام کرنے والے مواد، اور بعض ایسے جملے اور ڈائیلاگ ہوتے ہیں، جن سے اسلامی اخلاق سوزی اور ایمان کشی لازم آتی ہے، انہیں پڑھنا اور شائع کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔[۱]

اظہارِ مسرت یا ہنگامی صورت میں تالیاں، سیٹیاں بجانا اور چیخنا چلانا

مسئلہ(۱۷۰): کسی جلسے جلوس، دینی یا دنیوی پروگرام، فنکشن ومیٹنگ، کانفرنس وسیمینار میں کسی اچھی اور دل لبھاتی بات پر، یا کھیل کود یا کسی اور ہنگامی صورت میں اظہارِ مسرت کیلئے تالیاں اور سیٹیاں بجا کر داد وتحسین دینا اور چیخنا چلانا شرعاً ممنوع اور مکروہِ تحریمی ہے، اولاً: اس وجہ سے کہ یہ لہولعب کی صورت ہے، اور ثانیاً: اس وجہ سے کہ کفارِ یورپ وغیرہ کی مشابہت ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص کسی قوم کی مشابہت پیدا کرے گا وہ اسی قوم میں سے ہوگا''۔[۲]

= ما في " بدائع الصنائع " : الوسيلة إلى الحرام حرام . (۴۸۸/۶ ، كتاب الاستحسان)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم﴾ . [سورة لقمٰن : ٦] وقوله تعالى : ﴿إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين اٰمنوا لهم عذاب أليم﴾ . (سورة النور : ۱۹)

ما في " المعجم الأوسط للطبراني " : عن عمر بن الخطاب قال : قال رسول الله ﷺ : " كل لهو يكره إلا ملاعبة الرجل امرأته ، ومشيه بين الهدفين ، وتعليمه فرسه " . (۵/ ۲۳٦ ، رقم الحديث : ۲۱۸۳)

ما في " الشامية " : كل لهو المسلم حرام . (۹/ ۵٦٦ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغيره)

ما في " الهداية " : لأن الأصل أن سبب الحرام حرام . (۴٦٦/۴ ، كتاب الكراهية ، بدائع الصنائع : ٦/ ۴۸۸ ، كتاب الاستحسان ، المقاصد الشرعية : ص/۴٦ ، اعلام الموقعين : ۳/ ۱۷۵ ، الأشباه لإبن نجيم : ۱/ ۱۱۳)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿وما كان صلوتهم عند البيت إلا مكاء وتصدية﴾ . =

امتحان میں نقل کرنا یا کروانا

مسئلہ(۱۷۱): امتحان کا مقصود، نصاب سے مطلوب، طلباء کی استعداد وصلاحیت کو جانچنا اور پرکھنا ہے، اس لیے کسی طالب علم کا بحالتِ امتحان، کسی کی جوابی کاپی دیکھ کر نقل کرنا یا کروانا، یا اپنے ساتھ جوابی تحریر لے جانا، احکامِ انتظامیہ کی خلاف ورزی، ممتحن کے ساتھ دھوکہ دہی، اور جھوٹ وخیانت جیسی عظیم قباحتوں کا موجب ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز اور سخت گناہ ہے۔(۱)

= (سورة الأنفال : ۳۵)
ما في " سنن أبي داود " : عن ابن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : " من تشبه بقوم فهو منهم " .
(ص/۵۵۹ ، كتاب اللباس ، باب لباس الشهرة)
ما في " تاويلات أهل السنة للماتريدي " : قال أبو عوسجة : المكاء شبه الصفير ، والتصدية ضرب اليدين وهو من الصدى من الصوت . (۵/۱۹۴ ، ۱۹۵)
ما في " الدر المنثور في التفسير المأثور " : عن ابن عمر قال : المكاء الصفير ، والتصدية التصفيق . (۳/۳۳۲ ، ۳۳۳)
ما في " فتح القدير للشوكاني " : وقيل : المكاء الضرب بالأيدي والتصدية الصياح . (۱/۶۸۵)
ما في " تفسير النسفي لأبي البركات " : إنهم كانوا يطوفون بالبيت عراة وهم مشبكون بين أصابعهم يصفرون فيها ويصفقون . (۱/۶۴۳ ، ۶۴۴)
ما في " رد المحتار " : كره كل لهو ..... أي كل لعب وعبث .... والإطلاق شامل لنفس الفعل كالرقص والسخرية والتصفيق ، فإنها كلها مكروهة لأنها زي الكفار .
(۹/۵۶۶ ، الحظر والإباحة)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ . [سورة المائدة : ۲] وقوله تعالى : ﴿ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾ .
(سورة البقرة : ۱۹۴)
ما في " جامع الترمذي " : قوله ﷺ : " من غش فليس منا " . وكذا في الصحيح لمسلم : " من غشنا فليس منا " . (۱/۲۴۵ ، البيوع ، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع ، الصحيح لمسلم : ۱/۷۰ ، باب قول النبي ﷺ : من غشنا فليس منا)
ما في " سنن أبي داود " : عن سفيان بن أسيد الحضرمي قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول :=

تعزیتی جلسوں میں خاموشی اختیار کرنا

مسئلہ(۱۷۲): بعض مسلم تنظیمیں، سیاسی جماعتیں، سرکاری یا نیم سرکاری ادارے، کسی دینی یا سیاسی شخصیت کے انتقال پر تعزیتی جلسوں میں چند منٹ کی خاموشی اختیار کرکے اسے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں، جبکہ یہ طریقہ نہ صرف غیر اسلامی بلکہ بدعت [۱]، اور عاداتِ قبیحہ میں کافروں کی مشابہت اختیار کرنا ہے [۲]، مسلمانوں کے لیے اپنے مردوں اور شہیدوں کے بارے میں اسلامی تعلیم یہ ہے :

۱- ان کے حق میں دعائے مغفرت کی جاوے۔ [۳]

۲- ان کی طرف سے صدقہ کرکے انہیں ایصالِ ثواب کیا جائے۔ [۴]

۳- ان کی خوبیوں کو بیان کیا جائے اور عیوب ونقائص پر پردہ ڈالا جائے۔ [۵]

= " كبرت خيانة أن تحدث أخاك حديثًا هو لك به مصدق وأنت له به كاذب " .
(ص/۶۷۹ ، كتاب الأدب ، باب في المعاريض)
ما في " اعلام الموقعين " : وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود .
(۳/ ۱۷۵ ، المقاصد الشرعية : ص/۴۶)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مشكوة المصابيح " : عن عائشة قالت : قال رسول الله ﷺ : " من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ " . متفق عليه . (ص/۲۷ ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الأول)

(۲) ما في " مشكوة المصابيح " : عن ابن عباس قال : قال رسول الله ﷺ : " أبغض الناس إلى الله ثلاثة ؛ ملحد في الحرم ، ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية ، ومطلب دم امرئٍ مسلم بغير حق ليهريق دمه " . رواه البخاري . (ص/۲۷ ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الأول)
ما في " سنن أبي داود " : قوله ﷺ : " من تشبه بقوم فهو منهم " . (ص/۵۵۹)

(۳) ما في " سنن أبي داود " : عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال : " إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاثة أشياء ؛ من صدقة جارية ، أو علم ينتفع به ، أو ولد صالح يدعو له " . (۳۹۸/۲ ، باب ما جاء في الصدقة عن الميت ، الصحيح لمسلم : ۴۱/۲ ، كتاب الوصية ، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت ، تكملة فتح الملهم : ۱۰۴/۸ ، الوصية ، باب ما يلحق الإنسان من =

ایک دوسرے کی پردہ دری، گالی گلوچ اور تحقیر وتذلیل

مسئلہ (۱۷۳): ۱- ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی وہمدردی، محبت والفت کا سلوک رواں رکھیں۔ (۱)

۲- ایک دوسرے کی پردہ دری وعیب جوئی اور تحقیر وتذلیل نہ کریں۔ (۲)

۳- ایک دوسرے کو گالی گلوچ نہ کریں، اور نہ ہی آپس میں جھگڑا کریں۔ (۳)

۴- اپنے اوقات کو انہیں کاموں میں لگائیں، جن میں کوئی دینی یا دنیوی مصلحت ہو۔ (۴)

۵- ہر ایسے قول وفعل سے اپنے آپ کو بچائیں، جس سے معاشرے کا چین وسکون ختم ہوکر، کرب وبے چینی پنپتی ہو، اور اللہ ورسول ﷺ کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ (۵)

= الثواب بعد وفاته ، رقم الحديث : ۴۱۹۹ ، شعب الإيمان للبيهقي :۳/۲۴۷ ، باب في الزكاة ، فصل في الاختيار في صدقة التطوع ، رقم الحديث : ۳۴۴۷ ، جامع الترمذي : ۱/۲۵۶ ، و۲/۳۶۲ ، رقم الحديث : ۱۳۷۶ ، الأحكام ، باب في الوقف ، السنن الكبرىٰ للنسائي : ۲/۱۱۴ ، و۴/۱۰۹ ، الوصايا ، باب فضل الصدقة عن الميت ، رقم الحديث : ۶۴۷۸)

(۴) ما في " البحر الرائق " : الأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاةً أو صومًا أو صدقة أو قراءة قرآن أو ذكرًا أو طوافًا أو حجًا أو عمرة أو غير ذلک عن أصحابنا بالكتاب والسنة . (۳/۱۰۵ ، كتاب الحج ، باب الحج عن الغير)

ما في " الشامية " : الأفضل لمن يتصدق نفلا أن ينوى لجميع المؤمنين والمؤمنات لأنها تصل إليهم ولا ينقص من أجره شيء .

(۳/۱۵۱ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنازة ، مطلب : في القراءة للميت وإهداء ثوابها له)

(۵) ما في " سنن أبي داود " : عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال : " أذكروا محاسن موتاكم وكفّوا عن مساويهم " . (ص/۶۲۱ ، كتاب الأدب ، باب في النهي عن سبّ الموتى ، جامع الترمذي : ۱/۱۹۸ ، الجنائز ، ما جاء في قتلى أحد وذكر حمزة ، رقم الحديث : ۱۰۱۹ ، رقم الباب : ۲۰)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وإن رأى به ما يكره لم يجز ذكره لحديث : " أذكروا محاسن موتاكم وكفّوا عن مساويهم " . الدر المختار . (۳/۱۴۶ ، الصلاة ، باب صلاة الجنازة ، قبيل مطلب في الثواب على المصيبة) =

....

....

الحجة على ما قلنا :

= (۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿إنما المؤمنون إخوة﴾ . (سورة الحجرات : ۱۰)

ما في " جامع الترمذي " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " الدين النصيحة " ثلاث مرار ، قالوا : يا رسول الله ! لمن ؟ قال : للّٰه ولكتابه ولأيمة المسلمين وعامتهم " .

(۱۴/۲ ، أبواب البر والصلة ، باب ما جاء في النصيحة)

(۲) ما في " جامع الترمذي " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " المسلم أخو المسلم، لا يخونه ، ولا يكذبه ، ولا يخذله ، كل المسلم على المسلم حرام ؛ عرضه وماله ودمه ؛ التقوىٰ ههنا ؛ بحسب امرئٍ من الشر أن يحقر أخاه المسلم " .

(۱۴/۲ ، أبواب البر والصلة ، باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم)

وفيه أيضًا : قوله ﷺ : " ومن ستر على مسلم في الدنيا ستره الله عليه في الدنيا والأخرة " .

(۱۴/۲ ، أبواب البر ، باب ما جاء في الستر على المسلمين)

ما في " مشكوة المصابيح " : وعن ابن عمر قال : " صعد رسول الله ﷺ المنبر ، فنادىٰ بصوت رفيع ، فقال : " يا معشر من أسلم بلسانه ولم يفض الإيمان إلى قلبه ، لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا عوراتهم ، فإنه من يتبع عورة أخيه المسلم يتبع الله عورته ، ومن يتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف رحله " . رواه الترمذي .

(ص/۴۲۸ ، ۴۲۹ ، باب ما ينهىٰ عنه من التهاجر ، الفصل الثاني)

(۳) ما في " صحيح البخاري " : عن عبد الله قال : قال رسول الله ﷺ : " سباب المسلم فسوق وقتاله كفر " . (۸۹۳/۲ ، كتاب الأدب ، باب ما ينهى عن السباب واللعن ، جامع الترمذي : ۱۹/۲ ، أبواب البرّ والصلة)

ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا إن الله مع الصٰبرين﴾ . (سورة الأنفال : ۴۶)

(۴) ما في " كنز العمال " : قال النبي ﷺ : " من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه " .

(۳۵۵/۳ ، رقم الحديث : ۸۲۸۱ ، جمع الجوامع : ۳۹۳/۶ ، رقم الحديث : ۲۰۰۰۶)

(۵) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا﴾ . (سورة الأحزاب : ۵۸)

ما في " تفسير القرطبي " : قال القرطبي رحمه الله تعالى : " أذية المؤمنين والمؤمنات هي أيضًا بالأفعال والأقوال القبيحة " . (۲۴۰/۱۴)

غیر مسلم کے لیے دعائے مغفرت وسفارش

مسئله (۱۷۴): مسلم کا غیر مسلم کی عیادت کرنا، مرنے پر تعزیت کرنا شرعاً جائز ہے [۱]، مگر میت وجنازہ لے کر چلنا، یا اس کے لیے دعاء مغفرت وسفارش کرنا، اور ان کی مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شرکت کرنا ناجائز ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الشامية " : وجاز عيادته بالإجماع ، وفي عيادة المجوسي قولان . الدر المختار .
وفي الشامية : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (وجاز عيادته) أي عيادة مسلم ذميًا أو نصرانيًا أو يهوديًا لأنه نوع بر في حقهم وما نهينا عن ذلك ، وصح أن النبي ﷺ عاد يهوديًا مرض بجواره . " هدايه " . قوله : (وفي عيادة المجوسي قولان) .... وفي النوادر : جار يهودي أو مجوسي مات ابن له أو قريب ينبغي أن يعزيه ، ويقول : " أخلف الله عليك خيرًا منه وأصلحك " . وكان معناه : " أصلحك الله بالإسلام " يعني : " رزقك الإسلام ورزقك ولدًا مسلمًا " . " كفاية " . (۵۵۶/۹ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء)
() ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولا تصل على أحد منهم مات أبدًا ولا تقم على قبره﴾ .
(سورة التوبة : ۸۴)
ما في " روح المعاني " : وقوله تعالىٰ : ﴿ولا تصل على أحد﴾ الخ . والمراد من الصلاة المنهي عنه صلاة الميت المعروفة وهي متضمنة للدعاء والاستغفار والاستشفاع . قوله : ﴿ولا تقم على قبره﴾ الخ .... والمراد ولا تقف على قبره للدفن أو للزيارة ، والقبر في المشهور مدفن الميت ويكون بمعنى الدفن وجوّزوا إرادته هنا أيضًا . (۲۲۵/۶)
ما في " تبيين الحقائق " : قال رحمه الله تعالى : (وشرطها) أي شرط الصلاة عليه (إسلام الميت وطهارته) أما الإسلام فلقوله تعالىٰ : ﴿ولا تصل على أحد منهم مات أبدا ولا تقم على قبره﴾ يعني المنافقين وهم الكفرة ولأنها شفاعة للميت إكراما له وطلباً للمغفرة ، والكافر لا تنفعه الشفاعة ولا يستحق الإكرام . (۵۷۱/۱ ، ۵۷۲ ، كتاب الصلاة ، باب الجنائز)

غیر حاضر ہوتے ہوئے حاضری لگانا

مسئلہ(۱۷۵): کسی طالب علم، استاذ ومعلم، اور ملزم ونوکر کے غیر حاضر ہونے کے باوجود، کسی دوسرے شخص کا اس کی حاضری لگانا، اور اسے خدمتِ انسانیت سمجھنا محض شیطانی دھوکہ ہے، اور بروزِ قیامت باعثِ مؤاخذہ ہے، کیوں کہ اس کا یہ عمل ان ممنوعاتِ شرعیہ سے مرکب ہے: (۱) جھوٹ، (۲) ادارہ وانتظامیہ کے ساتھ خیانت، (۳) اکلِ مال بالباطل کا ذریعہ بننا، وہ اس طرح کہ غائب کی حاضری لگانے سے، وہ ان تمام مراعات وعوض کا حقدار ہوگا، جو حاضر کو ملا کرتا ہے۔[1]

نوٹ: اتنی بات یاد رہے کہ جتنے کام بر بناء انسانیت کئے جائیں وہ محمود ومستحسن نہیں، بلکہ محمود وہی ہیں جو موافقِ شرع ہوں، اور جو مخالفِ شرع ہوں وہ امور انسانی نہیں بلکہ بہیمی ہیں۔

راستے پر چلتے وقت ہنسی مذاق کرنا اور دوسروں کو تکلیف پہنچانا

مسئلہ(۱۷۶): راستہ پر چلنا ہر کسی کے لئے جائز ومباح ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو، بعض لوگ راستہ پر چلتے وقت ہنسی مذاق کرتے ہیں، اور پورا راستہ گھیر کر چلتے ہیں، اسی طرح راستہ پر ایسی چیزیں ڈالتے ہیں جس سے راہ گزر کو تکلیف پہنچتی ہے، جیسے ''کیلے'' وغیرہ کھا کر اس کے چھلکے راستے پر ہی ڈالدیتے ہیں، جس سے بسا اوقات راستہ پر چلنے والا انسان پھسل کر گر جاتا ہے، اور اسے سخت تکلیف پہنچتی ہے، یہ تمام باتیں جہاں غیر اخلاقی، غیر اسلامی اور غیر شرعی ہیں، وہیں ایک مہذب اور دیندار معاشرہ کی اعلیٰ اقدار کے سراسر منافی ہیں، اس لئے اس سے کلی اجتناب برتا جائے، ان کے ارتکاب سے انسان سخت گنہگار اور لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔[2]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' القرآن الكريم '' : ﴿لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل﴾ . [سورة النساء : ۲۹] وقوله تعالى : ﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ . (سورة المائدة : ۲)

ما في '' سنن أبي داود '' : قوله ﷺ : '' كبرت خيانة أن تحدث أخاك حديثا هو لك به مصدق

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

= وأنت له به كاذب ". (ص/۷۴۹ ، كتاب الأدب ، باب في المعاريض)
ما في " اعلام الموقعين " : وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود .
(۳/ ۱۷۵ ، فصل في سد الذرائع)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا﴾ . (سورة الأحزاب : ۵۸)
ما في " تفسير القرطبي " : قال القرطبي رحمه الله تعالى : " أذى المؤمنين والمؤمنات هي أيضًا بالأفعال والأقوال القبيحة ". (۱۴/۲۴۰)
ما في " صحيح البخاري " : قوله ﷺ : " المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ".
(۱/۶ ، كتاب الإيمان ، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده)
ما في " حاشية أبي داود " : قوله ﷺ : " إياكم والجلوس بالطرقات ". " ويدخل في الأذى أن يضيق الطريق على المارّين ". [رقم الحاشية : ۲]
(سنن أبي داود: ص/۶۶۳ ، كتاب الأدب ، باب في الجلوس بالطرقات)
ما في " جمع الجوامع " : عن أبي حذيفة بن أُسيد أن النبي ﷺ قال : " من آذى المسلمين في طرقهم وجبت عليه لعنتهم ". (۶/۳۹۲ ، حرف الميم مع النون ، رقم الحديث : ۲۰۰۳۶)
ما في " الصحيح لمسلم " : قوله ﷺ : " الإيمان بضع وسبعون أو بضع وستون شعبة ، فأفضلها قول لا إلٰه إلا الله ، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق ، والحياء شعبة من الإيمان ".
(۱/۴۷ ، كتاب الإيمان ، باب بيان عدد شعب الإيمان وأفضلها وأدناها . الخ)

عدمِ نظافت وطہارت میں تشبہ مع الکفار لازم آتا ہے

مسئلہ (۱۷۷): اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے، اس نے اپنے ماننے والوں کو جہاں ظاہری اور باطنی پاکی وطہارت کا حکم دیا، وہیں اس بات کا بھی امر فرمایا کہ جن جگہوں پر ان کی سکونت ورہائش ہے، وہ بھی صاف ستھری رہیں، کیوں کہ گھروں اور کمروں میں کوڑا کرکٹ جمع کرنا، صفائی کا خیال نہ رکھنا، کیڑے مکوڑوں، کھٹملوں اور مچھروں وغیرہ کی آمد، اور بیماریوں کے پھیلنے کا ذریعہ وسبب بنتا ہے، نیز یہ عدمِ نظافت وطہارت میں یہودیوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے، جو ناجائز وممنوع ہے، اس لیے خود بھی صاف ستھرا رہیں، اور اپنے ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿وثيابک فطهّر﴾ . [سورة المدثر : ۴] وقال أيضًا : ﴿إن الله يحب التوّابين ويحب المتطهّرين﴾ . (سورة البقرة : ۲۲۲)

ما في " تفسير المظهري " : قال القاضي ثناء الله رحمه الله تعالى : قلت : والظاهر عندي أنه أمر بتطهير الثياب فالواجب بالمنطوق وعبارة النص إنما هو تطهير الثوب ؛ وبدلالة النص يجب تطهير البدن بالطريق الأولى ، فإن الله سبحانه القدوس المطهر الطاهر لما لم يرض بنجاسة الثوب فكيف يرضى بنجاسة البدن اهـ . ... احتج الفقهاء بهذه الأية لاشتراط طهارة الثوب والمكان والبدن عن النجاسة الحقيقية للصلاة ، والصحيح عندي أنه لا دلالة على اشتراطها للصلاة بل على وجوب الطهارة الثلاث في جميع الأحوال . (۱۰/۸۹ ، ۹۰)

ما في " جامع الترمذي " : قوله ﷺ : " إن الله طيب يحب الطيب ، نظيف يحب النظافة ، كريم يحب الكرم ، جواد يحب الجود ، فنظفوا أفنيتكم ، ولا تشبهوا باليهود " . (۲/۱۰۷ ، قديمي ، وأيضًا : ۳/۵۳۷ ، كتاب الأدب ، باب ما جاء في النظافة ، رقم الحديث : ۲۷۹۹)

ما في " الصحيح لمسلم " : عن مالک الأشعري قال : قال رسول الله ﷺ : " الطهور شطر الإيمان " . (۱/۱۱۸ ، كتاب الطهارة ، باب فضل الوضوء ، جمع الجوامع : ۵/۱۳۲ ، رقم الحديث : ۱۴۰۰۴ ، حرف الطاء)

ما في " المعجم الأوسط للطبراني " : قوله ﷺ : " إن الله جميل يحب الجمال " . (۳/۳۰۶ ، رقم الحديث : ۴۶۶۸)

ما في " سنن أبي داود " : قوله ﷺ : " من تشبه بقوم فهو منهم " . =

مریضوں کو پھولوں کے گلدستہ کا تحفہ، یورپ کی اندھی تقلید

مسئلہ (۱۷۸): بعض لوگ بیماروں کو مصنوعی پھول ہدیہ میں دیتے ہیں، ان پھولوں کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی اہمیت، نہ ان سے بیمار کو شفا ملتی ہے، اور نہ ہی اس کی تکلیف اور درد کم ہوتا ہے، نہ ان سے صحت حاصل ہوتی ہے نہ امراض دور ہوتے ہیں، کیوں کہ یہ مصنوعی پھول ہیں، جو انسانی ہاتھوں اور آلات کی پیداوار ہیں، انہیں بنانے والے ان کو اونچی اونچی قیمتوں میں فروخت کرتے ہیں، اور خوب نفع کماتے ہیں، اس میں خریدنے والوں کا سراسر نقصان ہی نقصان ہے، کیوں کہ یہ پھول مریض کے پاس بڑی مشکل سے ایک دو گھنٹے یا ایک دو دن باقی رہتے ہیں، پھر ان کو ردیوں کے ساتھ پھینک دیا جاتا ہے، یہ رسم بلاسوچے سمجھے مغرب کی اندھی تقلید ہے، جو پیسہ ان کی خرید میں صرف (خرچ) ہوا، اس کا فائدہ نہ خریدنے والے کو ملا اور نہ مریض کو، جب کہ مال اللہ کی نعمت ہے، اس طرح اس کو ضائع کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے، اس لیے اس سے کلی اجتناب برتا جائے۔ (۱)

= (ص/۵۵۹، کتاب اللباس، باب لباس الشهرة)

ما في " المقاصد الشرعية ": إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا. (ص/۴۶، اعلام الموقعين: ۳/ ۱۷۵)

الحجة على ما قلنا:

(۱) ما في " القرآن الكريم ": قوله تعالىٰ: ﴿ولا تبذّر تبذيرًا﴾. (سورة بني اسرائيل: ۲۷)

ما في " التفسير الكبير ": والتبذير في اللغة: افاد المال وإنفاقه في السرف. (۳۲۸/۷)

ما في " صحيح البخاري ": وعن المغيرة بن شعبة قال: قال النبي ﷺ: " إن الله حرّم عليكم عقوق الأمهات، ووأد البنات، ومنعًا وهات، وكره لكم قيل وقال، وكثرة السؤال، وإضاعة المال ". (۱/۳۲۴، كتاب في الاستقراض وأداء الديون والحجر الخ، باب ما ينهى عن إضاعة المال)

ما في " مشكوة المصابيح ": قوله ﷺ: " أبغض الناس إلى الله ثلاثة: ملحد في الحرم ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية، ومطلب دم امرئٍ مسلم بغير حق ليهريق دمه ".

(ص/۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول)

(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۶۱/۱۰)

انگریزی زبان کا سیکھنا

مسئلہ(۱۷۹): انگریزی سیکھنا فی نفسہ ممنوع نہیں ہے، اس لیے انگریزی زبان کا سیکھنا اگر مصلحتِ دینی مثلاً ردّ نصاریٰ وہنود، یا مصلحتِ دنیوی مثلاً کسبِ معاش وغیرہ کے لیے ہوتو جائز ہے[1]، لیکن اگر انگریزی کا سیکھنا کسی مفسدۂ شرعیہ کی طرف مفضی ومؤدّی ہو، یعنی اطوارِ دینیہ وعقائدِ شرعیہ کی تخریب کا ذریعہ وسبب بنے تو شرعاً ناجائز ہے۔[2]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " جامع الترمذي " : عن خارجة بن زيد بن ثابت ، عن أبيه زيد بن ثابت قال : أمرني رسول الله ﷺ أن أتعلم له كلمات من كتاب يهود ، قال : " إني والله ما آمن يهود على كتابي " . قال : فما مر بي نصف شهر حتى تعلمته له ، قال : فلما تعلمته كان إذا كتب إلى يهود كتبت إليهم، وإذا كتبوا إليه قرأت له كتابهم . وقد رواه الأعمش عن ثابت بن عبيد الأنصاري ، عن زيد بن ثابت ، قال : أمرني رسول الله ﷺ أن أتعلم السريانية .

(۹۵/۳، ۹۶، رقم الحديث : ۲۷۱۵ ، كتاب الاستيذان ، ما جاء في تعليم السريانية)

ما في " مرقاة المفاتيح " : قيل : فيه دليل على تعلم ما مر حرام في شرعنا للتوقى والحذر عن الوقوع في الشر ، كذا ذكره الطيبى في ذيل كلام المظهر ، وهو غير ظاهر ، إذ لا يعرف في الشرع تحريم تعلم لغة من اللغات سريانية أو عبرانية أو هندية أو تركية أو فارسية .... أى لغاتكم ، بل هو من جملة المباحات ، نعم يعد من اللغو ومما لا يعني ، وهو مذموم عند أرباب الكمال إلا إذا ترتب عليه فائدة ، فحينئذ يستحب كما يستفاد من الحديث اهـ . (۴۷۷/۸، ۴۷۸، رقم الحديث : ۴۶۵۹ ، كتاب الآداب ، باب السلام ، المكتبة الأشرفية بديوبند)

(فتاوی عبدالحی:ص/۵۵۰)

ما في " قواعد الفقه " : " الأصل في الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على عدم الإباحة " .

(ص/۵۹ ، رقم القاعدة :۳۳ ، الأشباه والنظائر لإبن نجيم :ص/۲۵۲)

(۲) ما في " المقاصد الشرعية " : إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا . (ص/۴۶)

ما في " الأشباه لإبن نجيم " : الأمور بمقاصدها . (۱۱۳/۱)

نئے سال کی آمد پر خوشیاں منانا

مسئلہ (۱۸۰): نئے سال کی آمد پر جو ہولی ڈے اور چھٹی رکھ کر جشن منایا جاتا ہے، وہ یہود ونصاریٰ کی رسم ہے، شریعتِ اسلامی میں اس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے، بلکہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہود ونصاریٰ کی مشابہت اور ان کی عیدوں اور تہواروں میں کسی بھی طرح کی شرکت سے سختی کے ساتھ منع فرمایا، اور اس پر سخت وعید بیان فرمائی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے''- اور جو شخص مسلمان ہوتے ہوئے غیروں کے رسم ورواج کا طالب ہو، وہ عند اللہ سخت مبغوض اور ناپسندیدہ ہے، اس لیے کرسمس ڈے، برتھ ڈے، مدر ڈے، ویلین ٹائن ڈے، اور دیگر تمام ڈیز کو بطورِ عید منانا شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے۔ (۱)

فرض نمازوں کے بعد درود شریف کا اہتمام

مسئلہ (۱۸۱): فرض نمازوں کے بعد بالالتزام ﴿إن الله وملائكته يصلون على النبي﴾ اور درود شریف پڑھنا، خواہ جہراً ہو یا سراً، خلافِ شرع اور بدعت ہے، کیوں کہ یہ طریقہ قرونِ مشہود لہا بالخیر اور ایمۂ اربعہ میں سے کسی سے ثابت نہیں۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' سنن أبي داود '' : قوله ﷺ : '' من تشبه بقوم فهو منهم ''. (ص/ ۵۵۹)

ما في '' مشكوة المصابيح '' : قوله ﷺ : '' أبغض الناس إلى الله ثلاثة : ملحد في الحرم ، ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية ، ومُطّلب دم امرئٍ مسلم بغير حق ليهريق دمه . رواه البخاري .

(ص/ ۲۷ ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الأول)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في '' مشكوة المصابيح '' : قوله ﷺ : '' من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ ''.

(ص/ ۲۷ ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

ما في '' شرح الطيبي '' : قوله ﷺ : '' كل بدعة ضلالة ''.

(۱/ ۲۲۳ ، مشكوٰة المصابيح :ص/ ۳۰ ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الثاني)

ما في '' مرقاة المفاتيح '' : قال في الأزهار : '' كل بدعة سيئة ضلالة ''. (۱/ ۳۳۷) =

مسائل الجوالة والإنترنت

مسائلِ موبائل وانٹرنیٹ

موبائل پرہیلو سے گفتگو کا آغاز

مسئلہ (۱۸۲): لفظ ہیلو (Hello) کے معنیٰ کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا ہے، عام فہم زبان میں اس کے معنیٰ ''سنو'' ہوتے ہیں اور یہ کلام میں داخل ہے، اس لئے ٹیلیفون پر ''السلام علیکم'' کے بجائے ہیلو سے کلام کا آغاز کرنا خلافِ سنت ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے ہمیں کلام سے پہلے سلام کی تعلیم فرمائی۔ (۱)

مسجد میں موبائل کھلا رکھ کر آنا

مسئلہ (۱۸۳): مسجد میں موبائل کھلا رکھ کر آنا یہ احترامِ مسجد کے خلاف ہے، کیوں کہ اگر گھنٹی بجی تو شوروغل ہوگا جو کہ ممنوع ومکروہ ہے۔ (۲)

= ما في '' مرقاة المفاتيح '' : وقال النووي : '' البدعة كل شيء عمل على غير سابق ؛ وفي الشرع : إحداث ما لم يكن في عهد رسول الله ﷺ '' . والمراد بالبدعة : ما أحدث في الدين ما لا أصل له في الشريعة يدل عليه ، وأما ما كا ن له أصل من الشرع يدل عليه فليس ببدعة شرعًا ، وإن كان بدعة لغة ، وأما ما وقع في كلام السلف من استحسان بعض البدع فإنما ذلک في البدع اللغوية لا الشريعة ، فالبدعة الشرعية كلها مذمومة لأنها موجبة للضلال والغواية '' . (۱/۲۶۴ ، بحواله فتاویٰ عثماني : ۱/۱۳۱) (فتاویٰ حقانیہ:۱/۸۰-۱۰۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' جامع الترمذي '' : عن جابر بن عبد الله قال : قال رسول الله ﷺ : '' السلام قبل الكلام '' . (۲/۹۹ ، أبواب الاستيذان والأداب ، باب السلام قبل الكلام)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في '' حاشية أبي داود '' : ابوداؤد کے حاشیہ میں '' باب كراهية انشاد الضالة '' کے تحت عبارت ہے ''ويلحق به ما في معناه من البيع والشراء والإجارة ونحوها من العقود وكراهية رفع الصوت في المسجد '' . کراہیتِ رفعِ صوت فی المسجد کی صراحت سے موبائل کی گھنٹی کا شوروغل مکروہ وممنوع قرار پائیگا۔ =

موبائل پر میوزک یا گانے سننا

مسئلہ (۱۸۴): موبائل پر میوزک یا گانے سننا، اسی طرح موبائل میں ان چیزوں کو لوڈ کرنا، اور رنگ ٹون میں گانے کی میوزک یا گانے سیٹ کرنا شرعاً ممنوع وحرام ہے۔ (۱)

رنگ ٹون کی جگہ قرآنی آیات وکلماتِ اذان فیڈ کرنا

مسئلہ (۱۸۵): موبائل میں رنگ ٹون کی جگہ آیاتِ قرآنیہ، یا کلماتِ اذان وغیرہ کے فیڈ (Feed) کرنے میں ابتذال وامتہان، یعنی تحقیر وتذلیل لازم آتی ہے، اس لئے یہ ناجائز ہے۔ (۲)

= (سنن أبي داود : ۱/۶۸، کتاب الصلاۃ ، باب کراھیة انشاد الضالة في المسجد ، رقم الحاشية : ۱)

ما في " الفتاوی الهندية " : والسادس أن لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله . (۵/ ۳۲۱، کتاب الکراهية ، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة الخ)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم﴾ . (سورة لقمان : ٦)

ما في " الشامية " : وجاء في التفسير أن المراد الغناء .... قلت : وفي التاتارخانية عن العيون : إن كان سماع غناء فهو حرام بإجماع العلماء . (۹/ ۵۰۲ ، ۵۰۳ ، الحظر والإباحة)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : قلت : وفي البزازية : استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام ، لقوله عليه الصلاة والسلام : " استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق ، والتلذذ بها كفر " . أي بالنعمة . الخ . الدر المختار . (۹/ ۵۰۴ ، الحظر والإباحة)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : الأمور بمقاصدها . وكذا الحارس إذا قال في الحراسة : " لا إله إلا الله " يعني لأجل الإعلام بأنه مستيقظ . (۱/ ۱۱۳ – ۱۱٦)

موبائل پر بذریعۂ میسیج کسی اجنبیہ سے گفتگو

مسئلہ (۱۸۶): موبائل پر کسی اجنبیہ سے میسیج کے ذریعہ گفتگو کرنا ایسا ہی ہے جیسے آمنے سامنے گفتگو کرنا، اس لئے یہ ناجائز ہے۔ (۱)

دورانِ نماز موبائل بند کرنا

مسئلہ (۱۸۷): ایسا کام جس کے کرنے والے کو دیکھ کر یہ یقین ہو، کہ وہ نماز میں نہیں ہے تو وہ عملِ کثیر ہے، اور جس کام کے کرنے والے کو دیکھ کر یہ شک ہو کہ وہ نماز میں نہیں ہے، تو یہ عملِ قلیل ہے۔ (درمختار)

اگر دورانِ نماز موبائل بجنا شروع ہوا، اور اسے عملِ قلیل یعنی جیب کے اوپر ہی سے محض بٹن دبا کر بند کرنا ممکن ہو تو بند کردے، نماز کراہیت کے ساتھ صحیح ہوگی، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نماز توڑ کر بند کرنا مباح ہوگا، تاکہ دیگر مصلیوں کے خشوع وخضوع میں خلل واقع نہ ہو، اور مسجد کا ادب ملحوظ رہے، اور نئی تحریمہ سے امام کی اقتدا کرے، جتنی نماز مل جائے اسے پڑھ لے، اور جو چھوٹ جائے اس کو پورا کرلے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا . الدر المختار . وفي الشامية : ويجوز الكلام المباح مع امرأة أجنبية .... وفي الحديث دليل أنه لا بأس بأن يتكلم مع النساء بما لا يحتاج إليه ، وليس هذا من الخوض فيما لا يعنيه ، إنما ذلک في كلا م فيه إثم ، فالظاهر أنه قول آخر أو محمول على العجوز . (۹/۵۳۰ ، الحظر والإباحة ، فصل في النظر والمس)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " جامع الترمذي " : عن أبي هريرة قال : " أمر رسول الله ﷺ بقتل الأسودين في الصلوٰة ، الحية والعقرب" . (۱/۸۹ ، الصلاة ، باب ما جاء في قتل الأسودين في الصلاة)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : ويباح قطعها لنحو قتل حية وند دابة وفور قدر . الدر المختار . (۲/۴۲۵ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب في بيان السنة والمستحب الخ)

موبائل میں گیم ڈاؤن لوڈ کرنا

مسئلہ (۱۸۸): موبائل میں جاندار یا غیر جاندار کی تصویر والے گیم ڈاؤن لوڈ کر کے کھیلنا، جیسے کرکٹ، فٹبال، کیرم بورڈ وغیرہ، اس میں ضیاعِ وقت لازم آتا ہے، بالخصوص جب کہ اس میں تصاویر بھی موجود ہوں تو اس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب لازم ہے[۱]، حضور ﷺ کا ارشاد ہے: " مِن حُسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه "۔[۲]

بلوٹوتھ کے ذریعہ تصویری میسیج، فلم یا گانے بھیجنا

مسئلہ (۱۸۹): کسی شخص کے کہنے پر یا از خود کسی دوسرے کے موبائل پر، جانداروں کی تصویر والے میسیج بھیجنا[۳]، اسی طرح ایک موبائل سے دوسرے موبائل میں فلم، یا گانا بھیجنا[۴] شرعاً ناجائز اور سخت گناہ ہے۔

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " الشامية " : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : كل لعبٍ وعبثٍ .... حرامٌ . (۹/۵٦٦ ، الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغيره)

(۲) (جمع الجوامع : ٦/۳۹۳ ، الميم مع النون ، رقم الحديث : ۱۹۹۹۷۰)

الحجة علی ما قلنا :

(۳) ما في " صحيح البخاري " : " إن أشد الناس عذابا عند الله المصورون " .

(۲/۸۸۰ ، كتاب اللباس ، باب عذاب المصورين يوم القيامة)

ما في " المعجم الكبير للطبراني " : وعن ابن عباس قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة تمثال ، والمصورون يعذبون يوم القيامة في النار ، يقول لهم الرحمٰن : قوموا إلى ما صورتم ، فلا يزالون يعذبون حتّٰى تنطق الصورة ولا تنطق " .

(۱۱/۱۵۷ ، رقم الحديث : ۱۱۴۷۸ ، مجمع الزوائد : ۵/۲۲٦ ، اللباس ، باب ما جاء في التماثيل والصور ، رقم الحديث : ۸۸۹۵)

(۴) ما في " القرآن الكريم " : قال تعالىٰ : ﴿ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم﴾ . (سورة لقمان : ٦)

ما في " الشامية " : وجاء في التفسير أن المراد الغناء . (۹/۵۰۲ ، الحظر والإباحة)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال الحصكفي رحمه الله تعالى : وفي السراج : ودلت =

غلط ریچارج پر حقِ مطالبہ حاصل ہوگا

مسئلہ (۱۹۰): اگر کوئی شخص اپنے موبائل میں ریچارج کررہا تھا، لیکن غلط نمبر ڈائل کرنے کی وجہ سے کسی اور کے موبائل میں ریچارج ہوگیا، تو اسے اس شخص سے جس شخص کے موبائل میں ریچارج ہوگیا، اپنی ریچارج کردہ رقم کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا، اور شخصِ آخر کے لیے اس ریچارج کا استعمال حلال نہیں ہوگا۔ (۱)

موبائل میں کسی کی تصویر فیڈ کرنا

مسئلہ (۱۹۱): موبائل میں کسی شخص کی تصویر فیڈ (Feed) کرنا، کہ جب بھی فون کیا جائے تو بجائے نمبر کے اس شخص کی تصویر آئے درست نہیں ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''إن أشد الناس عذابا عند الله المصورون''۔ (۲)

= المسئلة أن الملاهي كلها حرام .... قال ابن مسعود : '' صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب ، كما ينبت الماء النبات . الدر المختار . وفي الشامية : قال الشامي رحمه الله تعالى : والحاصل أنه لا رخصة في السَّماع في زماننا ، لأن الجنيد رحمه الله تعالى تاب عن السَّماع في زمانه . اهـ . (۹/۵۰۲ ، ۵۰۳ ، الحظر والإباحة ، قبيل فصل في اللبس)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في '' القرآن الكريم '' : قوله تعالىٰ : ﴿يآيها الذين اٰمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارةً عن تراضٍ منكم﴾ . (سورة النساء : ۲۹)

ما في '' جمع الجوامع '' : قال النبي ﷺ : '' لا يحل لإمرئٍ من مال أخيه شيءٌ إلا بطيب نفس منه'' . (۷/۹ ، تتمة حرف اللام والألف ، رقم الحديث : ۲۶۷۵۹)

الحجة على ما قلنا :

(۲) (صحيح البخاري : ۲/۸۸۰ ، كتاب اللباس ، باب عذاب المصورين يوم القيامة)

ما في '' الدر المختار مع الشامية '' : لا تمثالَ إنسان أو طير . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (أو طير) لحرمة تصوير ذي الروح . (۹/۵۱۹ ، الحظر والإباحة ، فصل في اللبس)

خراب موبائل عیب بتائے بغیر فروخت کرنا

مسئلہ (۱۹۲): بہت سے لوگ موبائل خراب ہونے پر اسے کم قیمت میں فروخت کردیتے ہیں، اور خریدار کو موبائل میں موجود عیوب اور خرابیوں پر آگاہ نہیں کرتے، اس طرح کی بیع دھوکہ دہی ہے، جس سے آپ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا۔ (۱)

اس بیع کے بعد خریدار کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو پوری قیمتِ خرید پر رکھ لے، اور اگر چاہے تو واپس کردے، لیکن یہ اختیار نہیں ہے کہ موبائل رکھ لے، اور عیب کی وجہ سے کچھ قیمت واپس لے لے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " جمع الجوامع " : عن ابن عباس قال : قال النبي ﷺ : " من غشنا فليس منا ، ومن رمانا بالنبل فليس منا " . (۷/۲۱۳ ، رقم الحديث : ۲۲۴۹۷)

ما في " جامع الترمذي " : عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللا ، فقال : " يا صاحب الطعام ! ما هذا ؟ قال : أصابته السماء يارسول الله ﷺ ؛ قال : أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس ؟ ثم قال : " من غشّ فليس منا " . حديث حسن صحيح ، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا : الغش حرام .

(۱/۲۴۵ ، البيوع ، ما جاء في كراهية الغش في البيوع)

ما في " العرف الشذي على هامش الترمذي " : ذكر في الفتح أن البيع ذا غرر قولي يجب فسخه قضاءً ، وذا غرر فعلي يجب فسخه ديانة ، وكل بيع مكروه تحريما يجب فسخه ديانة . (۱/۲۴۷)

ما في " جامع الترمذي " : عن أبي هريرة قال : ' نهٰى رسول الله ﷺ عن بيع الغرر وبيع الحصاة " . (۱/۲۳۳ ، البيوع ، ما جاء في كراهية بيع الغرر ، الصحيح لمسلم : ۲/۲ ، كتاب البيوع)

(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : من وجد بمشريه ما ينقص الثمن ولو يسيرًا عند التجار ، المراد بهم المعرفة بكل تجارة وصنعة ، قال المصنف : أخذه بكل الثمن أو رَدّه ما لم يتعين إمساكه . الدر المختار . (۷/۱۶۹ ، ۱۷۰ ، كتاب البيوع ، باب خيار العيب)

کیمرے والے موبائل کا استعمال

مسئلہ (۱۹۳): کیمرے والے موبائل سے گفتگو کرنا ناجائز نہیں ہے، بلکہ اس کا غلط استعمال ناجائز ہے[۱]، علماء، ائمہ، ومقتدیانِ کرام کے لیے تہمت سے بچنے کیلئے احتیاط اسی میں ہے کہ وہ کیمرے والے موبائل کے بجائے سادہ موبائل استعمال کریں۔

انٹرنیٹ کا استعمال

مسئلہ (۱۹۴): انٹرنیٹ ایک ایسا جدید مواصلاتی نظام ہے، جس کے ذریعے دنیا ایک چھوٹی سی آبادی کی شکل میں تبدیل ہوگئی ہے، انسان گھر بیٹھے دنیا کے چپے چپے اور مختلف الاجناس افراد کی سیر کرتا ہے، انٹرنیٹ کے ذریعے انسان دین واسلام کو گھر بیٹھے دنیا کے ہر طبقے میں متعارف کرا سکتا ہے، اور پورے عالم کو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں غور کرنے، توحید ورسالت اور آخرت کی دعوت دینے میں استعمال کرسکتا ہے، اسی طرح تعصب وعناد، اختلاف وانتشار اور بداخلاقی وغیرہ کی بھی انٹرنیٹ کے ذریعہ دعوت دی جاسکتی ہے، جس سے افرادِ انسانی میں اختلاف وانتشار کی فضا آخری حد تک عام کی جاسکتی ہے۔

اگر انٹرنیٹ کا استعمال پہلے مقصد کیلئے ہے تو اس کا استعمال جائز ہے، اور اگر دوسرے مقصد کے لیے ہے تو اس کا استعمال ناجائز اور حرام ہے۔[۲]

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " الأشباه لإبن نجيم " : " الأمور بمقاصدها " . (۱/۱۱۳)

الحجة علی ما قلنا :

(۲) ما في " الأشباه لإبن نجيم " : " الأمور بمقاصدها " . (۱/۱۱۳)

ما في " المقاصد الشرعية " : " إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما ، وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا " . (ص/۴۶ ، اعلام الموقعين :۳/۱۵۷)

انٹرنیٹ پروگرام

مسئلہ(۱۹۵): انٹرنیٹ میں کچھ پروگرامس ہوتے ہیں، جیسے یاہو میسینجر (Massenger Yahoo)، ایم، ایس، این میسینجر (MsnMassenger)، ریڈیفبال (Rediffball)وغیرہ ، یہ پروگرامس ای میل (E-mail)اور چیٹنگ (Chating) کے لیے مخصوص ہوتے ہیں، جن کے ذریعہ دنیا میں کسی بھی فرد سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے، بہت سے نوجوان انٹرنیٹ چیٹنگ (Internet,Chating) کے ذریعے اجنبی لڑکیوں سے فرینڈشپ (Friendship)اور عشق ومحبت کی باتیں کرتے ہیں(۱)، اور آپس میں ایک دوسرے کو فحش اور عریاں تصاویر ای میل (E-mail) کرتے ہیں(۲)، جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔

انٹرنیٹ پر گیم کھیلنا

مسئلہ(۱۹۶): انٹرنیٹ ،موبائل اور کمپیوٹر پر گیم کھیلنے سے اگر فرائض کا ترک لازم آتا ہے، تو یہ کھیل ناجائز اور حرام ہوگا ، اور اگر ترکِ واجب لازم آتا ہو تو مکروہ تحریمی ہوگا، اور اگر ترکِ سنن ومستحبات لازم آتا ہو تو مکروہ تنزیہی ہوگا ، کیوں کہ ہر وہ کام جو ترکِ فرض کا ذریعہ بنے وہ حرام، اور جو ترکِ واجب کا ذریعہ بنے وہ مکروہِ تحریمی، اور جو ترکِ سنن ومستحبات کا ذریعہ بنے وہ مکروہِ تنزیہی ہوگا۔(۳)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " مشكوة المصابيح " :إن رسول الله ﷺ قال : " لعن الله الناظر والمنظور إليه " .
(ص/۲۷۰ ، باب النظر إلى المخطوبة ، الفصل الثالث)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا . الدر المختار .
(۹/۵۳۰ ، الحظر والإباحة)

(۲) ما في " صحيح البخاري " : قوله ﷺ : " إن أشد الناس عذابا عند الله المصورون " .
(۲/۸۸۰ ، كتاب اللباس ، باب عذاب المصورين يوم القيامة)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : لا تمثالَ إنسان أو طير . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (أو طير) لحرمة تصوير ذي الروح . (۹/۵۱۹ ، الحظر والإباحة ، فصل في اللبس) =

انٹرنیٹ کے ذریعہ رازدارانہ معاملات کی جاسوسی

مسئلہ(۱۹۷): اگر کوئی شخص، یاادارہ، یا کمپنی، یا حکومت اپنے رازدارانہ معاملات، کوڈورڈ (Codeword/password) کے ذریعہ انٹرنیٹ یا کمپیوٹر پر فائلوں میں محفوظ کرلے، تو کسی دوسرے شخص کا جاسوسی کرکے کوڈورڈ (Codeword) کو حاصل کرنا، اور فائلوں میں محفوظ رازدارانہ معلومات سے فائدہ اٹھانا شرعاً ناجائز ہے، اوراس سے بچنا واجب ہے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

= (۳) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوًا بغير علم﴾ . [سورة الأنعام : ۱۰۹] وقال أيضًا : ﴿ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت﴾ . (سورة البقرة :٦۵)

ما في " صحيح البخاري " : قوله ﷺ : " قاتل الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فباعوها وأكلوا أثمانها " . (ص/۳۸۴ ، البيوع ، باب لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه ، رقم الحديث : ۲۲۲۴ ، موسوعة فتح الملهم : ۵۲۷/۷ ، كتاب المساقات ، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير الخ)

ما في " الفروق للإمام القرافي " : فذمهم لكونهم تذرعوا للصيد يوم السبت المحرم عليهم بحبس الصيد يوم الجمعة . وبقوله عليه السلام : " لعن الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فباعوها وأكلوا أثمانها " . وبإجماع الأمة على جواز البيع والسلف مفترقين وتحريمهما مجتمعين لذريعة الربا .... فإنها تدل على اعتبار الشرع سدًّا للذرائع في الجملة وهذا مجمع عليه .

(۴۳۷/۳ ، الفرق الرابع والتسعون بين قاعدة ما يسد من الذرائع وبين قاعدة ما لا يسد منها)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولا تجسّسوا﴾ اورتم جاسوسی نہ کرو۔ (سورة الحجرات : ۱۲)

ما في " الصحيح لمسلم " : " ولا تحسّسوا ولا تجسّسوا " (کہ تم دوسروں کی ٹوہ اور جاسوسی میں نہ رہو)۔ (۳۱٦/۲ ، كتاب البر والصلة والأدب ، باب تحريم التحاسد الخ)

ما في " فقه النوازل " : " ان ما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب " . (۲۲۵/۳)

انٹرنیٹ کے ذریعہ تبلیغ واشاعت

مسئلہ (۱۹۸): انٹرنیٹ کے ذریعہ قرآنِ کریم ،حدیثِ نبوی ﷺ، عقائدِ اسلام، احکامِ اسلام ونظریاتِ شرع پر غیروں کی طرف سے جو یلغار کی جارہی ہے، اور اسلام واہلِ اسلام کی جو غلط شبیہ پیش کی جارہی ہے، اس کا جواب انٹرنیٹ کے ذریعہ ہی دینا ممکن ہے، اس لئے اس مقصد کے خاطر انٹرنیٹ کا استعمال جائز ہی نہیں بلکہ بعض اوقات لازم ہے۔[1]

انٹرنیٹ پر خرید وفروخت

مسئلہ (۱۹۹): اگر انٹرنیٹ پر بائع اور مشتری دونوں موجود ہوں، اور ایجاب کے فوراً بعد دوسرے کی طرف سے قبول ظاہر ہوجائے تو بیع منعقد ہوجائے گی، اور اس صورت میں عاقدین کو متحد المجلس تصور کیا جائے گا، کیوں کہ اتحادِ مجلس کا مقصد ایک ہی وقت میں ایجاب کا قبول سے مربوط ہونا ہے۔[2]

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الکریم " : ﴿وأعدّوا لهم ما استطعتم من قوة﴾ . (سورة الأنفال : ۶۰)

ما في " سنن أبي داود " : قوله ﷺ : " جاهدوا المشرکین بأموالکم وأنفسکم وألسنتکم " .

(ص/ ۳۳۹ ، کتاب الجهاد ، باب کراهة ترک الغزو)

ما في " فقه النوازل " : خالد بن ولید کے لئے حضرت ابوبکر کا یہ قول:" حاربهم بمثل ما یحاربونک ، السیف بالسیف ، والرُّمح بالرمح ". اور قاعدۂ شرعیہ:" ان ما لا یتم الواجب إلا به فهو واجب " کے عموم میں (مذکورہ حکم) داخل ہے۔ (۲۲۵/۳)

الحجة علی ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الکریم " : قوله تعالیٰ : ﴿أحل الله البیع وحرم الربوا﴾ . (البقرة : ۲۷۵)

ما في " سنن أبي داود " : قوله ﷺ : " المتبایعان بالخیار ما لم یفترقا " .

(۴۸۹/۲ ، کتاب البیوع ، باب في خیار المتبایعین)

ما في " الأشباه والنظائر " : " الأمور بمقاصدها " . (۱۱۳/۱)

کسی کا کریڈٹ کارڈ نمبر اور پاس ورڈ حاصل کرکے خفیہ خرید وفروخت

مسئلہ (۲۰۰): انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی کا کریڈٹ کارڈ (Credit Card) نمبر اور اس کا پاس ورڈ (Password) حاصل کرکے، اس کے کھاتے سے خفیہ طور پر خرید و فروخت کرنا، جس کا بل کریڈٹ کارڈ والے کو آتا ہو، شرعاً ناجائز وحرام ہے، اور اس طرح کے مال کے استعمال پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔(۱)

ای میل (E-Mail) کے ذریعہ خرید وفروخت

مسئلہ (۲۰۱): اگر کسی شخص نے کسی شخص کو ای میل (E-Mail) کے ذریعہ بیع (بیچنے) کی پیشکش کی، تو جب وہ شخص جسے یہ پیشکش کی گئی، اس ای میل (E-Mail) کو پڑھے، اسی وقت اس کی جانب سے قبولیت کا اظہار صحتِ بیع کے لئے ضروری ہوگا، اور یہ صورت تحریر وکتابت کے ذریعہ بیع (بیچنے) کی ہوگی، اور بیع بصورتِ تحریر وکتابت درست وجائز ہے۔(۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارةً عن تراضٍ منكم﴾ . (سورة النساء : ۲۹)

ما في " الصحيح لمسلم " : قوله ﷺ : " كل المسلم على المسلم حرام ، عرضه وماله ودمه " . (۲/۷ا۳ ، كتاب البر والصلة والأدب ، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره الخ ، جامع الترمذي : ۲/۱۴ ، كتاب البر والصلة ، باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم)

ما في " اعلام الموقعين " : " وسيلة المقصود تابعة للمقصود وكلاهما مقصود " . (۳/ ۱۷۵)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " درر الحكام شرح مجلة الأحكام " : " الكتاب كالخطاب " .

(۱/ ۶۹ ، المادة : ۶۹ ، قواعد الفقه : ص/ ۹۹ ، رقم القاعدة : ۲۱۹)

ما في " فتح القدير لإبن الهمام " : فلما بلغه الكتاب وفهم ما فيه قال : قبلت في المجلس انعقد . (۶/ ۲۳۶ ، الفتاوى الهندية : ۳/ ۹ ، الباب الثاني فيما يرجع إلى انعقاد البيع وفي حكم المقبوض على سوم الشراء وغيره)

انٹرنیٹ کے ذریعہ عقدِ نکاح

مسئلہ (۲۰۲): عقدِ نکاح بمقابلۂ عقدِ بیع نازک ہے، اور اس میں عبادت کا بھی پہلو ہے، دو گواہ بھی شرط ہے، اس لئے براہِ راست انٹرنیٹ، ویڈیو کانفرنسنگ اور فون پر نکاح کا ایجاب وقبول شرعاً معتبر نہیں ہوگا، ہاں اگر ان ذرائع ابلاغ پر کسی کو نکاح کا وکیل بنایا جائے، اور وہ دو گواہوں کے سامنے اپنے مؤکل کی طرف سے ایجاب وقبول کرلے تو نکاح درست ہوگا، بشرطیکہ گواہ مؤکل غائب کو جانتے ہوں، یا بوقتِ ایجاب وقبول اس کا نام مع ولدیت لیا گیا ہو۔ (۱)

تبلیغِ دین کی خاطر ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کا استعمال

مسئلہ (۲۰۳): ٹیپ ریکارڈ، ویڈیو کیسٹ، سی ڈی، اور سافٹ ویئر وغیرہ کا استعمال عام ہوچکا ہے، اس لئے تبلیغِ دین اور اشاعتِ حق کے خاطر ایسی کیسٹیں، سیڈیاں اور سافٹ ویئر بنانا، جس میں اخلاقی وتربیتی تعلیمات کو ریکارڈ کیا گیا ہو (خواہ صرف آواز یا آواز کے ساتھ حروف ہوں) جائز ہے، بشرطیکہ اس میں ذی روح کی تصاویر نہ ہوں۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " خلاصة الفتاوى " : امرأة وكلت رجلا بأن يزوجها من نفسه ، فقال الوكيل : اشهدوا أني قد تزوجت فلانة من نفسي ، إن لم يعرف الشهود فلانة لا يجوز النكاح ما لم يذكر اسمها واسم أبيها وجدها . (۲/۱۵ ، كتاب النكاح ، الفصل السادس في الشهود)

ما في " نصب الراية للزيلعي " : رُوي أنه عليه السلام وكل بالتزوج عمر بن أبي سلمة . (۴/۱۹۲ ، كتاب الوكالة)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿خلق لكم ما في الأرض جميعًا﴾ . (سورة البقرة : ۲۹)

ما في " الأشباه والنظائر لابن نجيم " : إن الأصل في الأشياء الإباحة ، حتى يدل الدليل على عدم إباحته . (۱/۲۵۲)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : لا تمثالَ إنسان أو طير . الدر المختار . وفي الشامية : قوله : (أو طير) لحرمة تصوير ذي الروح . (۹/۵۱۹ ، الحظر والإباحة ، فصل في اللبس)

مصادر ومراجع

کتب عقائد

۱	حجۃ اللہ البالغۃ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	دار المعرفۃ بیروت
۲	الابانہ عن أصول الدیانہ	امام ابو الحسن علی بن اسماعیل اشعری	دار ابن حزم

کتب تفاسیر

۳	تفسیر المظہری	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی	مکتبہ زکریا دیوبند
۴	روح المعانی	امام شہاب الدین سید محمد محمود آلوسی بغدادی	// //
۵	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین رازی شافعی	علوم اسلامیہ اردو بازار لاہور
۶	البحر المحیط	امام ابو حیان غرناطی اندلسی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۷	فتح القدیر فی علم التفسیر	امام محمد بن علی بن محمد شوکانی	// //
۸	الدر المنثور فی التفسیر الماثور	امام جلال الدین سیوطی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۹	حاشیۃ القونوی علی البیضاوی	امام عصام الدین اسماعیل بن محمد حنفی	// //
۱۰	تاویلات اہل السنۃ	امام ابو منصور ماتریدی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۱	تفسیر الجلالین	امام جلال الدین محلی وسیوطی	مؤسسۃ الریان بیروت
۱۲	تفسیر النسفی	ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
۱۳	الجامع لاحکام القرآن	امام ابو عبد اللہ احمد انصاری قرطبی	مکتبۃ الغزالی دمشق
۱۴	احکام القرآن	امام ابو بکر بن علی رازی جصاص	مکتبہ شیخ الہند دیوبند
۱۵	معارف القرآن شفیعی	مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب	فرید بکڈپو دیوبند

کتب احادیث

۱۶	صحیح بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	مکتبہ بلال دیوبند/ بیروت
۱۷	صحیح مسلم	امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری	// //
۱۸	سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	مکتبہ بلال دیوبند
۱۹	جامع ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی ترمذی	مکتبہ بلال/ بیروت
۲۰	سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمٰن بن شعیب بن علی نسائی	یاسر ندیم اینڈ کمپنی/ بیروت
۲۱	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہ قزوینی	مکتبہ بلال دیوبند

۲۲	مستدرک حاکم	امام ابوعبداللہ حاکم نیساپوری	
۲۳	مشکوۃ المصابیح	شیخ ولی الدین خطیب تبریزی بغدادی	یاسر ندیم اینڈ کمپنی
۲۴	مصنف ابن ابی شیبہ	امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ	مکتبہ امدادیہ ملتان
۲۵	ارواء الغلیل	شیخ محمد ناصر الدین البانی	مکتبہ اسلامیہ بیروت
۲۶	سنن دار قطنی	امام حافظ علی بن عمر	دارالایمان/ دارالمحاسن قاہرہ
۲۷	معجم کبیر طبرانی	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	داراحیاء التراث العربی
۲۸	معجم اوسط طبرانی	//	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۲۹	سنن کبری بیہقی	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	// //
۳۰	شعب الایمان	//	// //
۳۱	عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی	حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ
۳۲	نیل الاوطار للشوکانی	امام محمد بن علی بن محمد شوکانی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۳۳	جمع الجوامع	امام جلال الدین سیوطی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۳۴	مجمع الزوائد	علامہ شیخ نورالدین ھیثمی	// //
۳۵	کنز العمال	علامہ علاء الدین علی متقی ہندی	// //
۳۶	نصب الرایہ	امام جمال الدین زیلعی حنفی	دارالایمان سہارنپور
۳۷	فیض الباری شرح البخاری	علامہ شیخ انور شاہ کشمیری	مکتبہ شیخ الہند/ بیروت
۳۸	عمدۃ القاری شرح البخاری	امام بدرالدین عینی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۳۹	لامع الدراری علی البخاری	شیخ محمد زکریا کاندھلوی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۴۰	شرح النووی علی مسلم	امام ابوزکریا محی الدین یحی بن شرف النووی	مکتبہ بلال/ بیروت
۴۱	تکملۃ فتح الملہم	علامہ شیخ شبیر احمد عثمانی/ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی	داراحیاء التراث العربی
۴۲	حاشیۃ السنبھلی علی ابی داود	علامہ شیخ محمد حیات سنبھلی	مکتبہ بلال دیوبند
۴۳	بذل المجہود	علامہ شیخ خلیل احمد سہارنپوری	دارالبشائر الاسلامیۃ بیروت
۴۴	تعلیق علی ہامش بذل المجہود	شیخ تقی الدین ندوی	// //
۴۵	معارف السنن	علامہ محمد یوسف بنوری	مکتبہ سعید ایچ ایم کراچی
۴۶	العرف الشذی	علامہ شیخ انور شاہ کشمیری	داراحیاء التراث العربی
۴۷	نفع قوت المغتذی علی ہامش الترمذی	علی بن سلیمان مالکی	مکتبہ بلال دیوبند
۴۸	حاشیۃ الترمذی	شیخ خلیل احمد سہارنپوری	مکتبہ بلال دیوبند

۴۹	مرقاۃ المفاتیح	علامہ شیخ ملاعلی قاری حنفی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۵۰	مرعاۃ المفاتیح	شیخ ابوالحسن مبارکپوری ہندی	طبع بنارس الہند
۵۱	شرح الطیبی	امام شرف الدین حسین بن محمد بن عبداللہ طیبی	مکتبہ زکریا دیوبند
۵۲	اشعۃ اللمعات	علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی	کتب خانہ مجیدیہ ملتان
۵۳	اعلاء السنن	علامہ شیخ ظفر احمد عثمانی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۵۴	احیاء السنن	شیخ نسیم احمد	مکتبہ امدادیہ ملتان
۵۵	التمہید	امام ابن عبدالبر مالکی	احیاء التراث

کتب فقہ وفتاویٰ عربی

۵۶	المبسوط	شیخ الاسلام ابوبکر محمد بن احمد سرخسی	دارالکتب العلمیۃ/ دارالمعرفۃ
۵۷	تنویر الابصار مع الدر والرد	امام محمد بن عبداللہ التمر تاشی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۵۸	الدرالمختار مع الشامیۃ	علامہ شیخ علاءالدین حصکفی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۵۹	ردالمختار (شامیۃ)	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی	بیروت/ دیوبند/نعمانیہ
۶۰	فتح القدیر	محقق ابن ہمام حنفی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۶۱	نتائج الافکار تکملۃ فتح القدیر	امام شمس الدین احمد قاضی زادہ	// //
۶۲	البحرالرائق	علامہ زین الدین (ابن نجیم حنفی)	// //
۶۳	رمزالحقائق شرح العینی	شیخ بدرالدین عینی	ادارۃ القرآن کراچی
۶۴	تبیین الحقائق	امام فخرالدین عثمان بن علی زیلعی	// //
۶۵	النہرالفائق	امام سراج الدین ابن نجیم حنفی	// //
۶۶	تحفۃ الفقہاء	علامہ شیخ علاءالدین محمد سمرقندی	// //
۶۷	بدائع الصنائع	ملک العلماء شیخ علاءالدین کاسانی	دارالکتاب دیوبند/ بیروت
۶۸	تعلیق بدائع الصنائع	شیخ علی محمد معوض/ شیخ عادل احمد الموجود	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۶۹	الفتاوی الہندیۃ	شیخ نظام وجماعت علماء ہند	مکتبہ زکریا دیوبند
۷۰	الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الہندیۃ	امام حافظ الدین محمد بن محمد (ابن بزاز)	// //
۷۱	الفتاوی التاتارخانیہ	علامہ شیخ عالم بن علاء دہلوی ہندی	دارالایمان سہارنپور
۷۲	حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار	علامہ احمد بن محمد اسماعیل طحطاوی	
۷۳	حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی	مکتبہ شیخ الہند/ مکتبہ اشرفیہ
۷۴	الفقہ الاسلامی وأدلتہ	دکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

۷۵	الفقہ علی المذاہب الاربعة	امام عبدالرحمٰن بن معوض الجزیری	احیاء التراث/ بیروت
۷۶	السعایہ شرح الوقایہ	علامة الہند محمد عبدالحی لکھنوی	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۷	حلبی کبیر	علامہ شیخ ابراہیم حلبی	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۸	خلاصة الفتاوی	امام طاہر بن عبدالرشید بخاری	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۷۹	منیة المصلی	شیخ محمد عبدالاحد	یاسر ندیم اینڈ کمپنی
۸۰	الجوہرة النیرة	علامہ ابوبکر بن علی الحداد	مکتبہ تھانوی دیوبند
۸۱	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن بن محمد (شیخی زادہ)	دارالکتب العلمیة بیروت
۸۲	الاختیار لتعلیل المختار	علامہ شیخ ابن مودود موصلی حنفی	دارالرسالة العالمیة دمشق
۸۳	الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید	شیخ عبدالحمید محمود طہماز	دارالقلم دمشق
۸۴	النتف فی الفتاوی	امام ابوالحسن علی بن حسین سغدی	دارالکتب العلمیة بیروت
۸۵	الہدایہ	امام برہان الدین مرغینانی	قدیمی ہندی
۸۶	الفتاوی الولوالجیہ	امام ابوالفتح ظہیرالدین عبدالرشید الولوالجی	دارالایمان سہارنپور
۸۷	مجمع البحرین وملتقی النیرین	امام مظفرالدین (ابن ساعاتی حنفی)	دارالکتب العلمیة بیروت
۸۸	المغنی علی مختصر الخرقی	امام ابن قدامہ مقدسی	دارالکتب العلمیة بیروت
۸۹	فقہ السنة	السید سابق	دارالفتح قاہرہ
۹۰	بحوث فی قضایا فقہیة معاصرة	شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی	مکتبہ وحیدیہ دہلی
۹۱	فقہ النوازل	محمد بن حسین الجیزانی	دارابن الجوزی
۹۲	بدایة المجتہد ونہایة المقتصد	امام ابوالولید بن رشد قرطبی	مکتبہ مدنیہ دیوبند
۹۳	فقہ الزکاة	دکتور یوسف القرضاوی	مؤسسة الریان دمشق
۹۴	المہذب	امام ابواسحاق شیرازی	طبع عیسی الحلبی
۹۵	موقع علماء الشریعة	مفطرات الصیام المعاصرة	

کتب فقہ وفتاویٰ اردو

۹۶	فتاوی محمودیہ	علامہ مفتی محمود حسن گنگوہی	فاروقیہ کراچی/محمودیہ میرٹھ
۹۷	فتاوی مفتی محمود	مفتی محمود پاکستانی	مطبوعہ پاکستان
۹۸	فتاوی رحیمیہ	علامہ مفتی عبدالرحیم لاجپوری	دارالاشاعت کراچی
۹۹	خیرالفتاوی	علامہ مفتی خیرمحمد جالندھری	مکتبہ الحق جوگیشوری
۱۰۰	احسن الفتاوی	علامہ مفتی رشید احمد پاکستانی	دارالاشاعت دیوبند

۱۰۱	امدادالفتاوی	علامہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	دارالعلوم کراچی
۱۰۲	فتاوی حقانیہ	علامہ مفتی عبدالحق پاکستانی	دارالعلوم حقانیہ پاکستان
۱۰۳	امدادالاحکام	شیخ ظفر احمد عثمانی/عبدالکریم گمتھلوی	مکتبہ زکریا دیوبند
۱۰۴	کتاب الفتاوی	علامہ شیخ خالد سیف اللہ رحمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۱۰۵	فتاوی عثمانی	علامہ مفتی محمد تقی عثمانی	معارف القرآن کراچی
۱۰۶	فتاوی دارالعلوم	علامہ مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی	دارالعلوم دیوبند
۱۰۷	کفایت المفتی	علامہ مفتی کفایت اللہ دہلوی	دارالاشاعت پاکستان
۱۰۸	امدادالمفتیین / فتاویٰ عزیزیہ	مفتی عزیز الرحمٰن	مکتبہ زکریا بکڈپو
۱۰۹	نظام الفتاوی	فقیہ عصر مفتی نظام الدین اعظمی	تاج کمپیوٹرس دیوبند
۱۱۰	فتاوی عبدالحی	علامہ شیخ عبدالحی لکھنوی	مکتبہ تھانوی دیوبند
۱۱۱	نفع المفتی والسائل	علامہ لکھنوی	مکتبہ صدیقیہ ٹانڈا
۱۱۲	نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے	ایفا	ایفا پبلی کیشنز دہلی
۱۱۳	جواہر الفقہ	علامہ مفتی شفیع احمد عثمانی	تفسیر القرآن جامع مسجد دیوبند

کتب اصول فقہ وقواعد فقہ

۱۱۴	الاشباہ والنظائر	علامہ زین الدین (ابن نجیم حنفی)	مکتبہ فقیہ الامت دیوبند
۱۱۵	دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام	شیخ علی حیدر استنبول ترکی	دارالجیل بیروت
۱۱۶	الموافقات فی اصول الشریعۃ	امام ابواسحاق شاطبی	دارالمعرفۃ/احیاء التراث
۱۱۷	الفروق	امام قرافی	دارالکتب العلمیۃ
۱۱۸	جمہرۃ القواعدالفقہیۃ	دکتور علی احمدالندوی	شرکۃ الراجحی المصرفیۃ
۱۱۹	قواعدالفقہ	شیخ مفتی عمیم احسان مجددی برکتی	اشرفی بکڈپو دیوبند
۱۲۰	المقاصدالشرعیۃ	شیخ نورالدین الخادمی	داراشبیلیا
۱۲۱	موسوعۃ القواعدالفقہیۃ	شیخ ابوالحارث الغزی	وزارۃ الاوقاف کویت
۱۲۲	مسلم الثبوت	علامہ شیخ محبّ اللہ بہاری	اشرفی بکڈپو دیوبند
۱۲۳	اعلام الموقعین	امام ابن قیم الجوزیہ	احیاء التراث